اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر اول — معہ — جلد یازدہم

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت سنہ ۱۳۰۵ ہجری مطابق سنہ ۱۸۸۸ء

اصول و ضوابط و شرح قیمت رسالہ و ضمیمہ

(۱) یہ رسالہ اور اسکا ضمیمہ دونو ماہواری ہین (۲) ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ شائع ہوتا ہے (۳) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ نہین فروخت ہوتا رسالہ بدون ضمیمہ بلسکتا ہے (۴) رسالہ کے اصول اغراض ہین

(الف) اصول اسلام اور اسکے فروع عظام سے خصوصاً جو متعلق معاشرت ہون بحث کرنا۔

(ب) اہل اسلام کے مختلف فرقون کی باہمی اتحاد و اتفاق مین کوشش کرنا۔

(ج) مسلمانونکی دنیاوی ترقی کے مضامین شائع کرنا

(د) پولیٹیکل مضامین جنکو مذہب سے تعلق ہو بحث کرنا اور قوم کی مذہبی ضرورتون کو گورنمنٹ مین باادب پیش کرنا اور گورنمنٹ کے حقوق سے جنکی مذہب مین ہدایت ہے قوم کو آگاہ کرنا۔

(۵) ضمیمہ کا فرض صرف مسائل فرعیہ مذہب محدثین سے بحث کرنا ہے۔

(۶) قیمت رسالہ عموماً ۴ سالانہ ہے **خواص** (روسا اہل اسلام) بنظر اعانت للہ عنایت فرماتے ہین **بعض** اشخاص سے جن کی آمدنی چالیس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہین عایہ روپیہ لیئے جاتے ہین جنکی آمدنی دس روپیہ سے زیادہ نہین ان سے ۲ روپیہ جو دس روپیہ ماہواری آمدنی نہین رکھتے پر علمی بضاعت رکھتے ہین اور اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہین انسے دعا خیر **ضمیمہ** کی عام قیمت تین روپیہ ہے **خاص** چھ روپیہ **رعایتی** ۲ ادنے ۱۲ **آخری** نقد کا انتظار

(۷) ان مراتب خمسہ کا تصفیہ و تقرری خریداروں کے بیان یا ایمان پر ہے۔

(۸) خط کتابت وارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان ذیل ہونا چاہیئے

(۹) سبیل ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی اور کوئی نہ ہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہ ہوگا

ابوسعید محمد حسین مہتمم رسالہ اشاعۃ السنہ لاہور

اشتہار

ممانعت استعمال لفظ وہابی کے متعلق اس وقت تک جو کارروائی گورنمنٹ اور پبلک کیطرف سے ہوئی ہو اور وہ اشاعۃ السنہ نمبر ۴-۷- ۸ جلد ۹ وغیرہ مین شائع ہو چکی ہے اس کو انگریزی مین ترجمہ کر کے بطور رسالہ چھپوا لیا گیا ہے جسکی قیمت ایک روپیہ ہے اس کے طالب و شائق جلد درخواست کرین ورنہ تھوڑی مدت کے بعد وہ اس رسالہ کو نہ پائینگے کیونکہ

(باقی بصفحہ ۲)

مطبوعہ ... لاہور ... چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

کیفیت سالانہ

۱۸۹۵ء مین اس رسالہ کے خریدارون مین کسیقدر ترقی ہوئی ہے گو آمدنی مین ترقی نہین ہوئی مگر ہم یہ قصور خریدارون کے ذمہ نہین لگاتے۔ رسالہ کا وقت پر نہ نکلنا بہی اسکا قوی سبب ہے رسالہ کی رفتار کو (جو کئی سال سے ہے) ہم دیکہتے ہین تو پہلے بلا اختیار بکمال عجز و انکسار سے اپنے مالک و منعم حقیقی کا شکریہ ادا کرتے ہین جس نے رسالہ کی اس حالت پر اسکو اتبک جاری رکہا ہے اور اوس کی قدر و منزلت کو قدر شناس احباب کے دلون مین روز افزون کیا ہے

اس کے بعد ہم صدق دل سے اپنے محسنون اور معاونون کا شکریہ ادا کرتے ہین جو اس رسالہ کی مدت کی حالت فترت پر اس سے مستغنی نہین ہوئے اور اس کے شوق و طلب مین پرطبق چون گوش روزہ دار بر اللہ اکبر بست چشم براہ رہتے ہین۔ اور جب کبہی تیسرے چوتہے مہینہ اس رسالہ کی اکٹہے نمبر وصول پاتے ہین اُن کو عید کا چاند سمجہکر ان کے معائنہ سے سرور پاتے اور حظ اٹہاتے اور خدا تعالی کا شکریہ بجا لاتے ہین۔

اس ۱۸۹۶ء کے ۱۲ پرچ اونکو تین دفعہ وصول ہوئے ہین پہر بہی ان مین سے کم سے کم ایک شخص بہی ایسا نہین ہے کہ اس توقف کے سبب خریداری سے انکاری ہوا ہو ہم تہ دل سے خداوند عالم سے ان محسنون اور معاونون کے حق مین دین و دنیا کی ترقی درجات کے لیے دست بدعا ہین۔ اور اسکے ساتہ اس امر کے اظہار کو بہی نامناسب نہین سمجہتے کہ اس توقف کا اثر اسباب ان ہی اخوان کے قومی خدمات مین اڈیٹر و مہتمم رسالہ۔

اسکی کا پیان بہت کم چہپوائی گئی ہین

اشتہار

رسالہ اقتصادی مسائل الجہاد جیسا کہ انگریزی و اردو مین چہپکر شائع ہوا اور وہ گورنمنٹ اور عام اہل اسلام مین قدر کے ساتہ پسند آیا اور لیا گیا ہے ایسا ہی وہ فارسی مین ترجمہ ہوکر زیر طبع ہی اور اسی مہینے جون مین انشاء اللہ تعالی شائع ہوگا اسکی قیمت بہی ۸ ر ہے جیسا کہ اردو و انگریزی کی قیمت ۸ ر۔ ۸ ر ہے

شائقو دوڑو

(خاکسار) ان خدمات مین مصروف رہتا ہے تو مضمون نویسی اور طبع رسالہ کے وقت
کم ملتا ہے اور اشاعت رسالہ مین توقف ہوتا ہے مگر اس نقصان کا جبر اُن خدمات سے
بخوبی ہو جاتا ہے کیونکہ ان خدمات کا اثر رسالہ کیوقت پر نکلنے کے اثر سے بڑہکر ہے
۱۸۹۶ء مین جو قومی خدمت ایسکے اڈیٹر سے ہوئی ہے اسکی کیفیت ناظرین کیفیت
سالانہ ۹۶ء پر مخفی نہین ہے ۱۸۹۷ء مین ہی بلکہ اس قسم کے بلکہ اس سے بڑہکر
اور وسیع تر خدمت کی بنا اُسنے قائم کی ہے۔ جو ۹۶ء کے سفر سملہ سے ایک غرض
تہی اور سنہ حالیہ مین بہی اس غرض سے سفر سملہ کی تیاری ہے۔ اس خدمت کا نتیجہ جب
مراد ظہور مین آیا (جس کی بظن غالب امید کیجاتی ہے تو اسکا اظہار کیفیت سالانہ ۹۷ء
مین ہوگا اس سے معاونین رسالہ کے دیر مین نکلنے کی افسوس و شکایت کو یک لخت بہول
جاینگی اور خدا تعالی کا کمال اشکر بجا لاینگے ضمیمہ کا ۹۶ء کے نمبر سوم کے بعد معرض

التوا مین رہنا بہی شائقین و معاونین کے کمال رنج و افسوس کا باعث ہوگا جس مین حق
بجانب انہین حضرات کے ہے اس التوا پر بہی اسی عذر کی دست آویز سے ہم معافی کے
خواستگار ہین اور اب بجای وعدہ اشاعت بجلدی یہ عرض کر دینا مناسب سمجہتے ہین کہ
جن صاحبون سے اشاعت ضمیمہ کے لیے ہماری فراغت کا انتظار نہ ہو سکے وہ آیندہ قیمت
ضمیمہ ارسال نکرین اور پچہلی قیمت ضمیمہ بابت ۹۷ء ۹۶ء وغیرہ ارسال کر چکے ہون تو
اسکو حساب قیمت رسالہ مین محسوب کر لین مگر اس صورت مین ہم کو بہی یہ اختیار رہیگا
کہ جن احباب سے ہم قیمت رسالہ مین رعایت کرتے ہین (یعنے انکی آمدنیان زیادہ ہین اور
ہم ان سے ۵ ریا ۴ ر ماہوار کے حساب رعائتی قیمت لیتے ہین) آیندہ رعایت نکرین
پچہلے حساب کو جس طرح وہ چاہین بہگتا لین۔
وہ ہماری فرصت و فراغت کا انتظار کرینگے تو ہم بہی اونسے وہی رعائت مرعی رکہینگے
آخیر مین یہ گذارش کرنا بہی نامناسب نہین ہے کہ جن حضرات سے ابتک ۹۶ء کی کل یا

اختیار کیا ہے ہو سکتا ہے یا نہین بینوا توجروا

جواب

آیات ثلثہ و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون الظالمون الفاسقون سے حکم کفر و ظلم و فسق کا اہل اسلام پر کہ جنہون نے عہدہ منصفی نصاری قبول کیا ہے ہرگز نہین ہوسکتا - توضیح اس کی یہہ ہے کہ نزول ان آیات کا یہود و نصاری کے حق مین ہوا ہے - یہود اشراف قوم پر جو مرتکب زنا ہوتے تھے با وجود پائے جانے شرائط حد رجم کے حکم رجم کا جاری نہ کرتے تھے اور اوس حکم کو جو توریت مین مصرح ہے چھپاتے تھے اور اسی طرح قصاص مین تغیر و تبدیل احکام آلہی کرتے تھے - یعنے دو شخصون کو عوض خون ایک شخص کے قتل کرتے تھے - اور مرد کو عوض خون عورت کے قتل نہ کرتے تھے سو اون کے حق مین الکافرون الظالمون فرمایا اور نصاری نے جب عدول کیا - احکام انجیل سے فرمایا اون کے حق الفاسقون الخارجون عن امر اللہ عزوجل چنانچہ دیکھنے سے ان سب آیات کے اول سے آخر تک یہ بات ظاہر و عیان ہے قال الاصم الاوّل والثانی فی الیہود

ترجمہ اصم نے کہا ہے پہلا اور دوسرا حکم (کافر و ظالم ہونے کا) یہود پر لگایا گیا ہے - تیسرا (فسق) کا نصاری پر - ایسا ہی تفسیر کبیر مین ہے - (بصفحہ ۶۰۷ جلد ۲)

والثالث فی النصاری کذا فی التفسیر الکبیر۔ وقال قتادة
والضحاک نزلت هذه الایات الثلثه فی الیهود دون من
اساء من هذه الامة وعن البراء بن عازب رض فی قوله ومن
لم یحکم بما انزل الله فاولئك هم الکافرون و الظالمون
والفاسقون کلها فی الکافرین وفی لباب التاویل ومن
لم یحکم بما انزل الله فاولئك هم الکافرون یعنی ان
الیهود لما انکروا حکم الله تعالی المنصوص علیه فی
التوریة وقالوا انه غیر واجب علیهم فهم کافرون
علی الاطلاق بموسی والتوریة و محمد صلی الله علیه و
آله وسلم والقران واختلف العلماء فیمن نزلت هذه
الایات الثلثه [illegible] بما انزل الله فاولئك

ترجمہ

قتادہ وضحاک (تابعیون) کا قول ہے - یہ تینون آیتین یہودیون کے حق
مین نازل ہوئی ہین نہ بحق اس امت کے گنہگارون کے - اور براء ابن عازب
سے ان آیات کی تفسیر مین مروی ہے کہ یہ سب کافرون کے حق مین ہین
(ان اقوال کا اصل فتوی مین پتہ نہین تبایا مترجم نے ان اقوال کو بعینہا معالم
التنزیل مین بہ صفحہ (۲۸۲) پایا

لباب التاویل مین ہے یہ آیات یہود کے حق مین ہین - اونہون نے خدا
کے حکم سے جو توریت مین بیان ہوا ہے انکار کیا اور یہہ کہا کہ اسکی تعمیل
ان پر واجب نہین ہے تو وہ کافر مطلق ہوئے حضرت موسی و توریت کے
بھی منکر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و قران کے بھی علماء کا اس بابمین
اختلاف ہے کہ ان آیات کے مورد نزول کون لوگ ہین - مفسرین کی ایک

هم الظالمون - ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الفاسقون فقال جماعة من المفسرین ان الایات الثلاثة نزلت فی الکفار ومن غیر حکم الله من الیهود لان المسلم اذا ارتکب کبیرة لایقال انه کافر وهذا قول ابن عباس وقتادة والضحاک ویدل علی صحة هذا القول ما روی عن البراء بن عازب قال انزل الله تبارک وتعالی هذه الایات فی الکفار کلها اخرجه مسلم وعن ابن عباس قال ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الکافرون الی قوله الفاسقون هذه الایات الثلث نزلت فی الیهود خاصة قریظة ونضیر اخرجه ابوداؤد انتهی - مگر چونکہ اعتبار واسطے عموم لفظ کے ہے نہ واسطے خصوص سبب کے اور لفظ ان بعض آیتوں میں واسطے عموم کے ہے جیسا کہ ثابت ہوا فن اصول میں تو اب جس میں یہہ صفت پائی جاوی اور عمل کری ویسا ہی جو یہود و نصاری کرتے ہیے تو وہ بیشک داخل اس وعید میں ہے یعنی کافر بھی ہے اور ظالم بھی اور فاسق بھی اور یہی معنے ہیں عموم حکم کے -

ترجمہ: جماعت قایل ہے کہ یہ یہودیوں وغیرہ کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں جو خدا کی حکم کو بدلاتی ہیں کیونکہ مسلمان کسی گناہ کا مرتکب ہوگا (یعنی کسی حکم کا خلاف کریگا) تو وہ کافر نہ کہلائیگا - یہی ابن عباس (صحابی) و قتادہ و ضحاک (تابعیون) کا قول ہے اور اس قول کی صحت پر یہ حدیث دلیل ہے جو براء بن عازب سی صحیح مسلم میں (صفحہ ۰، جلد ۲) مروی ہے کہ یہہ آیات کافروں کی حق میں نازل ہوئی ہیں اور ابن عباس سی ابوداؤد میں (صفحہ ۱۲۸) مروی ہے کہ یہ تینوں آیتیں خاصکر یہودیوں کے حق نازل ہوئی ہیں ٭

قال الامام اسماعیل القاضی فی احکام القران بعد ان حکی الخلاف فی ذلک
ظاهر الایات یدل علی ان من فعل مثل ما فعلوا و اخترع حکما
یخالف به حکم الله وجعله دینا یعمل به فقد لزمه مثل ما لزمهم
من الوعید المذکور حاکما کان او غیره کذا قال ابن حجر
العسقلانی فی شرح الایات - قال ابن مسعود والحسن والنخعی
حکم هذه الایات عامة فی الیهود وفی هذه الامة فکل من
ارتشی وبدّل الحکم وحکم بغیر حکم الله فقد کفر وظلم وفسق والیه
ذهب السدّی (لباب التاویل) کافر تو اسلئے کہ اوسنے حکم خدا اور رسولؐ
کو جو منصوص علیہ ہے تحریف اور تبدیل کیا اور اوسکو غیر واجب جانا اور دوسرا
حکم اپنی طرف سے بنا کر اوس جگہہ قایم کیا اور اوسکو حکم خدا اور رسولؐ

ترجمہ
قاضی اسمعیل نے احکام القرآن میں [illegible] اختلاف مذکور
بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ ان آیات کے ظاہر معانی سے ثابت ہوتا ہے
کہ جو شخص ایسا کام کرے جو یہود نے کیا تھا یعنے کوئی حکم مخالف حکم خداوندی
اپنے پاس سے تجویز کرے - اور اسکو حکم دین واجب العمل قرار دے - اسپر
ان آیات کے وعید وارد ہوتی ہے حاکم وقت ہو خواہ کوئی اور - ایسا
ہی حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان آیات کے شرح میں کہا ہے - ابن مسعود
(صحابی) حسن بصری اور نخعی (تابعیوں) نے کہا ہے ان آیات کا حکم عام
ہے یہودیوں اور اس امت کے لوگوں کو شامل ہے - ان میں سے جو
کوئی رشوت لے اور حکم خدا کو بدل دے (یعنے اس حکم کی جگہہ کوئی اور حکم
دین میں داخل کرے) اور اس کے موافق فیصلہ کرے - وہ کافر ظالم
فاسق (سبھی کچھہ) ہے ایسا ہی سدی نے کہا ہے (لباب التاویل)

بتایا اور ظالم اسواسطے کہ اوسنے وضع شے فی غیر موضعہ کیا یعنی اللہ کے حکم کو مٹایا اور اُسکی جگہہ اپنی طرفسے ایک حکم بنا کر قایم کیا اس سے زیادہ کیا ظلم ہوگا اور فاسق اسلیئے کہ اوسنے خروج کیا اطاعت اور حکم خدا ورسول سے قال الامام فی التفسیر الکبیر فی شرح ھذہ الایۃ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولیٰک ھم الکافرون المقصود من ھذا الکلام تھدید الیھود فی اقدامھم علی تحریف حکم اللہ تعالی فی حد الزانی المحصن یعنی انھم لما انکروا حکم اللہ المنصوص علیہ فی التوریۃ و زعموا انہ غیر واجب فھم کافرون علی الاطلاق لایستحقون اسم الایمان لابموسی والتوریۃ ولا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم والقران انتہی فی التفسیر النیشاپوری فی شرح ھذہ الآیۃ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولیٰک ھم الظالمون ثم انہ سبحانہ تعالی لما بین حکم الزانی المحصن فی التوریۃ ھو الرجم والیھود

ترجمہ — امام رازی نے تفسیر کبیر جلد ثانی بصفحہ ۶۰۳ فرمایا ہے کہ ان آیات سے یہودیوں کو اس حکم کی تحریف پر جو زانی کی سزا مین ہے ڈرانا مقصود ہے انہون نے اس حکم خداوندی سے جو توریت مین صاف بیان ہوا تھا انکار کیا اور اوس کو غیر واجب العمل سمجھا لہذا وہ کافر مطلق ہوئے نہ وہ حضرت موسی اور توریت کی ماننے والے کہلا سکتے ہین نہ آنحضرتؐ اور قران کے“

تفسیر نیشاپوری مین ان آیات کی شرح مین کہا ہے کہ خدا تعالی نے توریت مین زانی کا حکم بیان کیا اور یہودیون نے اسکو بدل دیا تو قران مین یہہ بیان ہوا کہ ہمنے توریت مین یہ حکم دیا تھا کہ جان کے بدلے جان ماری جائے اور آنکھہ کے بدلے آنکھہ پھوڑی جائے تا آخر آیات جس مین ارشاد ہے کہ جو

غیر وہ اراد ان یبین ان نص التوریۃ ھو قتل النفس بالنفس
وانھم بدلوہ حیث فضلوا بنی النضیر علی قریظۃ فقال وکتبنا علیھم
فیھا ای فی التوریۃ ان النفس بالنفس والعین بالعین الی اخر
ما قال ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٓئک ھم الظالمون فی التفسیر
الجواھر ومن لم یحکم بما انزل اللہ الخ وآنہا کہ حکم نکروند بآنچہ خدا تعالی
منزل گردانیدہ وآن جہودان اند کہ بخالفت حکم خدا عوض یک تن دو تن
مے کشتند از بنی قریظہ فاولٓئک ھم الظالمون پس آن گروہ ظالمان اند
کہ وضع شے مے کنند در غیر موضع آن انتہی ۔ فی معالم التنزیل فی شرح
ھذہ الایۃ ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ قال مقاتل
بن حیان امر اللہ الربانیین والاحبار ان یحکموا بما فی التوریۃ
وامر القسیسین والرھبان ان یحکموا بما فی الانجیل فکفروا وقالوا
عزیر ابن اللہ والمسیح ابن اللہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٓئک
ھم الفاسقون الخارجون من امر اللہ عز وجل انتہی پس تفسیر

توجمہ شخص خدا کے ان احکام پر فیصلہ نکرے وہ ظالم ہے ۔
معالم التنزیل (صفحہ ۲۸۳) مین اس آیہ کی شرح مین لکہا ہے کہ مقاتل ابن حیان نے
فرمایا ہے کہ خدا تعالے نے یہود کے علما کو یہہ حکم دیا تہا کہ وہ احکام توریت
کے مطابق فیصلہ کرین اور نصارے کے علما اور درویشون کو یہہ حکم دیا تہا کہ
احکام انجیل کے موافق حکم کیا کرین ان دونون نے کفر کیا (یہود نے) کہا
عزیر خدا کا بیٹا ہے (نصاری نے کہا) مسیح علیہ السلام خدا کا بیٹا ہے
اور جو خدا کے اتارے احکام پر فیصلہ نہ کرے وہی فاسق ہین خدا کی اطاعت
حکم سے خارج ۰

ان آیات سے جو علماء محققین نے لکھا ہے معلوم ہوا کہ حکم ان آیات کا متعلق ہے جاحدین و منکرین و مستخفین سے اور یہہ تینوں صفات موصوف واحد کی ہیں *

فی البیضاوی ومن لم یحکم بما انزل اللہ مستہینا بہ منکرا لہ فاولئک ھم الکافرون لاستہانتھم بہ وتمردھم بان حکموا بغیرہ ولذلک وصفھم بقولہ الکافرون والظالمون والفاسقون فکفرھم لانکارھم وظلمھم بالحکم علی خلافہ وفسقھم بالخروج عنہ انتہی فی الکشاف ومن لم یحکم بما انزل اللہ مستہینا فاولئک ھم الکافرون والظالمون والفاسقون وصفھم بالعتو فی کفرھم حین ظلموا بآیات اللہ بالاستہانۃ وتمردوا بان حکموا بغیرھا وعن ابن عباس رضی اللہ ان الکافرین والظالمین والفاسقین اھل الکتاب وعنہ نعم القوم انتم ما کان من حلو فلکم

توجمہ

بیضاوی میں ہے (الصفحہ ۲۲۶) جو لوگ خدا کے اتارے احکام پر اُن کو ہلکا جانکر اور اُن سے منکر ہو کر فیصلہ نہ کرین وہ کافر ہین کیونکہ انہون نے احکام دین کی اہانت کی اور اس سے سرکشی اختیار کی اسی وجہ سے ان کو کافر ظالم فاسق کہا ہے ان کا کفر تو انکار کے سبب سے ہے۔ اور ظلم اسلئے کہ وہ اسکے مخالف احکام پر فیصلہ کرتے ہین فسق اسلئے کہ وہ حکم الٰہی کی اطاعت سے خارج ہوئے *

کشاف مین ہے جو لوگ خدا کے اتارے ہوئے احکام کی اہانت کر کے اُن پر فیصلہ نہ کرین وہ کافر ظالم فاسق ہین انہون نے آیات الٰہی کی اہانت کر کے ظلم کیا تو اون کو کافر کہا گیا اور ان احکام کے مخالف احکام پر انہون نے فیصلہ کیا

وما کان من مرّ فھو لاھل الکتاب انتھی۔ وقال الشیخ ابو منصور رحمہ
حمل علی الجحود فی الثلاث فیکون کافرا وظالماً و فاسقاً لان
الظالم المطلق والفاسق المطلق ھو الکافر انتھی کذا فی المدارک
قال الامام علیہ قولہ الکافرون الظالمون الفاسقون صفات لموصوف
واحد قال القفال ولیس فی افراد کل من ھذہ الثلاثۃ باللفظ
ما یوجب القدح فی المعنی بل ھو کما یقال من اطاع اللہ فھو المؤمن
من اطاع اللہ فھو المتقی لان کل ذلک صفات مختلفۃ حاصلۃ
لموصوف واحد انتھی فی لباب التاویل قال مجاھد فی ھذہ
الآیات الثلاث من ترک الحکم بما انزل اللہ ردّ کتاب اللہ فھو
کافر و ظالم و فاسق انتھی۔

ترجمہ

تو اطاعت سے خارج ہوئے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ یہاں کافر ظالم
اور فاسق [illegible] اہل کتاب [illegible] مسلمانو!
تم اچھے رہی میٹھی چیزیں تمہارے لئے ہیں کڑوین اہل کتاب کے لئے۔
شیخ ابو منصور نے فرمایا ہے کہ تینوں آیات مین احکام الٰہی سے انکار مراد ہی
وہی منکر کافر ظالم فاسق ہوگا کیونکہ ظالم مطلق اور فاسق مطلق کافر ہی کو کہا جاتا ہے
ایسا ہی مدارک مین ہے۔ (یکتاب تو مطبوع بمبی ہے مگر بُرے چھاپہ کی جسمین
نمبر صفحہ بہت جگہہ ندارد ہے)۔
امام رازی نے (تفسیر کبیر مین بصفحہ ۲۰۰ ج ۳) فرمایا ہے کافر ظالم فاسق
(تینوں) ایک موصوف کے صفات ہین۔ قفال نے کہا ہے ان تینوں کو
الگ الگ الفاظ سے ذکر کرنا معنے مراد مین خلل انداز نہین ہے۔ یہ ایسا
ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے جو شخص خدا کا حکم مانے وہ مومن ہے جو خدا سے

فی المعالم وسئل عبد العزیز بن یحیی الکنانی عن ہذہ الآیۃ فقال انہا تقع علی جمیع ما انزل اللہ تعالی لا علی بعض فکل من لم یحکم بجمیع ما انزل اللہ فہو کافر و ظالم و فاسق فاما من حکم بما انزل اللہ من التوحید و ترک الشرک ثم لم یحکم ببعض ما انزل اللہ من الشرایع لم یستوجب حکم ہذہ الآیات الکریمات وقال العلماء ہذا اذا رد نص حکم اللہ تعالی عیانا عمداً فاما من خفی علیہ النص او اخطاء فی التاویل فلا انتہی ای فلا یدخل فی ہذا الوعید کذا فی لباب التاویل حاصل یہہ کہ حکم کفر و ظلم و فسق کا جحود و انکار و استہانت و استخفاف ما انزل اللہ پر ہے اور یہہ ظلم اور فسق وہ ہے کہ کبہو ساتہہ ایمان کے جمع نہین ہوتا اوس کو اختصاص ساتہہ کفر ہی کی ہے اور یہہ متعلق ہے امور اخرویہ سے نہ امور دنیویہ سے۔

ترجمہ [illegible] موصوف کی مختلف صفتین ہین لباب التاویل مین ہے مجاہد نے ان تینون آیات کے تفسیر مین کہا ہے جو خدا کے احکام کے مطابق حکم نہ کرے اور کتاب العدکور وکرے وہی کافر ظالم فاسق ہین*

معالم مین ہے (بصفحہ ۲۸۳) عبد العزیز بن یحیی الکنانی سے پوچہا گیا کہ یہ آیات کن لوگون کے حق مین ہین انہون نے جواب دیا کہ یہہ سبہی احکام الٰہی کے خلاف حکم کرنے والون کے حق مین نہ بعض احکام کے اور فرمایا جو شخص خدا کے سبہی احکام پر عمل نہ کریگا وہی کافر ظالم اور فاسق ہوگا۔ اور جو خدا کے بعض احکام (توحید و ترک شرک) پر عمل کرتا ہے اور بعض احکام الٰہی کے مطابق عمل و فیصلہ کرنے سے قاصر ہے وہ ان آیات کا حکم کا مورد نہین ہے۔ علماء نے کہا ہے

قال اهل التحقیق یراد بالظلم ههنا ما یتعلق بالامور الاخرویة لا الامور الدنیویة ومثله یستفاد من مجمع البحار اور حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم مین کفار کو اہل کتاب اور مشرکین اور منافقین و مرتدین سے جابجا ظالم و فاسق فرمایا اور درحقیقت اصل ظالم کافرہین فرمایا حق سبحانہٗ تعالیٰ نے والکافرون هم الظالمون الایة والله لا یهدی القوم الظالمین قال الامام ان الکافرین ظالمون لانفسهم وانهم خلفوا الایمان وهم رضوا بالکفر فکانوا ظالمین لان الظلم عبارة عن وضع الشئ فی غیر موضعه انتهی اور فرمایا فما کان الله لیظلمهم ولکن کانوا انفسهم یظلمون اور اسی جا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے شرک کو ظلم اور ظلم کو شرک فرمایا قال ان الشرک لظلم عظیم اور فرمایا الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم ای لم یخلطوا ایمانهم بالله بعبادة غیره کاهل الکتاب کذا فی مجمع البحار [illegible] فاولئک هم الفاسقون فی المعا[illegible]

ترجمہ

علما نے کہا ہے یہ بھی اسوقت ہے جبکہ کسی حکم کو جان بوجھکر رد کرے۔ اور اگر وہ خطا و تاویل سے اوسکو رد کرتا ہی تو وہ اوس وعید مین داخل نہین ہے۔ ایسا ہی لباب التاویل مین ہے۔

اہل تحقیق نے کہا ہے یہان ظلم سے وہ ظلم مراد ہے جو امور اخروی کے متعلق ہو نہ متعلق امور دنیوی ایسا ہے مجمع البحار سے مفہوم ہوتا ہے۔

امام (رازی) نے (تفسیر کبیر مین) فرمایا ہے کافرون نے اپنی جان پر ظلم کیا ایمان کو چھوڑا کفر کو پسند کیا تب ہی ظالم ہوئے ظلم اسیکا نام ہے کہ ایک چیز کو غیر محل مین رکھین۔

جو لوگ ایمان لائے ہین اور انہون نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہین ملایا (وہی امن مین ہین اور وہی ہدایت پر) اس سے یہہ مراد ہے کہ ایمان کے

ای العاصون الخارجون عن الایمان اور فرمایا ولو آمن اھل الکتاب
لکان خیراً لھم منھم المومنون و اکثرھم الفاسقون فی المعالم
ای الکافرون اور فرمایا منافقین کے حق ہین۔ انکم کنتم قوماً
فاسقین اور فرمایا ان المنافقین ھم الفاسقون فی التفسیر
الکبیر ای الکاملون فی الفسق اور فرمایا ولا تصلّ علیٰ احد منھم
مات ابداً ولا تقم علیٰ قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم
فاسقون اور فائدہ ذکر وصف ظلم و فسق کا بعد ذکر وصف کفر منکرین
اور محقرین ما انزل اللہ کی یہہ ہے کہ بیان کیا امام نے فی التفسیر الکبیر
فی شرح ھذہ الایۃ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الظالمون
وفیہ سوال وھو انہ تعالیٰ قال فاولٰئک ھم الکافرون وثانیاً

ترجمہ
ساتھ شرک کو نہین ملایا ایسا ہی مجمع البحار مین ہے (مترجم کہتا ہے یہہ تفسیر بعینہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے۔ یہ ایت اتری تو صحابہ نے
آنحضرت سے پوچھا کہ ہم مین ایسا شخص کون ہے جو ظلم نہین کرتا آپ نے
فرمایا تم نے میرے بھائی لقمان کا یہ قول نہین دیکھا کہ "بڑا ظلم شرک ہے"
یعنے اس آیہ مین وہی ظلم مراد ہے (دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۱ ج ۱) خدا کی اس قول
کی تفسیر مین کہ اہل کتاب مین اکثر فاسق ہین معالم مین کہا ہے کہ وہ کافر ہین اور
خدا کے اس قول کی تفسیر مین کہ منافق ہی فاسق ہین تفسیر کبیر مین کہا ہے کہ وہ
فسق مین کمال رکھتے ہین۔
تو ان کا جنازہ نہ پڑھ جب وہ مرین اور ان کی قبر پر کھڑا ہو وہ خدا سے منکر
ہوئے اور فسق مین مرے۔ ؎ تفسیر کبیر

هم الظالمون والكفر اعظم من الظلم فلما ذكر اعظم التهديدات اولا فاي فايدة في ذكر الاخف بعده وجوابه ان الكفر من حيث انه انكار نعمة المولى وجحود لها كفر ومن حيث انه ابقاء النفس في العقاب الدائم الشديد فهو ظلم على النفس ففي الاية الاول ذكر الله ما يتعلق بتقصيره في حق الخالق سبحانه وفي هذه الاية ذكر ما يتعلق بالتقصي في حق نفسه انتهى وفيه ايضا قيل الوصف انما يذكر للمبالغة فاي مبالغة تحصل في وصف الكافر بانه فاسق والجواب الكافر قد يكون عدل دينه وقد يكون فاسق دينه فيكون مردود الطوائف كلهم لان المسلمين لا يقبلونه لكفره والكفار لا يقبلونه لكونه فاسقا فيما بينهم فليس ممن يجب الاقتداء به عند العقل وقال في موضع اخر الفسق اولى حالا من الكفر ولما ذكر كونه كافرا انما الفائده في وصفه بعد ذلك بكونه فاسقا والجواب ان الكافر قد يكون عدلا في دينه وقد يكون فاسقا في دينه والكذب والخداع والمكر والكيد امر مستقبح في جميع الاديان

ترجمہ

تفسیر کبیر بصفحہ ۶۰۵ مین آیات ثلثہ مذکورہ بالا کی شرح مین کہا ہے یہان ایک سوال وارد ہوتا ہے کہ خدا نے ان کو پہلے کافر کہا پھر ظالم فرمایا حالانکہ کفر ظلم سے بڑھکر ہوتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ کفر اس نظر سے کہ اس مین نعمت خدا کی ناشکری پائی جاتی ہے کفر ہے اور اس نظر سے کہ اس مین سے انسان کا اپنی جان کو ہمیشہ کے عذاب مین رکہنا ہوگا اسکا اپنی جان پر ظلم ہے - لہذا پہلی آیہ مین خدا تعالے نے ان کے اس گناہ کا ذکر فرمایا جس مین خدا کی حق تلفی پائی جاتی ہے دوسری آیہ مین اس گناہ کا جس مین انسان کا اپنے حق مین ظلم کرنا پایا جاتا ہے - یہ بہی اس مین اور جگہہ کہا ہے سوال اوصاف کا

فلما کانوا موصوفین بہذہ الصفات وصفہم اللہ تعالی بالفسق
بعد ان وصفہم بالکفر تنبیہا علی ان طریقتہم طریقۃ مذمومۃ
عند کل اہل العالم انتہی اور جسکو مذاق صحیح فن معانی سے ہی وہی جانتا ہے
اسکو ذکر اسم اشارہ اور تعریف الکافرون والظالمون والفاسقون اور توسیط
فصل درمیان اوس کے اور اولٰئک کی صاف دال ہے اسپر کہ حکم ان آیات
ثلثہ کا متعلق ہے اوہنین لوگون سے کہ جو منکر اور جاحد اور ستہین اور مبتدل
اور مغیّر اور محرّف آیات واحکام منزل کتاب اللہ ہین خواہ وہ یہود ونصاریٰ
ہون خواہ کوئی اور جو ایسی عقاید رکہین اور ایسے اعمال کرین درحقیقت وہی
ہین کافر کہ نکل گئے دایرہ ایمان سے اور وہی ہین ظالم اور فاسق کہ اس سے
زیادہ ظلم اور اس سے بڑا فسق نہین ہوسکتا پس واضح ہوا اس تقریر سے ضعف

ترجمہ

ذکر مبالغہ کے لئے ہوتا ہے اور جب کافر ہونے کا وصف بیان ہوا - تو پھر
فسق ہونیکے وصف مین کونسا مبالغہ ہے جواب کافر کبھی
اپنے دین مین عادل ہوتا کبھی اپنے دین مین فاسق اس حالت مین وہ سبہی
لوگون کے نزدیک مردود ہوتا ہے مسلمان تو اسوجہ سے اسکو مردود کہتے
ہین کہ وہ کافر ہے کافر اسلئے مردود جانتے ہین کہ وہ ان مین بہی فاسق ہوتا ہے
ایسے شخص کی بحکم عقل پیروی واجب نہین ہوتی یہہ بہی اس ہین کہا ہے سوال
فسق تو کفر سے ادنی ہے - پہر کفر کے بعد فسق کو کیون ذکر کیا (جواب)
کافر کبھی اپنے دین مین عادل ہوتا ہے کبھی فاسق اور جہوٹ بولنا فریب دینا
مکر کرنا سبہی دینون مین برا سمجہا جاتا ہے - چونکہ وہ لوگ ان سب ہی صفات
سے موصوف تہے لہذا انکو خدا تعالی نے کفر کے بعد وصف فسق سے
بہی موصوف فرمایا تاکہ لوگون کو یہہ معلوم ہو کہ اون کا طریق سبہی لوگون کے

اوس قول کا کر کہا ہے بعض نے جیسا کہ نقل کیا ہے اوسکو بعض تفاسیر مین کہ الاول فی الجاحد والثانی والثالث فی المقر التارک اور اسی سے وہو کہا پڑتا ہے ناواقفون کو علوم قرانی سے اور اون کو کہ جنکو سند قرانی حاصل نہین ہے علمار محققین اہل تفسیر سے اور بالفرض اگر اس قول کو بہی گو مخالف تحقیق جم غفیر علمار محققین اہل تفسیر کی ہے اور نیز نظم قرانی سے بہت دور ہے مان لیا جاوے تو یہہ بہی ایک قول ہے اقوال متعددہ سے تفسیر ان آیات مین کہ روایت کیا گیا ہے عکرمہ سے پس اس سے حکم ظلم اور فسق نہین کیا جاتا کسی مسلم پر کیونکہ دلیل محتمل اوپر احتمالات متعددہ کے قابل احتجاج اور استدلال کی کسی حکم خاص پر نہین ہو سکتی آیا نہین ہے مسلمات فن سے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اور یہہ جو مدارک مین قول ابن عباس رضی اللہ نقل کیا ہے اس عبارت سے قال ابن عباس رضی اللہ من لم یحکم جاحد [illegible] مخالف ہے اور روایات صحیحہ کی جو ابن عباس رضی اللہ سے منقول ہین۔ جیسا کہ نقل کیا اور تفاسیر مین مثل کشاف ولباب التاویل ومعالم کی اور جب یہہ تردد واقع ہوا تو رجوع کی گئی طرف تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تو پایا اسکو موافق اسی تحقیق کے جو نزدیک جمہور محققین اہل تفسیر کی تفسیر ان آیات ثلثہ مین

ترجمہ

نزدیک برا ہے۔

پہلی آیت جسمین مخالف احکام کو کافر کہا گیا ہو منکر کے حق مین ہے دوسری اور تیسری آیۃ (جن مین ظالم و فاسق کہا گیا) تارک کی حق مین جو منکر نہو یہی قول ہے جسپر ہمارے مخالفین کو بڑا گہمنڈ تہا مفتی صاحب نے اسکا خوب جواب دیا ہے۔

ابن عباس نے فرمایا ہے کہ جو منکر ہو کر حکم نہ کرے وہ کافر ہے اور جو منکر نہو وہ

مستحق ہین چنانچہ سب عبارت تفسیر ابن عباس رض کی اس مقام سے لکھی جاتی ہے
تاکہ مکابر متحجج کو پھر مقام لم و لانسلم باقی نرہے فی تفسیر ابن عباس رض
ومن لم یحکم الخ یقول ومن لم یبین ما بین اللہ فی التوریۃ من
صفۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ونعتہ وآیۃ الرجم فاؤلئک ھم
الکافرون باللہ والرسول والکتاب ومن لم یحکم الخ یقول
ومن لم یبین ما بین اللہ بہ فی القران ولم یعمل بہ فاولئک ھم الظالمون
الضارون لانفسہم فی العقوبۃ یعنی اھل الاھواء والفتن
ومن لم یحکم الخ یقول ومن لم یبین ما بین اللہ فی الانجیل
فاؤلئک ھم الفاسقون العاصون الکافرون انتہی۔
قال ابن الحجر العسقلانی انھم یحرفون الکلم عن مواضعہ ویقولون
علی اللہ الکذب وھم یعلمون ویقولون ھو من عند اللہ و

ترجمہ

فاسق ظالم ہے [illegible] نے اس قول کو
لایق اعتماد نہین رہنے دیا)
تفسیر ابن عباس مین ان آیات کی تفسیر مین کہا ہے کہ جو شخص آنحضرت کی صفت
اور آیۃ رجم کو جو توریت مین بیان ہوئی ہین بیان نہ کرے وہ کافر ہے۔ خدا و رسول و
کتاب کا منکر اور جو شخص احکام الٰہی کو جو قران مین بیان ہوئی ہین لوگون کو
نہ بتادے اور نہ خود عمل کرے وہ ظالم ہے کیونکہ اوسنے اپنی جان کو ضرر پہنچایا اس سے
اون کی مراد اہل بدعت و اہل اہوا ہین اور جو لوگ اُن احکام کو بیان نکرین
جو انجیل مین ہین وہ فاسق ہین۔ نافرمان ہین کافر ہین۔
حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے کہ وہ لوگ خدا کے کلمات کو اپنے ٹھکانے
سے پھیرتے اور پھر کہتے کہ یہ خدا کی طرف سے ہین حالانکہ وہ خدا کی طرف سے

ماھو من عند اللہ ویلبسون الحق بالباطل ویکتمون الحق وھم یعلمون انتھی اب مثل آفتاب کی روشن ھوگیا کہ ان آیات سے استدلال کفر وظلم وفسق اہل اسلام پر جو مبتلای عہدہ فصل خصومات جانب نصاری سے ہین کسیطرح نہین ہوسکتا اور منصف دیندار سلیم الطبع کو اس تحریر کے دیکھنی کے بعد کچھ مقام تردد نہین رہیگا اور پھر جھگڑا اور مکابرہ اور مشاغبہ اور پیچ اپنی بات کی جو موہنہ سے اوس کے بے سمجھی سے نکل گئی ہے نہ کرے گا کہ جدال او مراد ولجاج شریعت مین مذموم ہین اور شیوہ اہل صلاح نہین سلف صالح سی منقول ہے کہ جدال دین سے نہین ہے اور نہ جرات کریگا پہر کبہو قطعی حکم کفر وفسق کرنی مین بہائیون مسلمانون کی باستدلال ان آیات کریمات کی کیونکہ علے سبیل التنزل دو حال سے خالی نہین یا یہہ استنباط اوسکا واقع مین ان آیات سے صحیح ہے تو داخل ہوئی یہہ لوگ وعید مین ان آیات کی اور یا یہہ استخراج اوسکا غلط ہے اور یہ حکم اوسکا صحیح نہین تو اوسی خود حکم نہ کیا بما انزل اللہ پر اور داخل ہوگیا وعید من لم یحکم بما انزل اللہ مین اور یہہ مطابق ہی قول صادق مصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو مشکوٰۃ شریف مین وارد ہوا وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما متفق علیہ وعن ابی ذر قال قال صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ

نہوتی تہے وہ لوگ حق کو باطل سی ملاتے اور حق کو چہپاتے اور اس امر کو وہ جانتی ہین ۔ ابن عمر سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے بہائی کو کافر کہیگا تو یہ کلمہ ایک کیطرف ضرور عاید ہوگا (یعنی وہ کافر نہوگا تو یہ ہو جائیگا) ابوذر سے روایت ہی کہ کوئی کسیکو کفر یا فسق کی تہمت لگاتا ہے تو وہ

بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک رواہ البخاری
جو کہ سوال سایل صرف اسیقدر تھا کہ آیات ثلثہ سے حکم کفر و فسق و ظلم ان عہدہ
داروں اسلام پر ہو سکتا ہے یا نہین سو اسطے جواب مین اسی قدر لکھا گیا جو
لوگ کہ منصوص علیہ بالکفر والفسق والظلم ان آیات مین ہین او ن مین یہہ
مسلمان اہل خدمات ہرگز داخل نہین باقی رہا یہہ امر کہ از روی روایات فقہیہ
کے حکم اس نوکری کا کیا ہے سو اس مین فتوی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
صاحب کا جو مشتمل اوپر تفاصیل احکام نوکریہای نصاری مثل افتا و قضا
و سررشتہ داری و منشی گری وغیرہ کے ہے اور وہ کالمثل السایر تمامی بلاد
ہندوستان مین شایع اور مشہور ہے کافی و وافی ہے واللہ اعلم و علمہ اتم و اکمل

حررہ العبد المسکین محمد صدر الدین ختم اللہ لہ بالحسنی [مہر: محمد صدر الدین] [مہر: ... رحمت علی مفتی / ... اکرام علی ...]

اصاب المجیب المحقق والصحیح ان الدخول فیہ رخصۃ طمعا فی اقامۃ
العدل قال علیہ السلام عدل ساعۃ خیر من عبادۃ ستین سنۃ والترک

ترجمہ
اوسکی طرف لوٹ آتی ہے اگر وہ شخص ایسا نہین ہوتا۔
مفتی صاحب محقق جواب مین حق کو پہنچ گئے ہین صحیح بات یہی ہے کہ
حکومت (یا قضا) اختیار کرنا جایز ہی اس خیال سے کہ انصاف کرین گے
آنحضرت نے فرمایا ہے ایک ساعت انصاف کرنا ساٹھ سال عبادت کرنی سے
بہتر ہے اور ترک حکومت (یا قضا) افضل ہے شاید حاکم حکومت کے وقت
حق سے چوک جائے اور کوئی اسکا مددگار (و مشیر) نہو جسکا ہونا ضروری ہے ہان
اسصورت مین اسکو حکومت اختیار کرنا ضروری ہے جبکہ اس کے سوا کوئی
دوسرا اس حکومت کے لایق نہو یہ اسلئے لوگون کے حقوق (ظالمون) سے
محفوظ رہین اور دنیا مین فساد نہو نیز باد ے بہر یہہ حکومت اختیار کرنا بادشاہ

عزیمۃ فلعلہ یخطی ظنہ فلا یوفق لہ او لا یعینہ علیہ غیرہ ولا بد من الاعانۃ الا اذا کان ھو الاھل للقضاء دون غیرہ فحینئذ یفترض علیہ التقلد صیانۃ لحقوق العباد واخلاءً للعالم عن الفساد ثم یجوز التقلد من السلطان الجائر کما یجوز من العادل لان الصحابۃ تقلدوہ من معاویۃ والحق کان بید علی رضی اللہ عنہ فی نوبتہ والتابعون تقلدوہ من الحجاج وھو کان جائرا الا اذا کان لا یمکنہ من القضاء بحق لان المقصود لا یحصل بالتقلید بخلاف ما اذا کان یمکنہ ھدایہ احمد سعید احمد

جو لوگ منصوص علیہ بالکفر والظلم والفسق ان آیات میں ہیں ان میں یہ لوگ منصف وغیرہ کہ تصدیق بما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے ہیں اور ہم کو برا جانتے ہیں داخل نہیں لیکن اگر فصل خصومات میں موافق روایات فقہیہ کی کاربند نہیں اور اون کا خلاف کرتے ہیں تو اوس شق میں جو حسب الفقہاء ہے داخل ہیں

ظالم کی طرف سے بہی جایز ہے جیسا کہ عادل بادشاہ کی طرف سے جایز ہے۔ کیونکہ اصحاب نبوی نے معاویہ کی طرف حاکم ہونا اختیار کیا باوجودیکہ اسوقت حق (اور انصاف) پر حضرت علی المرتضی تھے (اور معاویہ اون کے باغی تھے) ایسا ہی تابعیون نے حجاج بن یوسف کی طرف سے حکومت اختیار کی ہے باوجودیکہ وہ ظالم تہا۔ ہان اس صورت مین اختیار کرنا جایز نہین جبکہ بادشاہ ظالم اس حاکم کو انصاف کرنے کی قدرت نہ دے کیونکہ اس صورت مین حاکم بننے کی اصل غرض حاصل نہین ہوتی ہے اسصورت کا حکم اس صورت کے مخالف ہی کہ وہ اسکو انصاف کرنے سے نہ روکے ۔ ہدایہ صفحہ ۱۱۷ ج ۲

اور آثم ہین اور اگر مقدمات کرتے ہین کہ بند احکام ورد ایات فقہیہ ہین تو اس فسق و معصیت مین بھی داخل نہین یجوز تقلد القضاء[1] من السلطان العادل والجائر ولو کافرا ذکرہ مسکین وغیرہ الا اذا کان یمنعہ من القضاء بالحق فیحرم کذا فی الدر المختار وھکذا فی الھدایۃ والعالمکیریۃ وغیرھا من کتب الفقہ واللہ اعلم بالصواب ۔ [سید محمد نذیر حسین]

بحسب روایات اکثر مفسرین کے مصنفت وغیرہ موصوف ان لوگون مین کہ منصوص علیہم بالکفر والفسق والظلم آیات مذکورہ مین ہین داخل نہین اگر برا جانتے ہین نفاذ احکام خلاف شرع کو باقی مضمون روایت فقہیہ کا صحیح ہے واللہ اعلم بالصواب [محمد قطب الدین]

فی الواقع جو لوگ کہ فصل خصومات مین خلاف شرع حکم نہین کرتے ہین وہ لوگ خواہ مامور طرف سلطان مسلم کی سے ہون یا کافر کی نہ کافر ہین نہ فاسق اور جو خلاف شریعت حکم کرتے ہین اور اوسکو برا جانتے ہین وہ بھی کافر نہین بلکہ عاصی ہین مرتکب حرام فقط الکتبہ [احمد علی عفی عنہ] [مملوک علی] [نوازش علی]

اس فتوی پر ہماری ریمارک کی اہلعلم کے لیے کچھ ضرورت نہین ہے وہ اس فتوی کو دیکھکر بخوبی سمجھ جاینگے کہ اس مین ہمارے مضمون کی کسقدر تایید و تصدیق موجود ہے تاہم اردو خوان ناظرین اور اپنی گروہ کے بعلیم مجتہدین کے افہام کی غرض سے نمبر آیندہ مین بضمن تتمہ شہادات موافقین ہم اسپر کچھ ریمارک کرین گے ۔ انشاء اللہ تعالی ۔

---

[1] مسلمان کو بادشاہ عادل کی طرف سے اور بادشاہ ظالم کیطرف سے (کافر کیون نہو) حاکم (یا قاضی) بنناجائز ہے ۔ چنانچہ مسکین وغیرہ نے نقل کیا ہے ہان اسصورت مین قاضی بننا جائز نہین بلکہ حرام ہے جبکہ وہ بادشاہ حاکم کو انصاف کرنے سے روکے یہ در مختار مین (بصفحہ ۲۹۵) کہا ہے ایسا ہی ہدایہ و عالمگیری وغیرہ مین ہے

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر دوم لغایت ہفتم جلد یازدہم

بابت سنہ ۱۳۰۵و۱۳۰۶ھ مطابق سنہ ۱۸۸۸ء

شرح قیمت وغیرہ امور بدستور

غیر حاضری پر عذر آوری

جون سنہ ۱۸۸۸ء سے اسوقت تک اشاعۃ السنۃ کی غیر حاضری مختلف (پرایئوٹ اور قومی) اسباب سے ہوئی ہے۔ ناظرین اس عرصہ کی قومی خدمات کو سالہ ہذا مین ملاحظہ فرماینگے تو امید ہے یہہ کہکر کہ دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ اس غیر حاضری کو معاف فرماینگے اور اسکے مضامین کو پڑھکر مقولہ "دیر آید درست آید" کی تصدیق وتسلیم زبان پر لاوین گے۔

شکر گزاری

مہتمم ان محسنون و معاونون کا دل سے شکر گزار ہے جنہون نے اس نو دس مہینے کی فترت (انقطاع) اشاعۃ السنۃ کو اسکی مضامین اور قومی خدمات کے مقابلہ مین ہیچ سمجھا ہے اور چندہ سنہ ۱۸۸۸ء جسکا صرف ایک پرچہ وصول پایا تھا تمام وکمال ارسال فرمایا بلکہ بعض محسنون نے چندہ سنہ ۱۸۸۹ء بھی عنایت کر دیا ہے اشاعت سنت نبویہ کا قرعہ انہی کے نام نامی پر روز ازل مین ڈالا گیا ہے۔ مہتمم اشاعۃ السنۃ انکا دل سے شکر گزار وممنون ہے اور انکی ترقی و برکات کے لئے دست بدعا۔

خیر خواہی

بعض خریدار جنکی تعداد پندرہ سے زیادہ نہین سنہ ۱۸۸۸ء اور بعضے سنہ ۱۸۸۹ء سے اشاعۃ السنۃ کا حق دبا بیٹھے ہین اس فترت کو غنیمت سمجھکر خیال کرتے ہونگے کہ خوب ہوا اشاعۃ السنۃ بند ہوا۔ ہمارا پیچھا چھوٹا۔ الکے ہمین خیر خواہی [illegible] اچھا نہین ہو سکتا۔ یہان نہین ہی وہان (آخرت) مین ہی مطالبہ ہوگا آپ اپنا ذمہ بری کرین اور اگر وہ پرچے نہین یا دینے کو دل نہین چاہتا تو معافی کی درخواست کرین انہین خصوصیت کے ساتھ لایق ذکران شہر و نگر کے ساکن ہین امرتسر۔ اندور۔ اورنگ آباد حاجی پور۔ جہال آباد پٹنہ۔ گورداسپور۔ گورکھپور۔ ہری پور وغیرہ۔

خوشخبری

رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد سلیس فارسی زبان مین چھپکر شایع ہو گیا ہے جیسا کہ اردو و انگریزی مین مدت سے شایع ہو رہا ہے شایقین ہمت کو کام مین لاوین اور فارسی نسخہ کے زواید و فواید سے حظ اٹھائین قیمت اردو ۸؍ اور انگریزی و فارسی کا ایک ایک روپیہ۔ مقام فروش دفتر اشاعۃ السنۃ لاہور

ابو سعید محمد حسین بٹالوی مہتمم اشاعۃ السنۃ لاہور دہلی دروازہ
اسلامیہ پریس لاہور مین چھپا

سودان کا طوفان

مصر کی اخبار نمبر ۲ [illegible] مین فرضی مہد سودان کے خلیفہ عبد اللہ کا ایک خط بنام ملکہ انگلستان شایع ہوا تھا۔ جو لنڈن کے ایک رسالہ ڈپلومیٹک فلائی ٹتیس مطبوعہ دسمبر [illegible] مین ہماری نظر سے گزرا ہے

اوس خط مین راقم نے ملکہ معظمہ کو اسلام کی طرف دعوت کی ہے جسکے پوری مضمون سے بحث کرنیکی اسمقام پر گنجایش نہین ہے۔ وہ پھر کبھی ہی اگر فرصت ملی۔ بالفعل اوس خط کے بعض فقرات نقل کرکے اونکے نتیجہ کیطرف مسلمانون کو اور گورنمنٹ کو توجہ دلائی جاتی ہے۔

اوس خط کے شروع مین بسم اللہ اور حمد و صلوۃ کے بعد لکھا ہے:۔

"اللہ کے بندہ جسکی قوت اپنے رب قدیر کی قوت سے ہے جو مہدی علیہ السلام کا خلیفہ ہے۔ یعنی خلیفہ عبد اللہ بن محمد خلیفۃ المومنین کی طرفسے اپنی رعایا کی جاہتی ملکہ انگلستان وکٹوریہ کے نام۔

اوس شخص پر فضل ہوجیو جو مہدی کا یقین رکھتا ہی"

پہر خدائیتعالی کی تعریف اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف کرکے لکہا ہے۔

"اور جب مہدی منتظر (صلوۃ اللہ علیہ) آیا تو وہ ہماری پیغمبر محمد صلعم کا خلیفہ تہا (اللہ کا اوسپر فضل ہو) اللہ نے اوسکے دلمین یہ بات ڈالدی کہ وہ تمام لوگونکے لئے دین اسلام کو زندہ کری اور اُسکی دشمنون ملعونون بے ایمانون کے ساتھ جہاد کرے مین اوس (مہدی) کا خلیفہ ہون جو اوس مدعا کے حصول کے لئے اُسکے قدم بقدم چلتا ہون"

ان فقرات مین تین صریح اور صاف دعوی کئے گئے ہین (۱) مہدی سودانی مہدی موعود و منتظر تہا۔ (۲) مہدی اوہ فوت ہوگیا ہے (۳) اوسکا جانشین عبد اللہ جو تمام مسلمانونکا خلیفہ ہی مہدی کے مدعا کو حاصل یعنے پورا کریگا۔

ان تینون دعاوی سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ سودانی مہدی موعود نہ تھا اور اس دعوی مہدویت کی ساتھ جوکچھ اونہی کیا یا اوسکا خلیفہ عبد اللہ کر رہا ہے وہ ایک طوفان بے تمیزی ہے جو سائل اسلام اور

مین اب پہاڑ پر نہین بہاگ سکتا - نہ ہو کہ مجھ پر ایسی کوئی مصیبت پڑے کہ مین مرجاؤن - ۲۰- اب دیکھ یہ شہر قریب ہے کہ مین اس مین بھاگ جاؤن اور وہ چھوٹا ہے مرضی ہو تو وہان بھاگ کر جاؤن کیا وہ چھوٹا نہین ہے سو میری جان بچیگی - ۲۱- تب اُس نے اُسے کہا کہ دیکھ مینے اسبات مین بھی تیری عرض قبول کی کہ اس شہر کو جسکے واسطے تونے کہا غارت نہ کرونگا - ۲۲- جلدی کر اور ادہر بھاگ کیونکہ جب تک تو وہان نہ پہونچے مین کچھ کر نہین سکتا ہون - اسواسطے اُس شہر کا نام صغر رکھا گیا - ۲۳- اور جس وقت لوط صغر مین داخل ہوا سورج کی روشنائی زمین پر پھیلی - ۲۴- تب خداوند نے سدوم اور عمورہ پر گندہک اور آگ خداوند کی طرف سے آسمان پر سے برسائی اور اُسنے اُن شہرون کو اور اُس سارے میدان کو اور اون شہرون کے سب رہنے والون کو اور سب کچھ جو زمین پر اُگا تھا نیست و نابود کیا - (توریت طبع لودیانہ ۱۸۸۷)

اس بیان صریح توریت سے اس قول کا دروغ ہونا ثابت ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ یہ قصہ جس مین اکاذیب درج ہین صادق قصہ ہے اور خدائے صادق نے اپنی کلام صادق مین اسکو بلا رد و انکار نقل فرمایا ہے - غالباً یہہ اون یہودیون کا افترا ہے جو بنی مواب کے دشمن تھے اور وہ اون سے لڑتے رہتے تھے - انہون نے اس قصہ کو وضع اور توریت مین درج کر کے موآبیون کو حرامی ٹھہرایا اور اپنی عداوت کو پورا کیا (واللہ اعلم)

اور حافظ ابن القیم کی پہلی عبارت مین جو بیان ہوا ہے کہ توریت مین حضرت اسحٰق کو ذبیح قرار دیا ہے اور یہ کئی وجہ سے محرف ہے ۔ اسکی تائید و تصدیق توریت کی کتاب پیدایش کے باب ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۲۲ - سے ہوتی ہے ❊

اسکے باب ۲۲ مین کہا ہے۔ "ان باتون کے بعد یون ہوا کہ خدا نے ابرام کو آزمایا اور اُسے کہا کہ اے ابرہام۔ وہ بولا کہ دیکھ مین حاضر ہون۔ تب اُسنے کہا کہ تو اپنے بیٹے ہان اپنے اکلوتے جسے تو پیار کرتا ہے۔ اضحاق کو لے اور زمین موریاہ مین جا اور اُسے وہان پہاڑون مین سے ایک پہاڑ پر جو مین تجھے بتاؤن گا سوختنی قربانی کرکے چڑہا۔ ۳۔ تب ابرہام تور کے تڑکے اُٹھا اور اپنے گدھے پر چار جامہ کسا اور اپنے ساتھ دو جوان اور اپنے بیٹے اضحاق کو لیا اور سوختنی قربانی کی لکڑیان چیرین اور اُٹھکر اُس جگہ جو خدا نے اُسے فرمایا تھا چلا۔ ۴۔ تیسرے دن جب ابرہام نے اپنی آنکھ اُٹھا کر اوس جگہ کو دور سے دیکھا۔ ۵۔ تب ابرہام نے اپنے جوانون سے کہا تم یہان گدھے پاس رہو مین اوس لڑکے کے ساتھ وہان تک جاؤن گا اور سجدہ کرکے پھر تمہارے پاس آؤن گا۔ ۶۔ اور ابرہام نے سوختنی قربانی کی لکڑیان اپنے بیٹے اضحاق پر رکھین اور آگ اور چھری اپنے ہاتھ مین لی اور وے دونون ساتھ ساتھ چلے۔ ۷۔ تب اضحاق نے اپنے باپ ابرہام سے کہا کہ اے میرے باپ اُسنے جواب دیا کہ اے میرے بیٹے مین حاضر ہون اُسنے کہا دیکھ کہ آگ اور لکڑیان تو ہین پر سوختنی قربانی کے لئے برہ کہان۔ ۸۔ ابرہام نے کہا کہ اے میرے بیٹے کہ خدا آپ ہی اپنے واسطے سوختنی قربانی کے لئے برہ کی تدبیر کرے گا۔ سو وے دونون ساتھ ساتھ چلے۔ ۹۔ اور وے اُس مقام پر جسکی بابت خدا نے اُس سے کہا تھا پہنچے۔ تب ابرہام نے وہان ایک قربان گاہ بنائی اور لکڑیان چُنین اور اپنے بیٹے اضحاق کو باندھا اور اوسے قربان گاہ مین لکڑی کے اوپر دھر دیا۔ ۱۰۔ اور ابرہام نے اپنا ہاتھ بڑہا کر چھُری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے ۱۱۔ اوسہین خداوند کے فرشتہ نے اُسے آسمان سے پکارا کہ اے ابرہام! اے ابرہام! وہ بولا مین حاضر ہون ۱۲۔ پھر اُس نے کہا کہ تو اپنا ہاتھ لڑکے پر مت بڑہا اور اُسے کچھ مت کر۔ کہ اب مینے جانا کہ تو خدا سے

ڈرتا ہے اسلیئے کہ تونے اپنے بیٹے ہان اپنے اکلوتے کو مجھہ سے دریغ نہ کیا - (توریت طبع مذکور ص ۲۴ و ۲۵)

ان آیات مین صاف تصریح ہے کہ حضرت اسحٰق ذبیح ہین - اور وہی ابراہیمؑ کے اکلوتے بیٹے ہین - اور یہ امر بیان باب ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ کے صریح مخالف ہے -

اسکے باب ۱۵ مین ہے - ان باتون کے بعد خدا کا کلام رویا - مین ابرہام پر اترا - اور کہا کہ ابرہام تو مت ڈر مین تیری سپر اور تیرا بہت بڑا اجر ہون - ۲ - ابرہام نے کہا کہ اے خداوند خدا تو مجھہ کو کیا دیگا مین تو بے اولاد جاتا ہون اور میرے گھر کا مختار دمشقی الیعزر ہے - ۳ - پہر ابرہام نے کہا کہ دیکھہ تو نے مجھے فرزند نہ دیا اور دیکھہ میرا خانہ زاد میرا وارث ہوگا - ۴ - تب خداوند کا کلام اوس پر اُترا اور اوسنے کہا کہ یہ تیرا وارث نہ ہونے کا بلکہ جو تیری صلب سے پیدا ہوگا وہی تیرا وارث ہوگا" (توریت ص ۱۶)

اور باب ۱۶ مین ہے - اور سری ابرہام کی جورو کوئی لڑکا نہ جنی اور اُس کی ایک مصری لونڈی تہی جس کا نام ہاجرہ تھا اور سری نے ابرہام سے کہا کہ دیکھہ خداوند نے مجھے جننے سے باز رکھا - آپ میری لونڈی کے پاس جائے - شاید اوس سے میرا گھر آباد ہووے اور ابرہام نے سری سے بات سنی - ۳ - سو ابرہام کی جورو سری نے بعد اسکے کہ ابرہام کنعان کی زمین مین دس برس رہا تھا اپنی مصری لونڈی لیکے اپنے شوہر ابرہام کو دیا کہ اُسکی جورو ہو - ۴ - اور وہ ہاجرہ کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی اور جب اُسنے معلوم کیا کہ مین حاملہ ہوئی تو اپنی بی بی کو حقیر جانا - ۵ - تب سری نے ابرہام سے کہا کہ نا انصافی جو مجھہ پر ہوئی تیرے ذمہ ہے - مینے اپنی لونڈی تجھے دی - اور اب جو اُسنے آپ کو حاملہ دیکھا تو مین اُسکی نظرون مین حقیر ہوگئی - میرا اور تیرا انصاف خداوند کرے - ۶ - ابرہام نے سری سے کہا کہ تیری لونڈی تیرے ہاتھہ مین ہے - جو تیری

نگاہ مین اچھا ہو تو اُس کے ساتھ کر۔ تب سری نے اُسپر سختی کی اور وہ اُسکے سامنے سے بھاگ گئی۔ ۷۔ اور خداوند کے فرشتہ نے اُسے میدان مین پانی کے ایک چشمے کے پاس پایا یعنے اُس چشمہ کے پاس جو صور کی راہ پر ہے۔ ۸۔ اور اُسنے کہا کہ اے سری کی لونڈی ہاجرہ تو کہان سے آتی ہے اور کدھر جاتی ہے وہ بولی کہ مین اپنی بی بی سری کے سامنے سے بھاگی ہون۔ ۹۔ اور خداوند کے فرشتہ نے اُسے کہا کہ تو اپنی بیبی کے پاس پھر جا اور اُسکی تابع رہ۔ ۱۰۔ پھر خداوند کے فرشتہ نے اُسے کہا کہ مین تیری اولاد کو بہت بڑہاؤن گا۔ کہ وہ کثرت سے نہ گنی جاوے۔ ۱۱۔ اور خداوند کے فرشتے نے اُسے کہا کہ تو حاملہ ہے اور ایک بیٹا جنے گی اُسکا نام اسمٰعیل رکھنا۔ کہ خداوند نے تیرا دکھ سُن لیا۔ ۱۲۔ وہ وحشی آدمی ہوگا اُسکا ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اُسکے برخلاف ہونگے اور وہ اپنے سب بھائیون کے سامنے بود و باش کریگا۔ ۱۳۔ اور اُس نے خداوند کا نام جو اُس سے ہمکلام تھا ان لیا کہ اے خداوند تو مجھپر نظر کرنے والا ہے۔ کہ وہ بولی کیا مین یہان دیکھنے کے بعد دیکھتی ہون۔ ۱۴۔ اس سبب سے اُس کنوئین کا نام بیر الحی رائی رکھا وہ قادس اور برد کے درمیان ہے۔ ۱۵۔ اور ہاجرہ ابرہام کے لئے بیٹا جنی اور ابرہام نے اپنے بیٹے کا نام جو ہاجرہ جنی اسمٰعیل رکھا۔ ۱۶۔ اور جب ابرہام کے لئے ہاجرہ سے اسماعیل پیدا ہوا۔ تب ابرہام چھیاسی ۸۶ برس کا تھا"۔

اور باب ۱۷ مین ہے ۱۵۔ اور خدا نے ابرہام سے کہا کہ تیری جورو سری جو ہے تو اُسکو سری مت کہا کر بلکہ اُسکا نام سرہ ہے۔ ۱۶۔ اور مین اوسے برکت دون گا اور اوس سے بھی تجھے ایک بیٹا بخشون گا۔ یقیناً مین اُسے برکت دون گا کہ وہ قومون کی ماہوگی اور ملکون کے بادشاہ اُس سے پیدا ہون گے۔ ۱۷۔ تب ابرہام مونہہ کے بل گرا اور ہنسکے دل مین کہا کہ کیا سو برس کے مرد کو بیٹا پیدا ہوگا۔ اور کیا

سرہ جو نوّے برس کی ہے جنے گی - ۱۸ - اور ابرہام نے خدا سے کہا کہ کاش کہ اسمٰعیل تیرے حضور جیتا رہے - ۱۹ - تب خدا نے کہا کہ بیشک تیری جورو سرہ تیرے لئے ایک بیٹا جنے گی تو اُسکا نام اضحاق رکھنا اور مین اُس سے اور بعد اُسکے اُسکی اولاد سے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہے قایم کرون گا - ۲۰ - اور اسماعیل کے حق مین مینے تیری سی دیکھ مین اُسے برکت دون گا اور اُسے برومند کرون گا - اور اُسے بہت بڑھاونگا اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہونگے اور مین اوس سے بڑی قوم بناؤن گا -"
(توریت طبع مذکور ص ۱۸ وغیرہ)

ان آیات مین صاف تصریح ہے کہ چھیاسی برس کی عمر تک حضرت ابرہیم علیہ السلام بے اولاد رہے - وہ اولاد کے طالب ہوے - تو حضرت ہاجرہ کے شکم سے اُن کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام عطا ہوے جو اُن کے اکلوتے بیٹے تھے - اور آپ کی سو برس کی عمر تک وہی ایک فرزند رہے - سو برس کے جب آپ ہو گئے تب حضرت اسحٰق علیہ السلام بلا دعا و درخواست پیدا ہوے - جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ باب ۲۲ کے بیان مین اہل کتاب کی تحریف ہے اسمین اولاً حضرت اسحٰق کو ذبیح کہنا صحیح نہین ہے - اور اگر ان ہی کو ذبیح کہنا صحیح ہو تو پھر اُن کو اکلوتا کہنا صحیح نہین -

الغرض بہ شہادت قران اس مین دو تحریفین ہوئی ہین اور بشہادت توریت ایک تحریف سے تو یہ بیان خالی نہین -

اور ابن القیم کی دوسری عبارت مین جو قصہ یہودا کی زنا کاری کا بیان ہوا ہے - وہ پیدائش کے باب ۳۸ مین بالفاظ ذیل منقول ہے ۶ - اور یہودا اپنے پلوٹھے عیر کے لئے ایک عورت بیاہ لایا - جسکا نام تمر تھا - ۷ - اور عیر یہودا کا پلوٹھا خداوند کی نگاہ مین شریر تھا - سو خداوند نے اُسے مار ڈالا -

تب یہودا نے اونان کو کہا کہ اپنے بھائی کی جورو کے پاس جا اور اپنی بھاوج کا حق ادا کر اور اپنے بھائی کے لئے نسل چلا - ۹ - لیکن اونان نے جانا کہ یہ نسل میری نہ کہلائیگی اور یون ہوا کہ جب وہ اپنے بہائی کی جورو پاس جاتا تھا تو نطفہ کو زمین پر ضائع کرتا تھا تا نہ ہووے کہ اوس کا بہائی اُس سے نسل پاوے - ۱۰ - اور اُس کا یہ کام خداوند کی نظر مین بہت بُرا تھا - اسلیئے اُسنے اُسے بھی ہلاک کیا - تب یہودا نے اپنی بہو تمر کو کہا کہ اپنے باپ کے گھر مین بیوہ بیٹھی رہے - جبتک کہ میرا بیٹا سیلہ بڑا ہو - کیونکہ اُسنے کہا نہ ہووے کہ وہ بھی اپنے بھائیون کی طرح مرجاوے - سو تمر اپنے باپ کے گھر مین جا رہی - ۱۲ - اور بہت دن گذرے کہ سوع کی بیٹی یہودا کی جورو مرگئی اور جب یہودا کو اُس کا غم بھولا تو وہ اپنے بھیڑون کی پشم کے کترنے والون کے پاس تمنت مین اپنے دوست ادولامی حیرہ کے ساتھ گیا - ۱۳ - اور تمر سے یہہ کہا گیا کہ دیکھ تیرا سُسر اپنی بھیڑون کی پشم کترنے کے لئے تمنت کو جاتا ہے - ۱۴ - تب اُسنے اپنی بیوگی کے کپڑون کو اُتار پھینکا اور برقع اوڑھا اور اپنے تئین لپیٹا اور عینیم کے مدخل مین جو تمنت کے راستہ پر ہے جا بیٹھی - کیونکہ اوس نے دیکھا تھا کہ سیلہ بڑا ہوا اور مجھے اُس کی جورو نہ کر دیا ہے - ۱۵ - یہودا اُسے دیکھ کر سمجھا کہ کوئی کسبی ہے کیونکہ وہ اپنا مونہہ چھپائے ہوئے تھی - ۱۶ - اور وہ راہ سے اُسکی طرف کو پھرا اور اُسے کہا کہ چلیئے اور مجھے اپنے ساتھ خلوت کرنے دیجئے - کہ اُسنے نجانا کہ یہ میری بہو ہے - وہ بولی کہ تو میرے ساتھ خلوت کریگا مجھے کیا دیگا - ۱۷ - وہ بولا کہ مین گلّے مین سے ایک بکری کا بچہ بھیجونگا - اوسنے کہا کہ تو مجھے جبتک اُسے بھیجے کچھ گرو دیگا - ۱۸ - وہ بولا کہ مین کیا گرو تجھے دون - وہ بولی کہ اپنی چھاپ اپنا بازوبند اور اپنی لاٹھی جو تیرے ہاتھ مین ہے - اُسنے دیا اور اوس کی ساتھ خلوت کی اور وہ اوس سے حاملہ ہوئی - ۱۹ - پھر وہ اُٹھی اور چلی گئی اور برقع

اُتار رکھا اور رانڈسالی کا جوڑا پہن لیا - ۲۰ - اور یہودا نے اپنے دوست اودلامی
کے ہاتھ بکری کا بچہ بھیجا - تاکہ اوس عورت کے ہاتھ سے اپنا گرو پھیر لاوے - پر اُسنے
اُسکو نہ پایا - ۲۱ - تب اُسنے اُس جگہ کے لوگون سے پوچھا کہ وہ بیسوا جو عینیم کے
راستہ پر نظر آتی تھی کہان ہے وہ بولے کہ یہان کسبی نہ تھی ۲۲ تب وہ یہودا کے پاس
پھر آیا اور کہا مین اُسے نہین پا سکتا ہون - اور وہان کے لوگ یہی کہتے ہین کہ کسبی
وہان نہین تھی - ۲۳ - یہودا بولا کہ خیر وہی لیوے - نہ ہو کہ ہم بدنام ہووین دیکھ مینے
تو بکری کا بچہ بھیجا پر تونے اُسے نہ پایا - ۲۴ - اور یون ہوا کہ قریب تین مہینے
کے بعد یہودا سے کہا گیا کہ تیری بہو تمر نے زنا کیا اور دیکھ اُسے چھنالے کا حمل
بھی ہے - یہودا بولا کہ اُسے باہر لاؤ کہ وہ جلائی جاوے - ۲۵ - جب وہ نکالی
گئی اُسنے اپنے سسر کو کہلا بھیجا کہ مجھے اوس شخص کا حمل ہے جسکی یہ چیزین ہین -
اور کہا کہ دریافت کیجے کہ یہ چھاپ اور بازوبند اور عصاہ* کسکا ہے - تب یہودا نے
اقرار کیا اور کہا کہ وہ مجھسے زیادہ صادق ہے کیونکہ مین نے اُسے سیلہ کو نہ دیا
لیکن وہ آگے کو اوس سے ہمبستر نہوا - ۲۷ - اور اُس کے جننے کے وقت مین
یون ہوا کہ اُس کے پیٹ مین توام تھے - ۲۸ - اور جب وہ جننے لگی تو ایک کا
ہاتھ نکلا اور دائی جنائی نے پکڑ کے اوس کے ہاتھ مین ناڑا باندھکر کہا کہ یہ پہلے
نکلا - ۲۹ - اور یون ہوا کہ اُس نے ہاتھ اپنا پھر کھینچ لیا اور کیا دیکھتی ہے کہ
وہ نہین اُسکا بھائی نکل آیا - اور وہ بولی تو کیا ہے پھاڑ تا ہے یہ پھاڑ تجھ پر
آوے گی - سو اوس کا نام پھارس رکھا گیا جسکے ہاتھ مین ناڑا باندھا تھا نکل آیا

* عصا صاد سے چاہئیے لفظی تحریف ان کتب کا لازمہ ہوا تو خطی غلطی بھی انکے
لئے مناسب ہے *

اور اُسکا نام ضارہ رکھا گیا (توریت طبع مذکور صفحہ ۵ و ۵۱)

اس قصہ کے بعض* الفاظ کو گو نقل و بیان ابن القیم سے اختلاف ہے مگر اسکے اصل مقصود مین کہ یہودا نے اپنی بہو سے زنا کیا اتفاق ہے -

اِس قصہ کے وضعی اور محرف ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اس قصہ مین پھارس کو ولد الزنا قرار دیا ہے اور ولد الزنا کا حکم استثنا باب ۲۳ - آیت ۲ مین بیان ہوا ہے کہ اوس کی دس پشت تک کے لوگ خدا کی جماعت مین داخل نہ ہون گے - و معہذا کتاب روت کے باب ۴ - آیت ۱۰ - اور انجیل متی کے باب ۱ - آیت ۶ مین حضرت داود نبی کو اس پھارس کے سلسلہ نسل مین دسوین جگہ شمار کیا ہے اِس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ اس بیان مین کہین نہ کہین تحریف و افترا یہودیون کا دخل ضرور ہے - یا اصل قصہ محض جعلی ہے اور یہودا سے [illegible] اور اگر ہوا [illegible] زنا سے پیدا نہین ہوا - وہ اسی زنا کا تخم ہے تو حضرت داود علیہ السلام اسکی نسل سے نہین - وہ (معاذ اللہ) اُسکی نسل مین ہین تو اِس حکم استثنا مین تحریف ہوئی تھی کہ زانی کی اولاد دس پشت تک خدا کی جماعت مین داخل نہین ہو سکتی

*؎ مثلاً ابن القیم نے یہودا کی بہو کا نام تامار لکھا ہے - اور اس عبارت مین مرقوم ہے وہان چھت پر دیکھنے سے زنا کا وقوع ہونا بیان کیا ہے - یہان عنیم کے راستہ مین - وعلی ہذا القیاس اور اختلاف ہے جس سے اصل مقصود مین فرق نہین آتا اور یہ اختلاف بھی موجودہ توریت ہی کے نسخون کے اختلاف کا ثمرہ معلوم ہوتا ہے - مسلمانون کو اس اختلاف کے پیدا کرنے سے کوئی فائدہ نہ تھا +

اب ہم اپنے ہم ان دعاوی کی تائید و تصدیق کے لئے حوالجات مذکورہ کی اصل عبارت نقل کرتے ہین -

پھارس کا اسی زنا سے پیدا ہونا تو عبارت منقولہ بالا مین بیان ہو چکا ہے

نسلِ زنا کا خدا کی جماعت مین داخل نہ ہونا آیات ذیل مین ہے - جو استثنا ۲۳ مین ہین

جسکے خصئے کچلے گئے ہون یا آلت کاٹی گئی ہو - وہ خدا کی جماعت مین داخل نہووے حرامی بچہ خداوند کی جماعت مین داخل نہووے - اُسکی دس پشت خداوند کی جماعت مین شامل نہووے - (توریت طبع مذکور ص ۲۶۰)

حضرت داؤد علیہ السلام کا نسلِ پھارس سے ہونا روت ۴ کی آیات ذیل مین مذکور ہے -

۱۸ - سو پھارس کا نسل نامہ یہ ہے کہ پھارس سے حصرون پیدا ہوا - ۱۹ - حصرون سے رام پیدا ہوا اور رام سے عمیناداب پیدا ہوا - ۲۰ - اور عمیناداب سے نحسون پیدا ہوا اور نحسون سے سلمون پیدا ہوا - ۲۱ - اور سلمون سے بوعز پیدا ہوا اور بوعز سے عوبید پیدا ہوا - اور عوبید سے یسی پیدا ہوا اور یسی سے داؤد - (توریت طبع مذکور ص ۳۵۳) اور انجیل متی کے باب اول مین ہے -

(۳) اور یہودا سے پھارس اور زارح تمر کی پیٹ سے پیدا ہوئے اور پھارس سے حصروم* پیدا ہوا اور حصرم سے ارام پیدا ہوا - اور ارام سے عمیناداب پیدا ہوا اور عمیناداب سے نحسون پیدا ہوا اور نحسون سے سلمون پیدا ہوا - اور سلمون سے

---

* حصرون اور حصروم اور رام اور ارام کا جو دونون عبارتون استثنا و انجیل مین اختلاف پایا جاتا ہے یہ ان ہی کتابون کا اثر ہے -

بوعز پیدا ہوا اور بوعز سے عوبید روت کے پیٹ سے پیدا ہوا اور عوبید سے یسی اور یسی سے داود بادشاہ (متی کی انجیل مطبوعہ مطبع مذکور ص ۱)

اس سے بھی عجیب تر ایک مثال تحریف لفظی کی ہم بیان کرتے ہین - جس سے اہل ایمان کے رونگٹے کھڑے ہون گے - توریت کی کتاب خروج مین حضرت ہارون ع کو بانی گوسالہ پرستی بنایا ہے اور خدا پرستون کے زمرہ سے خارج کیا - جسکے کذب و افترا ہونے پر قران بھی شاہد ہے - اور موجودہ توریت جسمین یہ افترا پایا جاتا ہے نیز شاہد ہے - چونکہ اسی قصہ کے بعض الفاظ سے ہم اس قصہ مین افترا کا پایا جانا ثابت کیا چاہتے ہین اسلئے اس مقام کی تمام عبارت نقل کرنا مناسب سمجھتے ہین **خروج** کے باب ۳۲ مین ہے -

اور جب لوگون نے دیکھا کہ موسی پہاڑ سے اُترنے مین دیری کرتا ہے تو وے ہارون کے پاس جمع ہوے اور اُسے کہا کہ اُٹھ ہمارے لئے معبود بنا کہ ہمارے آگے چلین - کیونکہ مرد موسی جو ہمین مصر کے ملک سے نکال لایا ہم نہین جانتے کہ اُسے کیا ہوا - ۲ - ہارون نے انہین کہا کہ زیور سونے کے جو تمہاری جورؤون اور تمہارے بیٹون اور تمہاری بیٹیون کے کانون مین ہین توڑ توڑ کے مجھ پاس لاؤ - ۳ - چنانچہ سب لوگ سونے کے زیور جو اُن کے کانون مین تھے توڑ توڑ کے ہارون کے پاس لائے ۴ - اور اُس نے اُن کے ہاتھون سے لیا اور ایک بچھڑا ڈھالکر اسکی صورت حکاکی کے ہتھیار سے درست کی اور اُنھون نے کہا کہ اے اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے جو تمہین مصر کے ملک سے نکال لایا - ۵ - اور جب ہارون نے یہ دیکھا تو اُس کے آگے ایک قربان گاہ بنائی - اور ہارون نے یہ کہکے منادی کی کہ کل خداوند کے لئے عید ہے - ۶ اور وے صبح کو اُٹھے اور سوختنی قربانیان چڑھائین اور سلامتی کی قربانیان گذرانین - اور لوگ کھانے پینے کو بیٹھے اور کھیلنے کو اُٹھے - ۷ - تب خداوند نے موسی کو کہا کہ اُتر جا کیونکہ تیرے لوگ جنہین تو مصر کے ملک سے چھڑا لایا - خراب ہو گئے ہین -

۸۔ وے اُس راہ سے جو مینے اُنہین فرمائی جلد پھر گئے ہین۔ اُنھون نے اپنے لئے ڈھلا ہوا بچھڑا بنایا اور اُسے پوجا اور اُس کے لئے قربانی ذبح کر کے کہا کہ اے اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے جو تمہین مصر کے ملک سے چھڑا لایا۔ ۹۔ پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ مین اس قوم کو دیکھتا ہون کہ ایک گردن کش قوم ہے۔ ۱۰۔ اب تو مجھ کو چھوڑ کہ میرا غضب اُن پر بھڑکے اور مین اُنھین بھسم کرون۔ اور مین تجھ سے ایک بڑی قوم بناؤن گا۔ ۱۱۔ تب موسیٰ نے خداوند اپنے خدا کے آگے منت کر کے کہا کہ اے خداوند کیون تیرا غضب اپنے لوگون پر جنھین تو شہزوری اور زبردستی کے ساتھ مصر کے ملک مین سے نکال لایا بھڑکتا ہے۔ ۱۲۔ کس لئے مصری بولین اور کہین کہ وہ اُن کو یہان سے بدی کے لئے نکال لے گیا۔ تاکہ اُن کو پہاڑون مین مار ڈالے اور اُن کو روے زمین پر سے ہلاک کرے۔ اپنے غضب کے بھڑکنے سے باز رہ اور اپنے لوگون کو بدی پہنچانے سے پھر جا۔ ۱۳۔ تو ابرہام اور اضحاق اور اسرائیل اپنے بندون کو یاد کر۔ جن سے تونے اپنی ہی قسم کھائی۔ اور اون سے کہا کہ مین تمہاری نسل کو آسمان کے تارون کی مانند بڑھاؤن گا۔ اور یہ سارا ملک جسکے حق مین مینے کہا سو مین تمہاری نسل کو بخشون گا کہ ابد تک اُسکے مالک ہون۔ ۱۴۔ تب خداوند نے اس بدی سے جو چاہا تھا کہ اپنے لوگون سے کرے پچھتایا۔ ۱۵۔ اور موسیٰ پھر کر پہاڑ سے اُتر گیا اور شہادت کے دونون تختے اُسکے ہاتھ مین تھے۔ وے تختے لکھے ہوئے تھے۔ دونون طرف اِدھر اور اُدھر لکھے ہوئے تھے۔ ۱۶۔ اور وے تختے خدا کے کام سے تھے۔ اور جو لکھا ہوا سو خدا کا لکھا ہوا۔ اور اون پر کندہ کیا ہوا تھا۔ ۱۷۔ اور جب یشوع نے لوگون کی آواز جو پکار رہے تھے سُنی۔ تو موسیٰ سے کہا کہ لشکر گاہ مین لڑائی کی آواز ہے۔ ۱۸۔ موسیٰ بولا کہ یہ تو نہ فتح کے شور کی آواز۔ نہ شکست کے شور کی آواز

بلکہ گانے کی آواز مین سنتا ہون - ۱۹ - اور یون ہوا کہ جب وہ لشکرگاہ کے پاس آیا
اور بچھڑا اور راگ ناچ دیکھا - تب موسی کا غضب بھڑکا اور اُسنے تختے اپنے ہاتھون سے
پھینک دیئے اور پہاڑ کے تلے توڑ ڈالے - ۲۰ - اور اُس نے اُس بچھڑے کو جسے
اُنھون نے بنایا تھا اور اُس کو آگ سے جلایا اور پیسکر خاک سے بنایا اور اُسکو پانی پر
چھڑک کر بنی اسرائیل کو پلایا - ۲۱ - اور موسی نے ہارون کو کہا کہ ان لوگون نے تجھ سے
کیا کیا - کہ تو اون پر ایسا بڑا گناہ لایا - ۲۲ - ہارون نے کہا کہ میرے خداوند کا غضب
نہ بھڑکے - تو اس قوم کو جانتا ہے کہ بدی کی طرف مایل ہے - ۲۳ - سو اونھون نے
مجھے کہا کہ ہمارے لئے ایک معبود بنا - جو ہمارے آگے چلے کہ یہ مرد موسی جو ہمین
مصر کے ملک سے چھڑا لایا - ہم جانتے کہ اُسے کیا ہوا - ۲۴ - تب مینے اُنھین کہا
کہ جس کسی کے پاس سونا ہو وہ توڑ لاوے - اونھون نے مجھے دیا - اور مین نے
اُسے آگ مین ڈالا سو یہ بچھڑا نکلا - ۲۵ - اور جب موسی نے لوگون کو دیکھا
کہ وے بے قید ہو گئے - کہ ہارون نے اُنھین اُن کے مخالفون کے روبرو اُن کی
رسوائی کے لئے بے قید کرایا تھا - ۲۶ - تب موسی لشکرگاہ کے دروازے پر
کھڑا ہوا - اور کہا جو خداوند کی طرف ہو سو میرے پاس آوے - تب سب بنی لاوی
اُس پاس جمع ہوے - ۲۷ - اور اُسنے اُنھین کہا کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے
فرمایا ہے کہ تم مین سے ہر مرد اپنی کمر پر تلوار باندھے - اور ایک دروازے سے
دوسرے دروازے تک تمام لشکرگاہ مین گذرتے پھرو اور ہر مرد تم مین سے
اپنے بھائی کو - ہر ایک آدمی اور اپنے دوست کو - اور ہر ایک آدمی اپنے قریب
کو - قتل کرے - ۲۸ - اور بنی لاوی نے موسی کے کہے کے موافق کیا - چنانچہ
اُس دن لوگون مین سے قریب تین ہزار مرد مارے پڑے - ۲۹ - اور موسی
نے کہا کہ آج خداوند کے لئے اپنے تئین مخصوص کرو - ہر ایک مرد اپنے بیٹے - اور اپنے

بھائی پر حملہ کرے تاکہ وہ تمہین آج ہی برکت دیوے۔ اور آج اپنے اوپر برکت لاؤ
۳۰۔ اور دوسرے دن صبح کو یون ہوا کہ موسی نے لوگون سے کہا کہ تم نے بڑا
گناہ کیا۔ اور اب مین خداوند کے پاس اوپر جاتا ہون۔ کہ شاید مین تمہارے
گناہ کا کفارہ کرون۔ ۳۱۔ چنانچہ موسی خداوند کے پاس پھر گیا۔ اور کہا
کہ ہائے۔ ان لوگون نے بڑا گناہ کیا کہ اپنے لئے سونے کا معبود بنایا۔ ۳۲۔
اور اب کاش کہ تو اُن کا گناہ معاف کرتا۔ مگر نہین تو مین تیری منت کرتا ہون
کہ مجھے اپنے اُس دفتر سے جو تو نے لکھا ہے۔ میٹ دے۔ ۳۳۔ اور خداوند نے
موسی سے کہا کہ جس نے میرا گناہ کیا ہے۔ مین اُسی کو اپنے دفتر سے میٹ
دون گا۔ ۳۴۔ اور اب روانہ ہو کہ لوگون کو جہان مینے تجھے کہا ہے لے جا۔
دیکھ میرا فرشتہ تیرے آگے چلے گا۔ لیکن مین اپنے مطالب کے دن مین
اون سے اون کی خطا کا مطالبہ کرونگا۔ ۳۵۔ اور خداوند نے اون کے
بچھڑے بنانے کے سبب۔ جسے ہارون نے بنایا تھا۔ لوگون پر مری
بھیجی"۔ (توریت طبع مذکور ص ۱۱۴)

اس قصہ مین افترا و تحریف کے وجود پر قران کی یہ شہادت ہے جو سورہ طہ مین

قال فانا قد فتنا قومك من بعدك
واضلهم السامری ○ فرجع موسی الی قومه
غضبان اسفا قال یقوم الم یعدکم
ربکم وعدا حسنا افطال علیکم العهد
ام اردتم ان یحل علیکم غضب من
ربکم فاخلفتم موعدی قالوا ما اخلفنا
موعدك بملکنا ولکنا حملنا اوزارا من

ارشاد ہے خدا تعالے نے (موسی کو)
فرمایا ہمنے تیرے پیچھے تیری قوم کو جانچا
ہے۔ اور سامری نے انکو بہکا دیا۔
موسی غصہ مین پچتاتا اپنی قوم کیطرف
پھرا (تو) بولا اے میری قوم خدانے
تمہین اچھا وعدہ نہ دیا تھا؟ کیا اُسکی
مدت بڑھ گئی تھی (تمہین) بلکہ تم نے

زينة القوم فقذفنها فكذلك القى السامرى ۝ فاخرج لهم عجلا جسدا له خوار فقالوا هذا الهكم واله موسى فنسى ۝ افلا يرون الا يرجع اليهم قولا ولا يملك لهم ضرا ولا نفعا ۝ ولقد قال لهم هرون من قبل يقوم انما فتنتم به وان ربكم الرحمن فاتبعونى واطيعوا امرى ۝ قالوا لن نبرح عليه عكفين حتى يرجع الينا موسى ۝ قال يهرون ما منعك اذ رايتهم ضلوا ۝ الا تتبعن افعصيت امرى ۝ قال يبنؤم لا تاخذ بلحيتي ولا براسى انى خشيت ان تقول فرقت بين بنى اسرائيل ولم ترقب قولى ۝ قال فما خطبك يسامرى ۝ قال بصرت بما لم يبصروا به فقبضت قبضة من اثر الرسول فنبذتها وكذلك سولت لى نفسى ۝

(طه ۶ ۴ و ۵)

یہ چاہا کہ تم پر خدا کا غضب اترے - سو تمنے میرے عہد (حکم) کا (کہ خدا کی اطاعت پر قائم رہنا یا میرے پیچھے چلے آنا) خلاف کیا وہ بولے ہمنے اپنے اختیار سے تیرے حکم کا خلاف نہیں کیا ولیکن ہمکو قوم (قبط) کے زیور کا بہت سا بوجھ اٹھانا پڑا تھا اسکو ہم نے (بھٹی میں جلانے کو) پھینک دیا - سامری نے بھی اسمین پھینک دیا (جس سے) انکو بچھڑا نکال دیا جو آواز دار جسم تھا پھر وہ لوگ بولے تمہارا اور موسیٰ کا معبود یہی ہے سو وہ بھول (کہ دوسرے معبود کی تلاش میں گیا ہے) انہوں نے یہ خیال نہ کیا کہ وہ بچھڑا تو بات کا جواب نہیں دیتا اور نہ ان کے نقصان اور نفع کا اختیار رکھتا ہے (پھر وہ معبود کیونکر ہو سکتا ہے) بیشک ہارون نے ان سے پہلے ہی کہدیا تھا کہ اے میری قوم (اس بچھڑے سے) تمہارا امتحان ہوا ہے (کہ تم اسکو پوجتے ہو یا خدا کو) تمہارا رب تو وہ ہے جو تم پر رحم کرتا ہے (نہ بچھڑا جو کچھ نہیں کرتا) تم میرے پیچھے لگو - اور میرا کہا مانو (یعنے اس بچھڑے کی عبادت نکرو) وہ بولے ہم تو اس (کی پوجا) پر جمے رہیں گے - جبتک موسیٰ ہمارے پاس پھر آوے - موسیٰ نے ہارون سے کہا تجھے میرے پاس آجانے سے

کسنے روکا - جب تو نے دیکھا تھا کہ وہ لوگ بہک گئے ہین - کیا تو بھی میرا نافرمان ہوگیا - اُسنے کہا اے میری ماکے بیٹے - میری ڈاڑہی نہ پکڑ اور نہ میرا سر - مین (اس سے) ڈرا کہ تم کہوگے تو نے بنی اسرائیل مین (ان سے الگ ہوکر) پہوٹ ڈالدی اور میری بات یاد نرکھی (میرے پیچھے میری جگہ ٹہر اور سنوارتا رہ) موسی نے سامری سے کہا تجھے کیا ہوگیا - وہ بولا مینے دیکھ لیا جو کسی نے نہ دیکھا پہر مینے بھیجے ہوئے (جبرئیل) کے پاوٗن کے نیچے سے مٹھی بہرلی اور وہ مینے (اس بچھڑے مین) ڈالدی - (جس سے اُسمین جان پڑگئی) میرے جی نے ہی مجھے یہ بات اچھی بتائی"

اس شہادت سے صاف ثابت ہے کہ بچھڑا سامری نے بنایا اور پوجوایا تھا حضرت ہارون علیہ السلام اُسکے بنانے مین شریک نہین ہوئے اور نہ اُسکے پوجے جانے مین خوش رہے - وہ اُس کی عبادت سے بالغ رہے اور قوم کو عبادت خدا کی طرف بلاتے رہے -

توریت کے بعض الفاظ کی شہادت اس قصہ مین تحریف وافترا کے وجود پر اس طور پر پائی جاتی ہے کہ اسی باب خروج کی آیت ۳۳ مین بیان ہے کہ خدا نے موسیٰ سے کہا کہ جسنے میرا گناہ کیا ہے مین اُسی کو اپنے دفتر سے میٹ دونگا اور آیت ۳۵ مین ہے کہ خدا نے اُس بچھڑے کے بنانے کے سبب لوگون پر مری بھیجی اور آیت ۱۸ مین ہے کہ اوس جرم گوسالہ پرستی کے سبب تین ہزار آدمی ایک دن مارے گئے اور یہ بات ثابت ومسلم ہے کہ حضرت ہارون ان تینون سزاوٗن مین سے کسی سزا مین شامل وشریک نہین کئے گئے وہ وبا (مری) کے عذاب مین مبتلا ہوئے نہ قتل کئے گئے اور نہ خدا کے دفتر سے انکا نام مٹایا گیا بلکہ وہ اوسوقت اور اُسکے بعد بھی خدا کی بارگاہ مین برگزیدہ اور مقدس قرار

دیکھو زبور ۱۰۵ - آیت ۲۶ جسمین ہارون کو برگزیدہ کہا گیا ہے اور زبور صفحہ ۱۰۶ - آیت ۱۶ و ۱۷ جسمین ہارون کو مقدس کہا گیا اور یہ بیان ہوا ہے کہ خدا نے اُسکے حاسدون کو ہی زمین مین دہنسا دیا ہے" - اور یہ واقعہ اوس واقعہ گوسالہ سے پیچھے ہوا ہے -

دیئے گئے اور اونہی کی نسل مین کاہن کا عہدہ مقرر رہا ہے جس سے صاف نتیجہ نکلتا ہی کہ وہ بچھڑا بنانے یا اُسکے پوجنے مین شریک نہین ہوئے - ہوتے تو ان سزاؤن سے نہ بچتے -

اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کی عبارت مین اور حافظ ابن القیم کی پہلی عبارت مین جو بخت نصر کے عہد مین توریت کا ضائع ہوجانا اور امام رازی کی عبارت مین محافظین توریت کا کم ہوجانا و بنا رً علیہ اسمین وقوع تحریف کا آسان ہونا بیان ہوا ہے اُسکی تائید و تصدیق عیسایون کے اقوال ذیل مین پائی جاتی ہے (جو کتاب اعجاز عیسوی مین منقول ہین)

باب اول کتاب اول مقابیس مین ہے کہ انیٹوکس شہنشاہ فرنگستان نے اورشلیم کو فتح کرکے عہد عتیق کی کتابون کے جتنے نسخے جہان سے اُسے ملے پھاڑکر جلادیئے اور حکم دیا کہ جسکے پاس کوئی کتاب عہد عتیق کی نکلے گی یا وہ شریعت کی رسم بجالاویگا مارڈالا جاویگا اور ہر مہینے تحقیق اُسکی ہوتی تھی اور جسکے پاس کوئی کتاب عہد عتیق کی نکلتی یا ثابت ہوتا کہ وہ رسم شریعت بجالایا وہ مارا جاتا - اور کتاب تلف کی جاتی تھی -

مسٹر کاتلک اپنی کتاب مین جو ۱۸۴۳ء مین بلدہ ڈربی مین چھپی ہے صفحہ ۱۱۵ مین لکھتا ہے کہ علما کا اسپر اتفاق ہے کہ اصل نسخہ توریت اور اسی طرح اصل نسخے اور کتابون عہد عتیق کے شہر اورشلیم اور ہیکل کے ساتھ ہاتھون لشکر بخت نصر سے غارت ہوئے - اور جب صحیح نقلین اونکی پھر بہ طفیل عزرا کے ہوئین وہ نسخے نقلون کے بھی حادثہ انیٹوکس مین ضائع ہوئے اور پھر گواہی اون کتابون کی صداقت کی نہ تھی جب تک کہ مسیح اور حواریون نے اون کی صداقت کی گواہی نہ دی تھی "

صاحب تبیین الکلام (جو باوجود مسلمان ہونے کے الفاظ توریت و

انجیل کے دعوی صحت اور ان کتب کی حمایت مین عیسائیون سے کم نہین) ان واقعات کو تسلیم کرتے ہین اور بناءً علیہ ان کتب مین وقوع اغلاط اور کمی کے قائل ہوگئے ہین گو اوسکو آپ تحریف لفظی سے نہین کہتے غلطی یا کمی سے تعبیر کرتے ہین جسمین آپ اپنی خاص اصطلاح کے پابند ہین -

آپ تبیین الکلام کے صفحہ ۴۳ مین فرماتے ہین " بعض علماء مسیحی کہتے ہین کہ یہ بات بے بنیاد ہے کہ مُقدس کتابون مین سے کوئی تحریر جاتی رہی ہے - بلکہ مقدس تحریرون مین سے نہ کوئی تحریر کھوئی گئی ہے اور نہ کھوئی جا سکتی ہے - مگر اپنے دعوے کے اثبات کے لئے وہ ایسی دلیلین پیش کرتے ہین جو کسی طرح کافی نہین ہین - اون کی دلیلون کا طرز کلام یہ ہے کہ مقتضائے حکمت کا یہ نہین ہے کہ جو کتاب روح قدس کی تائید سے دی ہتی پہر اُسکو ایسا معدوم کر دے کہ پھر [illegible] اون کو پہلے ہی کیون دیا تھا - معہذا ایمان دار لوگ ہمیشہ اون کتابون کو عزیز رکھتے ہین اور وہ دور دور پھیل گئی تھین - پھر کیونکر معدوم ہو سکتی ہین - علاوہ اسکے اگرچہ اون کتابون* کو الہامی لکھنے والون نے لکھا ہو - مگر یہ ضرور نہین کہ وہ بھی الہامی ہون اسلئے کہ الہامی لکھنے والون کی ہر تحریر کا الہامی ہونا ضرور نہین ہے - اسلئے وہ کتابین مُقدس کتابون مین داخل نہ تھین سوا اُسکے اگلے زمانہ مین ہر ایک چھوٹی سی تحریر پر بھی کتاب کا اطلاق کیا کرتے تھے - پس اون کتابون کے بعض مطالب جو روحانی تربیت سے متعلق تھے تو اون کے نہونے سے بائبل مین کچھ نقصان نہین - مگر یہ ظاہر ہے (صاحب تبیین الکلام

* یعنے جو گم اور تلف ہوئی ہین "

فرماتی ہین کہ ادنی تامل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دلیلین کافی نہین ہین جو کتاب روح قدس کی سے دی گئین ہون - اُس کے معدوم ہو جانے سے حکمت آلہی مین کچھ نقصان نہین ہوسکتا اگر ایک ہی کتاب انسان کی ہر حالت کی تربیت کو کافی ہوتی تو اولڈ ٹسٹمنٹ* کے بعد نیو ٹسٹمنٹ کی حاجت کاہیکو ہوتی - ایمان دار لوگ بلاشبہ الہامی کتابون کو عزیز رکھتے ہین - مگر عام مصیبت کی حالتون مین جو انسان کو بمقتضے اوسکی ضعیف فطرت کے نہایت درماندہ کردیتی ہین (خصوصاً وہ پے درپے کی مصیبتین جو یہودیون پر پڑین) ایسی عزیز تحریرون کا جاتا رہنا کچھ خلاف نیچر کے نہین ہے - علی الخصوص ایسی حالت مین کہ وہ ایک جگہ جمع تھین - بلکہ متفرق ٹکڑے لوگون کے پاس تھے - اِن کتابون کے الہامی ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے - خصوصاً جبکہ خود الہامی لکھنے والون نے اون سے استخراج کیا ہو - یا اونکی طرف اشارہ کیا ہو - فرض کیا جاوے کہ ان کتب کے مطالب کتب مقدسہ مین ہون اور کتب مقدسہ کو اون کی حاجت نہ رہے ہو مگر اس مقام پر اسکی بحث نہین ہے بلکہ صرف اتنا کلام ہے کہ اور بھی معتمد اور صحیح کتابین تھین جو اَب معدوم ہین اور یہ بات ایسی طرح پر ثابت ہے کہ اس سے بڑے بڑے علمار مسیحی نے اقرار کیا ہے -

مفرڈ صاحب اپنی کتاب سوالات السوال مین جو ۱۸۴۳ء مین لنڈن مین چھپی ہے ذیل سوال دوم مین لکھتے ہین کہ یہ کتابین جنمین حضرت مسیح علیہ السلام کو ناصری کہا گیا تھا (اور جسکا ذکر مُقدّس** متی نے باب ۲ ورس ۲۳ مین لکھا ہے)

---

* اولڈ ٹسٹمنٹ عہد نامہ قدیم توریت وغیرہ - نیو ٹسٹمنٹ عہد نامہ جدید انجیل وغیرہ ** انجیل مطبوعہ مرزاپور ص ۳ ملاحظہ ہو (ایڈیٹر)

نیست و نابود ہوگئی تھین اسلیئے کہ جو کتابین نبیونکی اب موجود ہین کسی مین حضرت مسیح کو ناصری نہین لکھا ہی کریسٹم صاحب اپنی تفسیر مین لکھتا ہی
کہ پیغمبرونکی بہت سی کتابین ناپید ہوگئی ہین اسلیئے کہ یہودیونے غفلت سے بلکہ بیدینی سے بعض کتابونکو کھو دیا اور بعض کو پھاڑ ڈالا اور بعض کو جلا دیا

تفسیر ڈوایلی مین ہے - کہ اس بادشاہ روشنضمیر یعنے سلیمان علیہ السلام نے اوس دانائی کو جو اوس نے پائی انسانون کے فائدہ کے واسطے استعمال مین لانا چاہا - اور بہت سی کتابین اونکی تعلیم کے واسطے لکھین - مگر حضرت عزرا نے صرف تین کو مقدس کتابون مین داخل کیا اور باقی (یعنے جنکو مقدس کتابون مین داخل نہین کیا) یا تو وہ مذہبی تربیت کے لئے نہین بنائی گئی تھین یا ایک زمانہ کے گذر جانے کے سبب خراب اور ناقص ہوگئی تھین -

تفسیر ڈوایلی مین ذیل شرح ورس ۲۵ باب ۱۴ کتاب دوم سلاطین کے لکھا ہی کہ یونس پیغمبر کا حال اس مقام پر ہے - اور اس مشہور پیغام مین جو نینوے کو لے گئے تھے ہے اور اون پیشین گوئیون کو جن سے اوسنے بادشاہ یربعام کو سریا کے بادشاہ سے لڑنے پر دلیری دی کسی جگہ لکھا ہوا نہین پاتے - اسکا سبب صرف یہی نہین ہے کہ بہت سے پیغمبرون کی تحریرین ہمارے پاس نہین ہین بلکہ یہ بھی ہے کہ پیغمبرون نے بہت سی پیشین گوئیون کو لکھا ہی نہین -

غرضکہ ہر طرح سے یہ بات ثابت ہی کہ ان مقدس کتابون کے سوا اور بھی کتابین تھین جو مدت سے ناپید ہوگئی تھین -

یہ توریت اور محافظین توریت پر حوادث واقع ہونے اور اوس کے سبب الفاظ کے بدل جانے اور کتب کے کھوئے جانے کا بیان ہے - ایسی ہی انجیل اور انجیل والون پر مصائب واقع ہوئی ہین جن سے انجیل مین وقوع تحریف وتبدیل سہل و آسان تہا -

لارڈنر ساتوین جلد اپنی تفسیر کے صفحہ ۵۲۳ مین لکھتا ہے کہ مارچ کے مہینے

۱۹ سنہ؁ جلوسی ڈیو کلیشین مین فرمان جاری ہوا کہ کلیسی گرائی جاوین اور کتب مقدسہ جلائی جاوین - پھر صفحہ ۳۲۵ مین لکھتا ہے کہ یوسی بیس بڑے غم سے کہتا ہے کہ اُسنے بچشم خود دیکھا کہ کلیسی بُنیاد سے گرائی گئی اور کتب مقدسہ بازارون مین جلائی گئین - اور ولیم میور صاحب اپنی تاریخ کلیسا کے جو ۱۸۸۸ء مین چھپی ہے صفحہ ۱۲۹ مین لکھتے ہین کہ سنہ ۳۰۳ء مین ایک نہایت سخت اشتہار کیا گیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسیحون کا عبادت کے واسطے جمع ہونا ممنوع اور باعث قتل کا ہوگا عبادت خانے مسمار اور اوجاڑے جاوین - عیسائیون کی کتابین تلاش کر کے جلائی جاوین الخ - پھر صفحہ ۱۳۰ مین لکھتے ہین کہ عیسائیون کی کتابین خصوصًا خدا کی پاک کتاب جسکو وے اپنی جان کے برابر عزیز رکھتے تھے اوسکی جتنی جلدین تلاش سے ملین جلائی گئین اور جسکے یہان نہین پائی گئین یا جسنے چھپا رکھین اور دینے سے انکار کیا [illegible] نقل کیا ہے"

اور حافظ ابن القیم کی پہلی عبارت مین جو بیان ہوا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے کتاب توریت صرف بنی لیوی کو دی تھی - عامہ بنی اسرائیل کو اونکی شرارت و اختلاف کے خوف سے سپرد نہ کی تھی (جس سے محافظین توریت کے پہلے ہی زمانہ سے قلت ثابت ہوتی ہے) اسکی تصدیق کتاب استثنا و کتاب دوم سلاطین و کتاب دوم تواریخ سے ہوتی ہے -

استثنا کے باب ۱۷ مین ہے - ۱۸- یون ہو گا کہ جب وہ (یعنے بادشاہ وقت) اپنے تخت سلطنت پر جلوس کرے تو اپنے واسطے شریعت کی ایک نقل اُسمین سے جو لاوی اور کاہنون کے حضور ہی کتاب مین لکھے" (توریت صفحہ ۲۵۳)

اور اسکے باب ۳۱ مین ہے - ۹- اور موسی نے اس شریعت کو لکھا اور بنی لیوی

کاہنون کے جو خداوند کے عہد کے صندوق کو اُٹھاتے تھے اور اسرائیل کے سارے بزرگون کے حوالہ کیا ۔ ۱۰۔ اور موسی نے اُنہین یہ کہکے فرمایا کہ ہر ایک سات برس کے اخیر چھُٹکارا دینے کے معین وقت پر خیمون کی عید مین ۔ ۱۱۔ جب کہ سارا اسرائیل خداوند تیرے خدا کے آگے اوس جگہ پر جسے وہ پسند کریگا حاضر ہوا کرے ۔ تو تو اس شریعت کو پڑھکے سارے اسرائیل کو سنایا کر ×× ۲۴ ×× اور ایسا ہوا کہ جب موسی اس شریعت کی باتون کو کتاب مین لکھ چکا اور وے تمام ہوئین ۔ ۲۵ ۔ موسی نے لاویون کو جو خداوند کے عہد کے صندوق اُٹھاتے تھے فرمایا کہ اس شریعت کی کتاب کو لیکر خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کی ایک بغل مین رکھو تاکہ وہ تمہارے برخلاف گواہ رہے ۔ ۲۷ ۔ کیونکہ مین تیری بغاوت اور تیری گردن کشی کو جانتا ہون ۔ دیکھ کہ ہنوز مین جیتا اور آج کے دن تک تمہارے ساتھ ہون ۔ تم خداوند کی بغاوت کرتے آئے ہو ۔ تو میرے مرنے کے بعد کتنا زیادہ کروگے ۔ ۲۸ ۔ اپنے فرقہ کے سارے بزرگون اور منصب دارون کو مجھ پاس جمع کرو ۔ تاکہ مین یہ باتین اون کے کانون تک پہنچا دون ۔ اور آسمان اور زمین کو اون پر گواہ کرون ۲۹ ۔ کیونکہ مین جانتا ہون کہ میرے مرنے کے بعد تم اپنے تئین خراب کروگے ۔ اور اوس راہ سے جسکی بابت مینے تم کو حکم دیا ہے پھر جاؤگے ۔ اور کہ آخری دنون مین تمپر بدی پڑیگی ۔ اسلئے کہ تم خداوند کے حضور بدی کروگے کہ اپنے ہاتھ کے کامون سے اُسے غصہ دلاؤگے ۔ ۳۰ ۔ سو موسی نے اس گیت کی باتین اسرائیل کی ساری جماعت کو کہہ سنائین ۔ یہان تک کہ وے تمام ہوئین (توریت ص ۲۸۳ و ۲۸۴)

ایسا ہی کتاب دوم سلاطین کے باب ۲۳ ۔ آیت ۲ اور کتاب دوم تواریخ باب ۳۴ ۔ آیت ۱۴ مین مذکور ہے ۔ کہ یہہ کتاب لاوی، کاہنون کے پاس

رہی ہے -

ان شہادات سے بخوبی ثابت ہے کہ جو علماء اسلام نے توریت مین تحریف لفظی واقع ہونے کی وجہ اوس کے محافظین کی قلت اور مختلف اوقات مین اون کی قتل وذلت بیان کی ہے یہ اون ہی کی معتبر کتابون سے ثابت ہی -

ایک سبب اس تحریف کے واقع اور سہل الوقوع ہونے کا اون کی کتابون مین بہی یہ بیان ہوا ہے کہ ابتدا سے بہت صدیون تک اِن کتابون کے لکہنے کا انتظام کافی اور دستور اچھا نہ تھا اسلئے اون مین تبدیل وتغیر کا دخل ہوا - یہ دخل ملحدون اور دین کے دشمنون سے بہی ہوا ہے اور بعض دینداروں اور دین کے نادان دوستون سے بھی ہوا ہے - اوہنون نے کسی مسئلہ حق کی تائید یا ناحق کی تردید کی غرض سے اپنی طرف کچھ گہٹا بڑہا دیا اور حسبۃً للہ (خدا کے واسطے) حق مین جہوٹ ملایا یا حق کو چہپایا -

ایک کتاب تاریخ مین جو ۱۸۶۸ء مین بلدہ لنڈن مین مطبع چارلس ڈالمین صاحب مین چہپی ہے مذکور ہے کہ "اگلے زمانہ مین لوہے یا پیتل یا ہڈی کی سلائی سے سیسے یا لکڑی یا موم وغیرہ کے تختون پر لفظون کے نقش کھدوا کرتے تہے اور ہر سب سے پہلے مصر والے درخت پیپرس کے پتے ان تختون کے بدلے استعمال مین لائے - پہر شہر پرگیس مین خس کی وصلی ایجاد ہوئی اور آٹھوین صدی مین روی اور ریشم سے کاغذ تیار ہوا اور تیرہوین صدی مین کپڑے سے بنایا گیا اور قلم کا ایجاد ساتوین (صدی) مین معلوم ہوتا ہے اور اگلے زمانہ مین کتاب ایک ہی طرف لکھی جاتی تہی اور لپیٹ کر رکہتی تہے اور کہولنے کے وقت بڑی جگہ درکار ہوتی تہی بعد اوس کے مربع ورقون پر دو طرفہ لکہنا شروع ہوا - پس اس بات سے واضح ہے کہ نسبت اس زمانہ کے اگلی زمانہ

مین لکھنا - ترجمہ کرنا اور پڑھنا اور کتاب کو حفاظت سے رکھنا بہت ہی مشکل تھا اور جعل اور تحریف کا ہوسکنا خواہ ارادہ بد سے ہو یا اور سبب سے اوسوقت کی کتابون مین بہت ہی آسان تھا اور خرابیون مذکورہ سبب سے زیادہ توریت اور انجیل مین اس کی قابلیت بلحاظ ملحدون کے تھی" - ایسا ہی اعجاز مین نقل کیا ہے -

ہارن صاحب اپنی تفسیر مین لکھتے ہین - "ایک سبب اختلاف عبارت کا ایسی خرابیان یا تبدیلیان ہین جو کسی فریق کے مطلب براری کے لئے دانستہ کی گئی ہین خواہ وہ فریق دوست ہو یا بدعتی ہو - یہ بات تحقیق ہے کہ اون لوگون نے جو دیندار کہلاتے تھے ارادتاً بعض خرابیان کین - یا تبدیلیان اس دور اندیشی سے کی گئی تھین کہ جو مسئلہ تسلیم کیا گیا ہے اوسکو تقویت ہو - یا جو اعتراض اوس مسئلہ پر ہوتا وہ ہو نہ سکے" - ایسا ہی تبیین الکلام مین ہے -

یہان شاید کوئی عیسائی یا کوئی مسلمان اون کا ہم خیال بھائی یہ اعتراض کرے کہ قران مجید کو لکھنے کا سامان بھی ابتدا مین ایسا ہی تھا - وہ ہڈیون - پتھرون - اور کھجور کی شاخ کے چھلکون پر لکھا جاتا تھا (چنانچہ صحیح بخاری مین منقول ہے) لہذا اسمین بھی تلف و تغیر کا احتمال ہے اور ممکن ہے کہ اس مین اسلام کے دشمنون یا نادان دوستون نے کچھ گھٹا بڑھا دیا ہو -

اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر قران مجید صرف ان ہی چیزون پر لکھا جاتا اور کوئی دوسرا آلہ یا معیار اسکی حفاظت کا نہوتا - تو اوسکے بعض حصہ کے تلف و تغیر کا احتمال تھا ولیکن وہ پہلے ہی زمانہ مین کاغذون کے صحیفون مین لکھا گیا - جیسا کہ اور چیزون پر لکھا گیا تھا اور علاوہ بران وہ سینون کے سفینون مین جمع ہوتا رہا - جب سے وہ نازل ہونا شروع ہوا تب سے ہی مسلمانون نے

اُسکو یاد کرنا شروع کر دیا۔

اسی بخاری مین ابن مسعود سے مروی ہے کہ مینے کئی اوپر ستر سورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مونہہ (یعنی زبان مبارک) سے یاد کر لی تھین۔

عن عبد اللہ قال اخذت من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بضعا وسبعین سورۃ۔ (بخاری ص ۷۴۸)

عاصم کی روایت مین ہے کہ باقی قران آپ کے اصحاب سے اخذ کیا تھا۔

زاد عاصم عن عبد اللہ واخذت بقیۃ القران عن اصحابہ (قسطلانی ص ۵۰۹ ج ۷)

اور صحیح بخاری مین قتادہ سے مروی ہے کہ مینے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین قران کس نے جمع کیا تھا (یعنے حفظ کیا اور لکھ لیا) اونہون نے فرمایا قبیلہ انصار سے چار شخصون - ابی بن کعب اور معاذ بن جبل - زید بن ثابت و ابو زید نے - جس سے اون کی مراد یہ ہے کہ قبیلہ انصار سے بنی خزرج مین چار تھے جنہون نے قران کو حفظ بھی کیا اور لکھ بھی لیا تھا - کیونکہ دوسرے قبائل سے قران مجید کو لکھنے اور یاد کرنے والے اور لوگ بہت ہوئے ہین۔

عن قتادہ قال سالت انس بن مالک من جمع القران علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اربعۃ کلہم من الانصار - ابی بن کعب - ومعاذ بن جبل و زید بن ثابت وابو زید - (بخاری ص ۷۴۸)

اِس حدیث کی شرح مین قسطلانی نے کہا ہے کہ صحیح بخاری مین ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ مین اپنے گھر کے صحن مین جسقدر قران مجید نازل ہو چکا تھا نماز مین پڑھا کرتے - حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے

وقد صح في البخاري انه بنى مسجد
بفناء داره فكان يقرأ القران اي
ما نزل منه اذ ذاك وجمع
علي القران على ترتيب النزول
وقال ابن عمر فيما رواه النسائ
باسناد صحيح جمعت القران فقرأت
به كل ليلة الحديث وعد ابو عبيدة
القراء من الصحابة من المهاجرين
الخلفاء الاربعة وطلحة وسعدا و
وابن مسعود وحذيقة وسالما و
اباهريرة وعبد الله بن السائب
والعبادلة، ومن النساء عائشة
وحفصة وام سلمة ولكن بعض
هولاء انما كمله بعده صلعم وعد
ابن ابي داود في كتاب الشريعة من
المهاجرين ايضا تميم بن اوس الداري
وعقبه بن عامر ومن الانصار عبادة
بن الصامت وابا حليمة معاذا
ومجمع بن حارثة وفضالة بن عبيد
ومسلمة بن مخلد وممن جمعه ايضا ابو موسى
الاشعري فيما ذكره الداني وعمرو ابن العاص

بھی قران کو ترتیب نزول کے مطابق جمع
گیا تھا - اور ابن عمر سے نسائی نے بسند
صحیح نقل کیا ہے کہ اوہنون نے بہی
قرآن جمع کیا تھا - اور ہر شب اوس کو
(نماز مین) پڑہا کرتے - ابو عبید
نے قران کے قاریون مین مہاجرین
سے چارون خلفاء - طلحہ - سعد -
ابن مسعود - حذیفہ - سالم - ابوہریرہ
عبداللہ بن السائب اور چارون
عبداللہ اور مستورات سے حضرت
عائشہ و ام سلمہ کو شمار کیا ہے - لیکن
ان مین بعض نے آنحضرت صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے بعد اوس کو پورا
کیا تھا - ابن ابی داود نے کتاب
الشریعہ مین مہاجرین سے تمیم داری
وعقبہ بن عامر کو بھی شمار کیا ہے
اور انصار سے عبادہ بن صامت
و ابو حلیمہ معاذ - مجمع بن حارثہ و
فضالہ بن عبید و مسلمہ بن مخلد
کو بھی شمار کیا ہے - ابو موسی اور
عمرو بن عاص وسعد بن عبادہ وغیرہ

وسعد بن عبادة و بالجملة فيتعذر ضبطهم علی ما لا يخفى - (قسطلانی ص۵۱۱)

وغیرہ نے جن سب کا شمار مشکل ہے جامع قران تھے"

صحیح بخاری مین حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

عن انس ان رعلا و ذكوان وعصية وبنی لحيان استمدوا رسول الله صلى الله عليه وسلم على عدوه فامدهم بسبعين من الانصار كنا نسميهم القراء فی زمانهم (بخاری ص۵۸۶)

ستر قاریون (یعنے قران کے حافظون) کو بنی لحیان وغیرہ کی مدد کے لئے اُنکے ساتھ بھیجا جن کے ساتھہ اونہون نے غدر کیا۔

صحیح بخاری وغیرہ مین زید بن ثابت سے روایت ہے کہ عہد صدیقی مین یمامہ کی لڑائی مین لوگ کثرت سے مقتول

ان زید بن ثابت قال ارسل الی ابو بكر مقتل اهل اليمامة فاذا عمر بن الخطاب عنده قال ابو بكر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر يوم اليمامة بقراء القران وانی اخشى ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فيذهب كثير من القران وانی اری ان تامر بجمع القران × × × قال زيد قال ابو بكر انك رجل شاب عاقل لا نتهمك وقد كنت تكتب الوحی لرسول الله صلى الله عليه وسلم فتتبع القران فاجمعه × × ×

ہوے تو حضرت عمرؓ کو یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا اس قتل مین قران کے قاری یعنے حافظ بھی شامل ہو جاوین اور قران کا بہت سا حصہ جاتا رہے۔ تب اونہون نے حضرت صدیق اکبرؓ سے (جو خلیفہ وقت تھے) درخواست کی کہ وہ سبھی قران کو جو لوگون کے پاس متفرق مکتوب (لکھا ہوا) یا محفوظ (زبانی یاد) ہے ایک جگہہ لکھوا دین۔

اونہون نے اس کام پر زید بن ثابت کو مامور کیا۔ زید نے شانہ کی ہڈیون پتھرون اور کھجور کی شاخ کے چھلکون پر سے اور

فتتبعت القران اجمعه من العسب و اللخاف وصدور الرجال حتی وجدت آخر سورة التوبة مع ابی خزیمة الانصاری لم اجدها مع احد غیرہ - لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حتی خاتمة براءۃ فکانت الصحف عند ابی بکر حتی توفاه الله ثم عند عمر حیاته ثم عند حفصه بنت عمر (بخاری ص ۷۴۶)

حافظون کے سینون سے قران کو اخذ کرکے ایک جگہ جمع کر دیا - اون کے لکھے ہوئے صحیفے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین آپ کے پاس رہے - آپ کے بعد (خلافت عمری مین) حضرت عمر کے پاس - آپ کے بعد حضرت حفصہ بنت عمر کے پاس"

انحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد سعادت مہد مین بہی قرآن سب کا سب لکہا گیا تھا - پر وہ ایک مصحف مین موجودہ ترتیب سے مرتب

بنہ وانما ترک النبی صلی الله علیه وسلم جمعه فی مصحف واحد لان النسخ کان یرد علی بعضه فلو جمعه ثم رفعت تلاوة بعضه لادی الی الاختلاف والاختلاط فحفظ الله تعالی فی القلوب الی انقضاء زمن النسخ فکان التالیف فی الزمن النبوی والجمع فی الصحف فی زمن الصدیق والنسخ فی المصاحف فی زمن عثمان وقد کان القران کله مکتوبا فی عهده صلی الله علیه وسلم لکنه غیر مجموع فی موضع واحد ولا مرتب السور (قسطلانی ص ۴۹۷)

قال السفاقسی فکان جمع ابی بکر خوف ذهاب شیء من القران بذهاب حملته اذ انه لم یکن مجموعا فی موضع واحد وجمع عثمان لما کثر الاختلاف فی وجوه قرائته حین قرؤا بلغاتهم حتی ادی ذلک الی تخطئة بعضهم بعضا فنسخ تلک الصحف فی

نہ تھا اوس کی سبھی سورتین متفرق اوراق اور ٹکڑون پر لکھی ہوئی تھین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سورتون کو ایک جگہ اور خاص ترتیب سے اسلئے مرتب نہ کیا تہا کہ آپ کو وحی کا انتظار تھا جس مین نسخ آیات کا بھی احتمال تھا -

عہد صدیقی مین ان سب سورتون کو یکجا کیا گیا - تو لغتون زبان اور محاورات مختلف

مصحف واحد مقتصرا من اللغات علی لغۃ قریش اذ هی ارجحها - (قسطلانی ص ۵۰ ج ۷)

نقل السیوطی ان کتابۃ القران لیست بمحدثۃ فانہ صلعم کان یامر بکتابتہ ولکنہ کان مفرقا فی الرقاع وغیرها وانما امر الصدیق بنسخها من مکان الی مکان مجتمعا وکان ذلک بمنزلۃ اوراق وجدت فی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیها القران فجمعها جامع وربطها بخیط حتی لا یضیع منها شی (لمعات شرح مشکوہ)

نیز ان ابن عباس حدثہ عن رسول اللہ صلعم قال اقرأنی جبریل علی حرف فراجعتہ فلم ازل استزیدہ ویزید نی حتی انتهی الی سبعۃ احرف (بخاری ص ۷۴۶)

عن ابی بن کعب قال لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبریل فقال یا جبریل انی بعثت الی امۃ امیین منهم العجوز والشیخ الکبیر والغلام والجاریۃ والرجل الذی لم یقرء کتابا قط قال یا محمد ان القران انزل علی سبعۃ احرف (جامع ترمذی صفحہ ۱۳۶)

اقوام عرب کو جنمین بعض الفاظ و آیات کو وہ اقوام عرب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اجازت سے پڑھتے تھے لیا گیا تھا۔ خاص قریش کی زبان و محاورات کو جنمین پہلے قران نازل ہوا تھا اور آخر اسی کا تقرر حضرت کے فعل اخیر سے ہو گیا تھا مخصوص بہ کتابت نہ کیا تھا۔

حضرت عثمان کے عہد خلافت مین ان الفاظ و آیات کے ان مختلف زبانون و محاورات مین

وقیل سبع اللغات لسبع قبایل من العرب متفرقة فی القران فبعضه بلغة تمیم و بعضه بلغة ازد و ربیعة و بعضه بلغة هوازن و کذلك سائر اللغات و معانیها واحدة –

قسطلانی ص ۵۰۲ ج ۷)

وقال ابن الجزری تتبعت القرآن صحیحها و شاذها و ضعیفها و منکرها فاذا هی ترجع الی سبعة اوجه من الاختلاف لا تخرج عن ذلك و ذلك اما فی الحرکات بلا تغیر فی المعنی و الصورة نحو البخل و یحسب بوجهین ام بتغیر فی المعنی فقط نحو فتلقی ادم من ربه کلمات و ادکر بعد امة و اما فی الحروف بتغیر المعنی لا الصورة نحو تبلو و تتلو و ننجیك ببدنك و ننحیك ببدنك او عکس ذلك نحو بسطة و بصطة او بتغیرهما نحو اشد منکم و منهم و یأتل و یتال و فامضوا الی ذکر الله و اما فی التقدیم و التاخیر نحو فیقتلون و یقتلون و جاءت سکرة الحق بالموت او فی الزیادة و النقصان نحو اوصی و وصی و الذکر و الانثی ص ۲۲ ج ۱ (قسطلانی)

ان حذیفة بن الیمان قدم علی عثمان و کان یغازی اهل الشام فی فتح ارمینیة و اذربیجان مع اهل العراق فافزع حذیفة

پڑھے جانے کے سبب مسلمانون مین اختلاف واقع ہوا اور ایک نے دوسرے کو
اپنے محاورہ کی مخالفت کے سبب جھوٹا کہنا شروع کیا تو حضرت عثمان نے صرف
ایک زبان ومحاورہ قریش پر (جس مین پہلے نزول قران ہوا تھا اور اُسی پر آخر
استقرار رہوا) سبھی مسلمانون کو متفق کرنا اور دوسرے محاورات کی استعمال کو

اختلافهم فی القرآة فقال حذیفة لعثمن یا امیر المومنین ادرك
هذه الامة قبل ان یختلفوا فی الکتاب اختلاف الیهود والنصاری
فارسل عثمان الی حفصة ان ارسلی الینا بالصحف ننسخها فی المصاحف
ثم نردها الیك فارسلت الی عثمان فامر زید بن ثابت وعبد الله ابن الزبیر
وسعید بن العاص وعبد الرحمن بن الحارث بن هشام فنسخوها
فی المصاحف وقال عثمان للرهط القرشیین الثلثة اذا اختلفتم انتم
وزید بن ثابت فی شیء من القرآن فاکتبوه بلسان قریش فانما نزل بلسانهم ففعلوا حتی اذا نسخوا الصحف
فی المصاحف رد عثمن الصحف الی حفصة وارسل الی کل افق بمصحف مما نسخوا وامر بما سواه
من القران فی کل صحیفة او مصحف ان یحرق قال ابن شهاب واخبرنی خارجة بن
زید بن ثابت سمع زید بن ثابت قال فقدت اٰیة من الاحزاب
حین نسخنا المصحف قد کنت اسمع رسول الله صلی الله علیه
واله وسلم یقراها فالتمسناها فوجدناها مع خزیمة بن ثابت
الانصاری من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه
فالحقناها فی سورتها فی المصحف (بخاری ص ۷۴۶)

⁂ واختلف هل کانت العرضة الاخیرة بجمیع الاحرف السبعة او بحرف
واحد منها وعلی الثانی فهل هو الحرف الذی جمع علیه عثمان الناس

بخوف اختلاف موقوف کرنا چاہا۔ تو اُنہی صحیفوں کو حضرت حفصہ کے پاس سے منگوا لیا اور قران کے حافظوں اور ماہروں سے چار شخصوں کو جن مین بعض نزول قران کے وقت آنحضرت صلعم کے کاتب قران تھے حکم دیا کہ جن الفاظ و آیات کے محاورہ عربی مین اختلاف واقع ہو اون کو قریش کی زبان لکھو۔ اونہوں نے ہر ایک آیت پر تحریری شہادتوں کے علاوہ متعدد لوگوں کی زبانی اور یادداشت

اوغیرہ فعند احمد وغیرہ من طریق عبیدۃ السلمانی ان الذی جمع علیہ عثمان الناس موافق للعرضۃ الاخیرۃ ونحوہ عند الحاکم من حدیث سمرۃ واسنادہ حسن وقد صححہ ھو" (قسطلانی ص ۵۰۸ ج ۷)

* وعن ابی العالیۃ عن ابی بن کعب عند عبد اللہ ابن الامام احمد انہم جمعوا القران فی المصاحف فی خلافۃ ابی بکر وکان رجال یکتبون

ویملی علیہم ابی بن کعب فلما انتہوا الی ھذہ الایۃ ثم انصرفوا صرف اللہ قلوبہم بانہم قوم لا یفقہون وظنوا ان ھذا اخر ما نزل من القران فقال لھم ابی بن کعب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقرانی بعدھا آیتین لقد جاءکم رسول من انفسکم الی وھو رب العرش العظیم وعند احمد قال اتی الحارث بن خزیمۃ بھاتین الآیتین لقد جاءکم رسول الی عمر بن الخطاب فقال من معک علی ھذا قال لا ادری واللہ انی اشھد لسمعتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووعیتہا وحفظتہا فقال عمر وانا اشھد لسمعتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (قسطلانی ص ۱۸۳ ج ۷)

کی شہادتین بھی لین اور اتفاق شہادت سے قریش کی زبان مین قران کے چند نسخے لکھے جو مختلف آفاق مین بھیجے گئے۔

وعند ابی داود ان عمر رضی اللہ تعالی عنہ قام فقال من کان تلقی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیئاً من القران فلیات بہ وکانوا یکتبون ذلک فی المصحف والالواح والعسب قال وکان لا یقبل من احد شیئاً حتی یشہد شاھدان وھذا یدل علی ان زیداً کان لا یکتفی بمجرد وجدانہ مکتوبا حتی یشہد بہ من تلقاہ سماعاً مع کون زید کان یحفظہ فکان یفعل ذلک مبالغۃ فی الاحتیاط ولابی داود ایضاً من طریق ھشام بن عروۃ عن ابیہ ان ابا بکر قال لعمر و لزید اقعدا علی باب المسجد فمن جاء کما بشاھدین علی شیء من کتاب اللہ فاکتباہ ورجالہ ثقات مع انقطاعہ ولعل المراد بالشاھدین الحفظ والکتاب او المراد انہما یشہدان ان ذلک المکتوب کتب بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او انہما یشہدان ان ذلک من الوجوہ التی نزل بہا القران وکان غرضہم ان لا یکتب الا من عین ما کتب بین یدیہ صلی اللہ علیہ وسلم لا من مجرد اللفظ والمراد بصدور الرجال الذین جمعوا القران وحفظوہ فی صدورھم کاملاً فی حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم کابی بن کعب ومعاذ بن جبل (قسطلانی ص ۹۹)

* وکانت خمسۃ علی المشہور فارسل اربعۃ وامسک واحداً۔ قال الدانی فی المقنع اکثر العلماء علی انہا اربعۃ۔ ارسل واحداً

ان دونون موقعون کتابت قران پر ایک ایک آیت بجز ایک ایک شخص کی کسی کے لکھی ہوئی نہ پائی گئی - ان آیتون کو زبانی متعدد شہادتون سے تصدیق کر کے درج قران کیا گیا -

یہ پہلے زمانہ کے حفظ وکتابت کا حال ہے - اسکے بعد ہر زمانہ مین ہزارون نسخے قران کے لکھے گئے - اور لاکھون نے قران کو سینہ بسینہ حفظ کر لیا -

اس اہتمام وانتظام کے ساتھ اس قران مین تلف وتغیر اور کسی دوست یا دشمن کی مداخلت کا کیا امکان اور احتمال تھا - یا اب ہے یا آیندہ ہوسکتا ہے - ؟

قران کی حفظ وکتابت مین اس اہتمام وانتظام کے پائے جانے اور توریت وغیرہ کے حفظ وکتابت مین اسکے فوت ہونے کی وجہ ایک قدرتی ہے - جسکو قران مجید اور موجودہ توریت نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ قران کی حفاظت کو خدا تعالے نے اپنے ذمہ لے لیا تھا اسلئے وہ اب تک ہوئی اور آیندہ بھی جب تک دنیا ہے ہوتی رہے گی - اور توریت کی حفاظت اہل توریت کے سپرد ہوئی تھی وہ اسوقت تک ہوئی جب تک اہل توریت مین استقامت اور صلاحیت رہی - جب اہل استقامت دنیا سے اٹھ گئے اور اون کی جگہ ناخلف پیدا ہوئے تو وہ حفاظت بھی جاتی رہی +

للكوفة واخر للبصرة واخر للشام وترك واحدا عنده وقال ابوحاتم فيما روى عنه ابن ابي داؤد كتب سبعة مصاحف الى مكة والشام واليمن والبحرين والبصرة والكوفة وحبس بالمدينة واحدا (قسطلانی صد ۵۰۱) (دیکھو بخاری صد ۷۴۶ جلد ۲ جسکی ایک حدیث حاشیہ صد ۱۲۹ پر منقول ہی)

قران مین ارشاد ہے کہ یہ ذکر (یعنے قران) ہمنے اوتارا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہین ۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون (الحجر ع ۱)

اور توریت کے حق مین فرمایا ہے ہمنے توریت آتاری ہے جس مین ہدایت اور نور ہے ۔ اوس پر انبیا اور ربانی علما حکم کرتے رہے اسلئے کہ وہ اوس کے محافظ بنائے گئے اور وہ اوس پر گواہ تھے ''

انا انزلنا التوراة فیها هدی و نور یحکم بها النبیون الذین اسلموا ۔ والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب الله وکانوا علیه شهداء (مائده ع ۷)

توریت کی کتاب استثنار کے باب ۴ مین ہے ۔ ۲ ۔ تم اس کلام مین جو مین تمہین فرماتا ہون کچھ زیادہ نہ کیجیو اور نہ اوس مین کم کیجیو ۔ تاکہ تم خداوند اپنے خدا کے حکمون کو جو مینے تم تک پہونچاے ۔ حفظ کرو ''

اور باب ۱۲ مین ہے ۔ ۳۲ ۔ ہر ایک بات پر جسکا حکم مین تمہین دیتا ہون دہیان رکھکے عمل کیجیو تو اوس سے زیادہ نہ کرنا اور نہ اوس سے کم کرنا ''

ایسا ہی انجیل کے حق مین مکاشفات باب ۲۲ مین کہا گیا ہے ۔ ۱۸ ۔ کیونکہ مین ہر ایک شخص کے لئے جو اس کتاب کی نبوت کی باتین سُنتا ہے یہ گواہی دیتا ہون کہ اگر کوئی ان باتون مین بڑہاوے تو خدا اُن آفتون کو جو اس کتاب مین لکھی ہین اوس پر بڑہاویگا ۔ ۱۹ ۔ اور اگر کوئی اس نبوت کی کتاب کی باتون مین سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اس کا حصہ کتاب حیات سے اور شہر مقدس سے اور ان باتون سے جو اس کتاب مین لکھی ہین نکال ڈالیگا ''

اس قدرتی وجہ کی اگر کوئی وجہ پوچھے اور یہ سوال کرے کہ یہ سب کتابین خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھین تو خدا نے ان سب کی حفاظت کیون نہ کی ۔ صرف قران کی حفاظت اپنے ذمہ کیون لی ۔ اور حفاظت توریت اور ان کے سپرد کیون

کی تو یہ سوال لایق جواب نہین ہے - اور اس کا جواب ہمارے ذمہ نہین ہے -
جو اس سوال کو صحیح سمجھے وہ پہلے اور قدرتی امور کے متعلق اس قسم کے سوالات ذیل کا
جواب دے -

(۱) چاند و سورج دونون خدا کی مخلوق ہین تو خدا نے سورج کو کیون بڑا بنایا - اور
منور بالذات کیا - اور چاند کو کیون چھوٹا بنایا اور روشنی مین سورج کا محتاج کیا -

(۲) نبی بھی خدا کی طرف سے ہین تو خدا نے بعض انبیا کو بعض پر فضیلت کیون
دی - جس سے کوئی فرقہ (یہودی عیسائی و مسلمان) انکار نہین کرتا -

(۳) بعض نبیون کو عمر کیون زیادہ دی اور اون کی امت بڑہا دی اور بعض نبیون کی
عمر اور امت کم کی اور بعض کی پیروی کسی سے نہ کرائی - بلکہ امت کے ہاتھ سے
اون کی جان لی - اور اون کی حفاظت نہ کی اس سے بھی کسیکو انکار کی گنجایش نہین ہے

(۴) مسیح کو خدا [illegible] سے بچایا اور بیت
المقدس کو دو دفعہ کفار کے ہاتھ سے کیون خراب ہونے دیا - اس سے بھی کوئی انکار نہین کرسکتا -
ان سوالات کا جواب کوئی نہ دیسکے تو اس سوال کا جواب بھی ہمارے ذمہ نہ سمجھین -

ومعہذا ہم اس وجہ کی وجہ اس قدر بیان کرسکتے ہین کہ چونکہ قران مجید و فرقان حمید
آخری فرمان خداوندی تھا اور اسکی تعمیل کا زمانہ بھی اخیر دنیا تک قرار دیا گیا تھا
اور اس فرمان کے لانے والے نبی آخر الزمان تھے جن کے بعد کوئی نبی ہونا تھا جو
درصورت وقوع تحریف و تبدیل اسکی اصلاح و تکمیل کرتا اسلئے خدا نے اس
فرمان کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی - اور توریت و انجیل کے بعد چونکہ **قران مجید**
نازل ہونا تھا اور اس سے اس فساد کا تدارک جو عدم حفاظت توریت و انجیل کے
سبب وقوع مین آیا ممکن تھا اور حضرت موسی و عیسی علیہما السلام کے بعد آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا آنا بھی علم الہی مین مقرر تھا جنکی ہدایت و تبلیغ سے صلاح کا

کام اہتمام کو پہنچا تھا - اسوجہ سے خدا تعالیٰ نے قران کی حفاظت کو اپنے ذمہ لیا اور توریت وانجیل کی حفاظت کو اہل توریت وانجیل کے سپرد کیا -
اسی حکمت مخفی کے مطابق معاملہ ظہور مین آیا - توریت وانجیل کو یہود ونصاریٰ نے بدلا اور اصل دین موسوی وعیسوی کو بگاڑا تو نبی آخر الزمان کا ظہور ہوا*

* حضرت موسیٰ کے بعد حضرت عیسیٰ کا آنا اور اولڈ ٹسٹمینٹ (عہد قدیم) کے ہوتے نیو ٹسٹمینٹ (عہد جدید) لانا ہمارے بیان (وجہ الوجہ) کا موید ہے - توریت کی حفاظت خدا تعالیٰ اپنے ذمہ لیتا اور اوس کتاب اور دین موسوی مین تغیر وتبدل کا دخل نہوتا تو حضرت مسیح انجیل کیون لاتے اور تکمیل توریت کا دعویٰ کیون کرتے حضرت مسیح اور انجیل کو خدا نے تب ہی بھیجا جبکہ دین موسوی کا بگاڑ ہوا*۔ اور توریت مین نقصان وتغیر واقع ہوا اوسی ضرورت واصول کے مطابق خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قران کو بھیجا جبکہ انجیل اور دین عیسوی مین بگاڑ اور نقصان وتغیر واقع ہوا - چنانچہ گاڈفری ہگنس کی کتاب اپالوجی کے ترجمہ حمایت الاسلام کے صفحہ ۹۳ مین ہے "ضرورت ایک شخص کی ان خرابیون کی تصحیح وترمیم کے لئے جو دین عیسوی مین ہوگئی تھین اور جن سے دنیا مین خون کا ابلا آگیا تھا بخوبی ظاہر ہے" اور اوس کے ص ۹۴ مین ہے - "اس سے انکار نہین ہوسکتا اور نہ کیا جائیگا کہ دنیا کے معاملات کو ایک نہایت عجیب طور پر عیسیٰ کے مذہب محرف کے لئے ایک مصلح کی حاجت تھی - گاڈفری ہگنس نے اپنی کتاب مین یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسلام نے عیسائی مذہب کی خوب اصلاح کی ہے - بلکہ اسلام بعینہ اصلاح یافتہ عیسائیت ہے کما هیا ہی اور محققین اہل یورپ کا خیال ہے

* دیکھو صفحہ (۱۱۵ و ۱۲۱ و ۱۴۳) رسالہ نمبر (۴)

امر قرآن سے نزول اجلال فرمایا۔ جس سے اس فساد کا تدارک ہوا اور نقصان عمل میں آیا۔

اس وجہ الوجہ کو کوئی صاحب کافی نہ سمجھیں تو ہم پھر وہی جواب دینگے کہ اس سوال کا جواب ہمارے ذمہ نہیں ہے۔ یہ خداوند تعالی یا قدرت سے سوال کرنا چاہیئے۔ سائل مسلمان ہے تو وجہ مذکور کو قرآن میں دیکھ لے اور اس وجہ کی وجہ خدا سے پوچھے اور اگر وہ عیسائی ہے تو یہ وجہ توریت کی کتاب استثنا اور مکاشفات یوحنا میں ملاحظہ کرکے اپنے خداوند سے سوال کرے کہ او باپ! تو نے توریت وانجیل کو ہمارے سپرد کیوں کیا تھا ان کی حفاظت کو اپنے ذمہ کیوں نہ لیا جیسے کہ مسلمانوں کے

ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو مطبوعہ لنڈن واقعہ اکتوبر ۱۸۸۶ء میں ایک مضمون بعنوان [illegible] اسلام [illegible] مضمون [illegible] کہ [illegible] ابتک مروج ہوگا اسمیں بڑی زور شور سے ثابت کیا گیا ہے کہ عیسائی مذہب باطل پرستشوں اور توہمات کی آمیزش سے ایسا ذلیل توہم ہوگیا تھا کہ اگر اُسکا بانی (حضرت مسیح علیہ السلام) اوسکو دیکھتا تو پہچان نہ سکتا۔ اسلام اصلاح یافتہ عیسایت کی شکل میں آیا تھا جس نے اس زمانہ کی کل مہذب کریچن دنیا اور کل عیسائی ایشیا اور افریقہ کو نگل لیا اور اپنے میں جذب کرلیا اور وہ خراب شدہ مذہب جسکو غلطی سے عیسایت کہا جاتا تھا صرف یوروپ کے وحشیون کے پاس رہگیا تھا۔"

آنحضرت صلعم کے بعد بھی اگر کسی اور نبی کا آنا خدا کے علم میں مقرر ہوتا تو قرآن میں بھی نقصان وتغیر واقعہ ہوتا اور اسکی اصلاح کے لئے اسی اصول کے مطابق کوئی نبی مبعوث ہوتا مگر چونکہ یہ کتاب آخری کتاب تھی اور یہ نبی بھی آخری تھے لہذا خدا نے اُس اصول و روش قدیم کو بدلدیا اور قرآن کی حفاظت کو اپنے ذمہ لیلیا اور چہ اگر کہا یا۔"

خداوند عالم نے قرآن کی حفاظت کو اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ اور اُسے پورا کر کے دکھایا۔

قران مجید کی جمع وتالیف کے حالات کو عیسائیون نے حسب عادت قدیم بگاڑ کر نقل کیا ہے اور اس سے برے نتایج نکالے ہین ان نتایج کا بیان وجواب اس مضمون کے خاتمہ پر ہوگا انشاء اللہ تعالی۔

اسمقام مین جو حال ہمنے بیان کیا ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ قران مجید کی ابتدائی حالت ضبط وکتابت ایسی خوفناک نہ تھی جس سے قران مین تلف وتغیر کا وقوع یا امکان ہوتا۔ جیسا کہ کتابت توریت کی ابتدای نازک حالت کے سبب اسمین تغیر واقع ہوا۔

منقولہ بالا عبارات اہل اسلام مین جن کی تائید وتصدیق کے لئے کتب سابقہ اور اہل کتاب کی عبارات منقول [illegible] تحریفات لفظی [illegible] کی مثالون کا ذکر وبیان ہوا ہے۔

اَب ہم تحریفات لفظی انجیل کی مثالین بیان کرتے ہین۔

بحث تحریف لفظی انجیل

حافظ ابن حزم کی کلام مین جو حافظ ابن حجر کی عبارت فتح الباری مین منقول ہوا ہے تحریف لفظی انجیل کی صرف ایک یہ مثال بیان ہوی ہے کہ انجیل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا وصف وحال مذکور تھا اہلکتاب نے اسکو نکالدیا ہی اور اس دعوی کے ثبوت مین انہون نے وہ قول خداوندی پیش

ذلک مثلہم فی التوراۃ ومثلہم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستوی علی سوقہ (الفتح ع۴)

جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب کو ایک کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہی جس کا پٹھا پتلا سا نکلتا ہے پہر وہ مضبوط ہوکر موٹا اور اپنی ٹال پر کھڑا ہو جاتا ہے -

اِس دعوی کی اِس جز کا ثبوت کہ انجیل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ذکر تھا قران کی بہت سی آیات مین پایا جاتا ہے ازانجملہ ایک وہ آیت ہے جس مین ارشاد ہے کہ وہ جو رسول اُمّی کے پیروی کرتے ہین جسکو وہ توریت* و انجیل مین اپنے پاس لکھا ہوا پاتے ہین -

الذین یتبعون الرسول النبي الامي الذي یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل -

(اعراف ۱۹۶)

وازانجملہ یہ آیت ہے جس مین ارشاد ہے کہ (حضرت) عیسی نے بنی اسرائیل کو کہا کہ مین خدا کا رسول ہوکر تمہاری طرف آیا ہون سکتاب توریت کی جو میرے آگے ہے تصدیق کرتا ہوا اور ایک رسول کی جو میرے پیچھے آئیگا جسکا نام احمد ہوگا خوشخبری سناتا ہوا -

واذ قال عیسی ابن مریم یابنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوریۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (الصف ع ۱)

ان آیات مین صاف تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام انجیل مین لکھا ہوا تھا - اور یہ ظاہر ہے کہ موجودہ انجیلون مین جنکو عیسائی انجیل کہتے ہین اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام و نشان نہین ہے - اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے جو مسلمانون مین یقین کے ساتھ تسلیم کیا جاتا ہے اور کہا جائیگا کہ ان انجیلون مین لفظی تحریف ہوئی ہے - اور انمین سے آنحضرت صلعم کا ذکر نکالا گیا ہے -

مگر جن مسلمانون کا اسلام آب یورپین ہو رہا ہے وہ صرف ان آیات کی بنا پر کو

* توریت کی کتاب (استثنا وغیرہ) مین آنحضرت کی بشارت موجود ہے - دیکھو صفحہ (۱۸۸) رسالہ انبیا

کافی نہ سمجھین گے۔ جبتک کہ ان آیات کی تائید مین یوروپین مصنفون کے اقوال نہ سنین گے۔ ان کے افہام (سمجھانے) یا افحام (چپ کرانے) کی غرض سے ہم بیان قرآن کی تائید مین یوروپین نقول و اقوال پیش کرتے ہین۔

پس واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت و بشارت جنکا آیات مذکورہ بالا مین ذکر ہے۔ انجیل یوحنا کے باب ۱۴۔ آیت ۱۶ و باب ۱۵۔ آیت ۲۶ و باب ۱۶۔ آیت ۷ مین اس پیرایہ مین وارد تھی کہ مسیح نے فرمایا "مین جاؤن گا تو تمہارے پاس فارقلیط آئیگا"

فارقلیط عبرانی یا سریانی یا خالدیہ زبان کا لفظ ہے جسکے معنے ستودہ کے ہین جو ٹھیک احمد یا محمد کے وصفی معنے کا ترجمہ ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے اس پیشین گوئی مین یہی لفظ فارقلیط فرمایا تھا۔ یوحنا نے آپ کے کلمات کو [illegible] لکھا تو اس لفظ (فارقلیط) کا ترجمہ پیریکلایط یا پیریکلیط Periclyte. یا پیراکلیوط ہے جس کے معنے وہی ستودہ یا احمد کے ہین ٭ کیا مگر عیسائیون نے اسمین دونون تحریفون (لفظی اور معنوی) سے کام لیا۔

اس لفظ پیریکلایط یا پیریکلیوط کو بھی بدل دیا۔ اور اس کی جگہ لفظ پیراکلیط Paraclete. لکھا۔ جو تسلی دہندہ کے معنی ہین اور اسکے معنے مین بھی تصرف کیا کہ اوس سے کوئی شخص ہو و مخصوص مراد نہین بلکہ روح حق و روح القدس مراد ہے (جو ہر شخص سے جسکو عیسائی انتخاب کرین متعلق ہو سکتی ہے) بنا برعلیہ انہون نے انجیل یوحنا کے باب ۱۴ و ۱۵ مین تسلی دینے والے کی تفسیر مین لفظ "یعنے روح حق" ملا دیا۔

مسلمان اس لفظ پیریکلیط مین لفظی و معنوی تحریف واقع ہونے پر شہادت قرآن

٭
نوٹ
لائق توجہ ناظرین انگریزی خوان
سیل صاحب کی ترجمۂ قرآن مین اس لفظ کا بجا وہی لکھا ہے جو ہمنے انگریزی مین لکھدیا ہے اور اسکا تلفظ معلوم نہین ہے وہ لوگ پیریکلیط سو کرتی یا پیریکلایطا کر اسوجہ سے ہمنے انہی دونون مین تردد کیا ہے بہتر لفظ پیریکلیوٹ کا ڈ فری بگنیس کی کتاب ترجمۂ اسلام مین ہے انکی اصل کتاب انگریزی ہمنے نہین دیکھی تاکہ اسمین اسکا ہجا دیکھکر اوسکی تصحیح کیجاتی۔
ان الفاظ اور اس قسم کے دوسرے انگریزی و یونانی الفاظ کی (جو اس مضمون مین کتب اور انکے مولفین کے حقیقی استعمال کئے گئے ہین) صحیح تلفظ کا ہم ذمہ دار نہین ہو سکتے کیونکہ وہ ہماری زبان کے الفاظ نہین ہم کیا وہ لوگ خود ذمہ دار نہین ہو سکتے اور تلفظ کا کوئی ایک قانون نہین بتا سکتے کہین کچھ لکھتے ہین کہین کچھ ہجا اور تلفظ اور
ایڈیٹر

یقین رکھتے ہین پر وہ عیسائیون کے قایل یا ساکت کرنے کے لئے ان وجوہ تحریفون کے ثبوت مین یہ دلیل پیش کرتے ہین کہ مقدس برنباس کی انجیل مین اس موقعہ پر لفظ پریکلیط یا پریکلیو موجود ہی جو فارقلیط کا ٹھیک ترجمہ ہے۔

اور خاصکر معنوی کے ثبوت مین یہ دلیل پیش کرتے ہین کہ اگر لفظ پراکلیط ہی کو اصلی فرض کرلیا جاوے اور اُس کے معنی بھی تسلی دینے والے کے مسلم ہون توبھی اُس سے روح القدس مراد نہین ہوسکتی کیونکہ اس لفظ کے مصداق کی نسبت مسیح نے فرمایا کہ مین جاؤن گا تو وہ آئیگا جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایسی چیز ہے جو مسیح کے وقت مین موجود نہ تھی اور روح القدس مسیح کیوقت مین موجود بلکہ اون کے ساتھ رہتی تھی۔ اور مسیح کے آسمان پر جانے سے پہلے حواریون کو بھی مل چکی تھی۔ چنانچہ متی باب ۳۔ آیت ۱۱ مین ہے وہ (عیسی مسیح) تمہین روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا اور آیت ۱۶ مین ہے اور یسوع بپتسمہ پاکے ذہین پانی سے نکلے اوپر آیا دیکھو کہ اوس کے لئے آسمان کھل گیا۔ اور اوس نے خدا کی روح کو کبوتر کی مانند اترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا۔ اور یوحنا ۲۰ مین ہے ۲۱۔ اور یسوع نے پھر اونہین کہا تمپر سلام جسطرح باپ نے مجھے بھیجا ہے مین بھی اُسی طرح تمہین بھیجتا۔ ۲۲۔ اوسنے یہ کہکر اونپر پھونکا اور کہا کہ تم روح قدس لیؤ"۔ پھر اس روح قدس کی نسبت مسیح کا وہ قول کہ مین جاؤن گا تو وہ آئیگا۔ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ مسلمان اس سے یہ بھی نتیجہ نکالتے ہین کہ اس تسلی دینے والے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی مراد ہوسکتے ہین اور یہی اسکے مصداق ہین۔

عیسائی دلیل اوّل کے جواب مین یہ کہتے ہین کہ انجیل برنباس جعلی ہے

کسی نے عیسوی سے پہرے ہوئے نے تصنیف کی ہے - یہ سینٹ برنباس کی تصنیف نہین ہے - بعض جو کسی قدر انصاف کے مدعی ہین یہ کہتے ہین کہ یہ انجیل سب کی سب جعلی نہین ہے خاص اس لفظ متنازعہ فیہ مین جعل ہوا ہے سو یہی مسلمانون نے کیا ہے -

اور دلیل دوم کے جواب مین وہ کچھ نہین کہتے - اور نہ کچھ کہہ سکتے ہین لہذا اس دلیل کے متعلق مسلمانون کو اور کچھ کہنے کی ضرورت نہین ہے -

مسلمان دلیل اوّل کے جواب الجواب مین کل کتاب کے جعلی ہونیکی نسبت یہ کہتے ہین کہ دین مسیحی کے قدیم مُصنّفون نے جو ایماندار تسلیم کئے گئے ہین اس کتاب کو صحیح و اصلی تسلیم کیا ہے اور اُس کا دوسری زبانون مین ترجمہ کیا ہے اور اُسکو خوب رواج دیا ہے - متاخرین (جارج سیل وغیرہ) نے جو پکے عیسائی تھے اس امر کا اقرار کیا ہے کہ یہ کتاب بہ تمامہ جعلی نہین ہے -

اور وہ (مسلمان) خاص لفظ متنازعہ فیہ کے جعلی ہونیکی نسبت یہ کہتے ہین کہ کتاب مغرب مین تمہارے کتب خانون کے صندوقون مین اور تمہاری مذہبی درس و تعلیم مین اور مسلمان بیچارے مشرق مین - نہ وہ تمہارے کتب خانون کے داروغہ بنے اور نہ مذہبی مدرس و معلم قرار پائے پھر اس کتاب کے سبھی نسخون کی تبدیل و تحریف پر کیونکر قادر ہو گئے -

مسلمان اسبات کی تائید مین نقارہ کی چوٹ کے ساتھ عیسائیون کو یہہ کہتے ہین کہ اگر کسی نسخہ مین جو ہمارے ہاتھ مین ہے ہمنے یہ تحریف کری ہے تو تم ہمکو کم سے کم ایک ہی ایسا قلمی نسخہ قدیم انجیل برنباس کا دکھاؤ جسمین یہ لفظ تمہارے مدعا کے مطابق لکھا ہوا موجود ہو -

عیسائی اسکا جواب کچھ نہین دے سکتے اور نہ کوئی نسخہ قدیم جسمین لفظ پیرکلیط

ہر قوم ہو دکھا سکتے ہین جس سے مسلمانون کا بول بالا اور اُن پر جعلسازی کی تہمت لگانیوالون کا مُنہ کالا ہوتا ہے ۔

انجیل برنباس اور اصل لفظ **متنازع فیہ** انجیل یوحنا کے متعلق ایک مشہور و معروف عالم یورپ **گاڈفری ہیگنس** صاحب نے دلچسپ بحث کی ہے ۔ جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انجیل برنباس جعلی نہین ہے ۔ اور نہ اسمین مسلمانون نے کچھ جعل کیا ہے اور انجیل یوحنا مین جس لفظ مسیح کا ترجمہ پیراکلیط سے کیا گیا ہے وہ لفظ فارقلیط تھا جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مراد ہو سکتے ہین ۔ اِس مقام مین اُنکی کلام کے چند **فقرات** نقل کرنے مناسب ہین جن سے ہمارے اِس مختصر بیان کی تفصیل و تائید ہوگی ۔ اور اون مسلمانون کے ایمان کو جو یورپین اقوال کی شہادت سے مطمئین ہوتے ہین ۔ تازگی اور ترقی حاصل ہوگی ۔ گو اِن فقرات کی نقل مین کسی قدر تطویل ہے ۔

گاڈفری ہیگنس کی کتاب کے ترجمہ حمایت الاسلام مین ہے :-

۱۵۷* - مسلمانون نے بیان کیا ہے اور اب بھی اُن کا یہی قول ہے کہ یہ شخص محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)* ہی تھے جنکی نسبت مسیح علیہ السلام نے پشین گوئی کی تھی جسطرح کیخسرو کی پشین گوئی اشعیا نے کی تھی کہ دونون کے نام لیدیئے گئے تھے اور مسلمان یہ بھی کہتے ہین کہ عیسی علیہ السلام نے جو آپ کا نام لیا تھا تو

---

* یہ نمبر اس کتاب کے فقرات کے ہین جو کتاب کے صفحہ (۱۸) سے شروع ہوتے ہین ۔

* لفظ رسول اللہ اور جملہ صلوتیہ ہمنے بپاس ادب و تعظیم رسول اللہ صلعم لگا دیا ہے اصل ترجمہ مین صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام "محمد" ہے (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)

نہ اُس لفظ سے جیسا کہ زبان یونانی اور ہماری تواریخ انجیلی مین ہے یعنی پیریکلیطاس بلکہ اِس لفظ سے پیریکلیوطاس جسکے معنے تشفی دہندہ کے نہین بلکہ محمود یا ممتاز کے ہین جو عربی مین لفظ محمد کے معنے ہین اور عیسائیون کی انجیل مین ابتدا مین منجملہ اُن دونون لفظون کے دوسرا ہی لفظ تھا مگر سچ چھپانے کے لئے اوسکو تحریف کر دیا گیا اور عیسائی اِس بات سے انکار نہین کر سکتے کہ اون کی کتب موجودہ حال مین تحریفین ہین یا اختلاف قرأت ہوا ہے اور وہ یہ بھی کہتے ہین کہ اِس عبارت کے چھپانے کے لئے تمام تحریرین دستی غارت کر دین گئین تحریرات دستی کے غارت ہو جانیکا انکار نہین ہو سکتا اور یہ وہ بات ہے جسکی نسبت جواب باصواب دینا مشکل ہے اور قدیمی کتابون کی نسبت تو یہ ہے کہ چھٹی صدی سے قبل کی ایک بھی موجود نہین ہے۔

۱۵۸ - اسکے جواب مین یہہ کہین گے کہ ٹرٹولین اور دوسرے قدیمی مصنفون کی عبارتون سے ثابت ہو سکتا ہے کہ انجیلی تواریخون کی قرأت صحیح قدیم زمانہ مین محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پیشتر ایسی ہی تھی جیسی اَب ہے اور اِسی لئے اون مین تحریف نہین ہوئی مگر اس صورت مین یہہ ثابت کرنا چاہیئے کہ ان قدیمی مصنفون کی تصنیفون مین تحریف نہین ہوئی جو کہ شاید ہوئی ہو کیونکہ جن لوگون نے انجیل کی تواریخون کی قدیمی تحریرات دستی کو غارت کیا ہے اونہون نے ایک وصلی کو از سر نو لکھنے مین کیا تامل کیا ہوگا جسپر ایک قدیمی مصنف کی تصنیف لکھی ہوئی تھے۔ اس امر کو اول درجہ کے حقانی عیسائیون نے تسلیم کیا ہے کہ اور اور مقصدون کے لئے اون مین تحریف ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ جو لوگ ایک صورت مین تحریف کرینگے وہ دوسری مین بھی کرینگے اور چونکہ لفظ مذکور عبرانی قرار دیا گیا ہے پس اگر غلط لکھا گیا ہو تو گمان غالب ہے کہ ابتدا

عیسائی مورخون نے جو دنیا مین سب سے بڑھکر جھوٹے ہین اپنے خاص مطلب کے لئے جھوٹ بولا ہو اور یہ گمان ضعیف ہے کہ یوحنا حواری عبرانی شخص نے کوئی غلطی کی ہو کیونکہ وہ عبری اور یونانی دونون زبانین سمجھتا تھا اور اگر بالفرض فصیلت کی بگڑی زبانون کی اوسکو نہ ملی ہو اور بہین وجہ لفظ یونانی کلیطاس کو بجای کلیوطاس کے غلطی سے کر دیا ہو تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یوحنا کی اصل متن مین تحریف ہوئی ہے۔

۱۵۹- مسلمان یہ بھی کہتے ہین کہ یہ مشہور بات ہے کہ بہت سے عیسائیون کو بموجب پیشین گوئی کے ایک شخص کا انتظار تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو بناوٹ رومی پادریون اور پروٹسٹنٹ نے قوانین مذہبی کی اوس عبارت پر کرلی وہ عام نہ تھی اسکی نظیر دوسری صدی مین مان ٹینی اس ہے جو ٹرٹولین کی بہ نسبت پہلے ہوا ہے اوس کو اوس کے پیرو شخص موعود سمجھتے تھے جس سے کہ اوسکے مخالفون کو موقعہ ملا کہ اوس کی نسبت ازراہ کینہ کے بے اصل بات مشتہر کر دین کہ وہ روح القدس ہونے کا دعویٰ باطل رکھتا ہے ایسے ہی اشخاص خصوصاً مان ٹینی اس کی بدولت انجیلی تواریخون مین جھوٹ ملایا گیا اور یہ ماجرا محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے زمانہ سے بہت پہلے ہوا جبکا اصلی تشفی دہندہ ہونا بوجہ آپ کی کامیابیون کے ثابت ہے اور نیز مان ٹینس کے زمانہ کے بعد مگر محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے زمانہ سے بہت پیشتر میتس کو بھی اوسکے پیروون نے شخص موعود قرار دیا اور مانشو بوسوبر نے ثابت کیا ہے کہ اوس کے پیرو بڑے عالم اور طاقتور فرقے تھے معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ اور سب کی بہ نسبت اُس زبان کو غالباً بہتر سمجھتے تھے جس مین عیسیٰ علیہ السلام نے پیشین گوئی کی تھی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بارہ زبانہ*

* اعمال باب ۲ مین آیت ۱ سے ۱۳ تک بیان ہے کہ حواریون کو آتشین زبانین دکھائی دین جس کے روح قدس سے بھر گئے اور غیر زبانین بولنے لگے۔

آتشین مین شخص معہود کو متمیز نکر سکے لیکن نتیجہ سے ثابت ہوا کہ مینس شخص موعود نہ تھا اور اوسکے پیرو غلطی پر تھے۔

۱۶۰ - یہ بھی اون کا بیان ہے کہ یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ عیسائی اگر مناسب سمجھتے تو قیمتی تحریرات دستی کو محفوظ رکھ سکتے تھے جیسا کہ بہت سے اولیا کی لاشون کو اوہنون نے باآسانی رکھا ہے مثلاً یوحنا اور مریم اور پطرس اور پولس وغیرہ کی لاشین جو اطالیہ مین ہر روز نظر آتی ہین۔

۱۶۱ - اہل اسلام جن کی سماعت اس معاملہ مین ضرور ہونی چاہئے اس بات سے نہ چوکین گے کہ عیسائیون سے باصرار کہین کہ اس غلط ترجمہ کے چھپانے کے لئے کل تحریرات دستی غارت کر دی گیئن یا اون مین جھوٹ ملا دیا گیا اور اگر ایسا نہ تھا تو وہ غارت کیون کر دی گیئن اور عیسائیون کو اس کے جواب باصواب دینے مین بہت کچھ دقت ہوگی کیونکہ تحریرات دستی کی غارت گری سے انکار نہین ہوسکتا اسلئے کہ وہ موجود نہین مگر مسلمان اس سے بڑھکر یہ کہین گے کہ اگر خود عیسائیون کی دلیل پیش کیجاے تب بھی مطلب ثابت ہے کہ وعدہ تو ایک تسقی دہندہ کا تھا پھر یہ کہنا ظہور بارہ زبانہ آتشین کا وہی شخص موعود ہے محض فضول ہے۔ اور درحقیقت محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی اُس شخص کے مصداق ہین اور آپ کے سوا اور کوئی ایسا نہین ہوا۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہین کہ حواریون کے قوانین اور خود عیسائیون کی کتاب سے کسی طرح پر پایا نہین جاتا کہ روح القدس کا حواریون مین آجانا تسقی دہندہ موعود کا آنا ہوا اور صرف زبان سے ایسے دعوی کی تصدیق نہین ہوسکتی۔

۱۶۲ - مسلمان یہ بھی کہین گے کہ پنٹی کاسٹ کی ضیافت مین کہتے ہین کہ یہ

* اس ضیافت پنٹی کاسٹ کا ذکر اعمال کے باب دوم مین ہے بصفحہ ۱۵۵ - انجیل مطبوعہ مرزاپور دیکھو

تشفی دہندہ حواریون کے پاس آیا یعنی یقیناً ایک بریدہ زبانہ آتشی نے ہر ایک حواری
پر طاری ہو کر اوسی لمحہ اُن کو سب زبانین بولنے کی طاقت بخشی اِس ماجرا سے
اوس شخصکو جسکے دل مین تعلیم سے تعصب نہ آگیا ہو ایک عجیب طور ایک شخص کے
آنے کا معلوم ہوتا ہے اور ضرور نہین کہ وہ فیض روح القدس ہی ہووے کیونکہ
یوحنا کے بیسوین باب کی بائیسوین آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خود عیسی علیہ السلام
نے اپنی رحلت سے تھوڑا پیشتر یہہ فیض اون کو عطا کر دیا تھا یعنی پنتی کاسٹ
کی ضیافت کو جسکا ذکر ہم کر رہے ہین دو مہینے بھی نہ گذرے تھے کہ فیض مذکور
عنایت کیا تھا۔

۱۶۳ - قوانین دینیہ کی کتاب مین کہین نہین پایا جاتا کہ یہہ زبانہ ہاے
آتشین جن سے کہ سب زبانین بولنے کی طاقت عطا ہوتی تھی۔ تشفی
دہندہ موعود ہین اور جو ایسا ہوتا تو ضرور کتاب مذکور مین ہوتا۔

۱۶۴ - اگر اِس کے جواب مین یہہ کہا جاے کہ وہ عطایا جن کا بیان متی
کی انجیل مین ہے اور فیض روح القدس جسکا بیان یوحنا کے بیسوین باب کی
بائیسوین آیت مین ہے صرف چند روزہ تھے اور پھر لے لئے گئے تو مسلمان جواب
دینگے کہ یہ صرف ایک حیلہ ہے جسکی تصدیق متن یعنے اصل انجیل مین نہین عیسائیون
کی پاک کتاب کی اُن عبارتون کو اہل اسلام بطور دلیل اون کے خلاف انتخاب کر سکتے
ہین گو اونکو خود سند نہین مانتے۔

۱۶۵ - مسلمانون کی دلیل کو بابت ترجمہ لفظ پیریکلیوطاس بجاے پیریکلیطاس کے
بڑی مدد اُس طرز کی وجہ سے ملتی ہے جو کہ سینٹ جروم نے انجیل کا ترجمہ لاطینی
زبان مین کرنے کے اندر اختیار کیا تھا جس مین بجاے لفظ پیریکلیوطاس کے
لفظ لاطینی پیرکلی طاس لکھدیا تھا اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اوس کتاب مین

جس سے کہ سینٹ جروم نے ترجمہ کیا تھا لفظ پیریکلیوطاس بجائے پیریک لیطاس اسوجہ سے مسلمانون کے اوس بیان کو بہت مدد ملتی ہے جو پرانی تحریرات دستی کے غارت ہونے کے باب مین وہ کرتے ہین۔

۱۶۶ ۔ لفظ پیریکلیطاس کے معنی پر پادریون مین بہت اختلاف ہے چنانچہ مشہور مائی کیلس کہتا ہے کہ ارنشائی نے بہت مناسب کہا ہے کہ اس کے معنی نہ حامی کے ہین نہ تشفی دہندہ کے اور یہہ بھی کہتا ہے مین تحقیق خیال کرتا ہون کہ پیریکلیطاس یا تو روح القدس کو کہتے ہین یا معلم یا مالک کو۔ یعنے تبانیوالا خدا تعالی کی سچائی کا مین اُس کی رائے سے ترجمہ معمولی کے صحیح نہونے مین مطابقت کرتا ہون گو بعوض لفظ ذاکر کے مین اوس کے حق مین مانیٹر کا لفظ استعمال کرتا ہون کیونکہ جو معنی کہ اوس نے لفظ مذکور کے لکھے ہین بہتون نے اختیار کئے ہین مگر اوس کے ثبوت کا طور کچھ عجیب ہی ہے اُسکو چاہئے تھا کہ لفظ مذکور کو کسی محقق کی تصنیف مین تلاش کرتا اور اُس کے معنی کی تشریح استعمال سے کرتا اِس کے عوض اُس نے اِس مصدر سے بحث کی جس سے لفظ مذکور نکلا ہے اور عبرانی محاورہ سے استعانت لی۔

۱۶۷ ۔ اس لفظ کے باب مین عالم اور مُعزز بشپ مارش نے کہا ہے کہ "لفظ پیریک لیطاس کے تین ترجمے ہین ہمکو اختیار ہے کہ جسکو چاہین پسند کرلین اول معنی حامی کے ہین جو معتبر اور یونانی اکابر کے نزدیک مسلم ہین اور دوسرے معنی مُبیّن کے اور یہ وہ معنی ہین کہ ارنشائی نے بحوالہ اس لفظ فارقلیط زبان خالدیہ کے کہی ہین جس سے وہ معنی پائے جاتے ہین اور غالباً خود عیسیٰ نے اُنکو استعمال کیا تھا اور تیسرے واعظ جسکو کہ مصنف مذکور نے بحوالہ ایک عبارت مصنف فائلو کے تسلیم کیا ہے پس یہ صاف ظاہر ہے کہ اس مشہور لفظ کے معنی مین اور اوس پیمبر کی قسم مین جسکو کہ عیسیٰ نے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا بہت اشتباہ اور شک ہے میری رائے مین اس سے انکار نہین ہوسکتا

۱۶۸ - برنباس کی انجیل کی بابت سیل صاحب اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ صفحہ ۹۸ مین کہتے ہین " یہہ کتاب مسلمانون کا اصلی جعل نہین معلوم ہوتا گو اونہون نے بیشک اوسمین اپنی کاربراری کے لئے اضافہ اور تغیر کردیا ہے اور خاصکر بعوض پیر یکلیطاس یا تسلی دہندہ کے انہون نے اس مشکوک صحیفہ مین لفظ پیریکلیوطاس کردیا ہے جسکے معنے ممتاز یا احمد کے ہین اور اسی سے اون کو دعویٰ ہے کہ ہمارے پیغمبر کے نام کی پیشین گوئی کی گئی ہے کیونکہ عربی مین محمد کے معنے یہی ہین اور اُسکو وہ قرآن کی اُس عبارت کی تصدیق مین کہتے ہین جہان کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے پیشین گوئی کی ہے کہ آپ اپنے دوسرے نام احمدؐ سے آوین گے جو اوسی مصدر سے نکلا ہے جس سے محمدؐ مشتق ہے اور وہی معنی رکھتا ہے "

۱۶۹ - یہ تسلیم کرنا ضرور ہے کہ لفظ مذکور جیسا کہ بشپ مارش نے لکھا ہے کہ یقیناً عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے استعمال کیا تھا مسلمانون کے دعوے کو بہت کچھ سہارا دیتا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عالم سیل صاحب نے یہان بیان کیا ہے میری رائے مین اہل اسلام لفظ مذکور کو پیریکلیوطاس بنا لینے کا اوسیقدر اختیار رکھتے ہین - جسقدر کہ عیسائی پیر یکلیطاس کر لینے کا بلکہ مین کہتا ہون کہ غلبہ کا پلہ مسلمانون کی طرف ہے کیونکہ عیسائی مجاز نہین کہ پچھلی جز مین لفظ زبان خالدیہ کے حرف یُذ یعنی یا کو جو شامل حرکت کسرہ کے ہے یا حرف ایٹا کو کہ یائے ممدودہ معروف کی برابر ہے حرف ایوٹا کے عوض مین بدلین -

۱۷۰ - حرف یُذ حروف تہجی زبان خالدیہ کا دسوان حرف ہے اور شمار مین اُسکے عدد بھی دس ہین پس اگر لفظ مذکور ایک زبان سے دوسری زبان مین بدلا جائے تو اُس یونانی حرف سے بدلنا چاہئے جو دس کے معنی مین آیا ہے اور جو ابتدا مین

حروف تہجی مین دسوان تھا قبل اس کے یونانیون کا حرف ڈگامہ جاتا رہے جیسا کہ

مین نے اوس کو کثرت سے اپنے اوس جواب مضمون مین ثابت کیا ہے جو ورابت جنوب

مغربی فرنگستان کے عیسائی پادریون کے لکھا ہے۔

۱۷۱ - مگر مین علاوہ اس کے یہ بھی کہتا ہون کہ اگر عیسیٰ (علیہ السلام) کا استعمال

کیا ہوا لفظ فارقلیط تھا اور یہ کہ اس لفظ کے معنی ستودہ کے ہین جیسا کہ سیل صاحب

کا قول ہے تو اوس کا ترجمہ اس لفظ یونانی پیرا کلیطاس مین غلط ہے یعنے اختلاف

قرارت کی جہت سے اور یہہ کہ بشپ مارش اور ارنسٹائی دونون کے کل ترجمے

غلط ہین اور لفظ مذکور اوس لفظ سے مبدل کرنا چاہئیے جو ستودہ کے معنی

رکھتا ہو اور جو واقع مین یہہ لفظ پیریکلیوطاس ہونا چاہئیے۔

۱۷۲ - مگر اسکا ترجمہ فارقلیط عَلَم کے معنی لیکر نہ کرنا چاہئیے بلکہ اسم صفت کے طور پر

کرنا چاہئیے چنانچہ اہل اسلام یعنی احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیتے ہین اگر یہہ لفظ

عیسیٰ (علیہ السلام) کا استعمال کیا ہوا زبان خالدیہ یا عبرانی یا عربی کا ہو تو اوس سے

وہی مراد پائی جانی چاہئیے جو اوس کے معنی اُن زبانون مین تھے اگر وہ خالدیہ کا

لفظ عربی مصدر سے مشتق ہوا تو اوس کے وہی معنی چاہئین جو عربی مصدر کے

ہین تب اوس کے معنی ستودہ یا شخص ممتاز کے ہون گے۔

۱۷۳ - اگر ناظرین غوض کرین گے تو معلوم کر لین گے کہ لفظ کلیوطاس کو ہومر

اور ہنڈ دونون نے بجائے ستودہ آدمی کے استعمال کیا ہے اس طرح سے میری

دانست مین اہل اسلام کی دلیل اس سلیقہ کے ساتھ ہے کہ اگر اون کو اُن کی غلطی پر

معقول کیا جاوے تو عجب نہین کہ بہت مشکل پڑے یہ ادنی بات ہے مگر اُنکی

دلیل کی تردید میری نظر سے نہین گذری۔ ×

۱۷۵ - مگر مجکو اس مشہور لفظ فارقلیط کی نسبت کچھ اور بھی کہنا ہے۔ اسکو

بشپ مارش نے جسکے قول کو عیسائی صادق جانتے ہین ایک مسلمان کی منتخب کی
ہوئی دلیل مین تسلیم کرلیا ہے کہ وہ لفظ سریانی یا خالدیہ یا عربی ہے مگر یونانی نہین
ان زبانون مین سے ایک کو یا دو کو محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ضرور
بولتے ہونگے یا ادنی درجہ یہ کہ سمجھتے ہونگے اور یہ یقین کرنے کی کوئی وجہ نہین
کہ لفظ مذکور کے یونانی ترجمہ کی نسبت آپ کو کچھ بحث ہوئی ہو کیونکہ عیسی م کے
کلامون کے یونانی ترجمون سے عرب کے لوگون کو کیا غرض تھی عرب مین اُن
ترجمون کا کیا کام تھا اُن لوگون کو وہ کیا فایدہ پہونچا سکتے تھے جو اُن کا ایک
لفظ بھی نہ سمجھ سکتے تھے بجز ایسے لوگون کے جو اُس اصل زبان کو سمجھتے تھے جسکو
عیسی (علیہ السلام) بولتے تھے ۔ آپ نے لفظ مذکور اوسی طرح پر لیا ہوگا جیسے کہ
منقول چلا آتا تھا یا جیسا کہ سیل صاحب نے اُسکو لکھا ہے جسکے معنی ستودہ لئے ہین
اور اس سے زیادہ غالباً آپ نے کبھی دریافت نہین کیا ۔ یہہ خیال کرنا کیسا
بیہودہ ہے کہ اپنے خاص زبان کے ایک لفظ کے معنی کی تشریح غیر زبان مین
ڈھونڈھے ۔ آپ نے لفظ مذکور کو مثل دوسرے فرقون اُس زمانہ کے شخص انسانی
پر محمول کیا اور یہ اجازت نہین دی کہ اوس کو ثالث ثلثہ کہین جیسا کہ اِس
زمانہ کے عیسائی موحد کہتے ہین یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے اوسکو احمدؐ کے
معنی مین لیا ہو اور اوسکی نسبت کبھی جھگڑا یا شک نہ کیا ہو ۔

x x x x x x x x x x

۱۸۶ ۔ عیسائی اپنے آپ کو اندھا کرنے کے لئے اِس خیال کو کہ محمد
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شخص موعود تھے جسقدر چاہئین مضحکہ
مین ڈالین مگر اِس سے یہ حقیقت نہ بدلے گی کہ پندرہ کروڑ شخص محمد (رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایسا ہی خیال کرتے تھے اور اب بھی خیال

کرتے ہین ہین نے کتابون مین دیکھا ہے کہ جب چالیس ہزار مفسر قران کی تفسیر
کر رہے تھے تو خیال نہ کیا جا سکتا کہ ہر ایک چیز جو کہ اہل عرب کے ہنر اور دانائی
سے ایجاد ہو سکی ہو نہ کہی گئی ہو یہہ متصور نہین ہو سکتا کہ لفظ فارقلیط کے باب
مین بحث کما حقہ نہوی ہو اس سے انکار نہین ہو سکتا اور نہ کیا جائیگا کہ دنیا کے
معاملات کو ایک نہایت عجیب طور پر عیسی (علیہ السلام) کے مذہب محرف کے لئے
ایک مصلح کی حاجت تھی اور غالباً کروڑون نے ان لوگون مین سے جو محمد (رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کو مانتے تھے ہماری انجیل اور قوانین کے
لفظون کو بابت روح قدس کے کبھی نہین سنا ہوگا اور اگر سنا بھی ہوگا تو اُن کی
تصدیق سے انکار ہوگا مگر اونہون نے اگر تسلیم بھی کیا ہو تو ایک مختصر جواب
رغبت سے سننے والون کا اطمینان کر دیگا وہ یہہ ہے کہ تم کہتے ہو کہ عہد جدید مین
ہدایت ہے کہ روح الصدق آویگی یہ درست ہے کہ روح الصدق آئی مگر وہ محمد
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی تھے کہ جنکو روح الصدق سے
الہام ہوتا تھا پس یہی تمہاری پیچیدہ عبارت کے صحیح معنی ہین اور صرف
یہی درستی کے ساتھ ہو سکتے ہین -

× × × × × × × × ×

۱۹۶ - باوجود ڈاکٹر وہیٹہ اور سیل صاحب کی عظمت کے مین یہ کہتا ہون
کہ صرف اُن کے بیان سے مجکو یقین نہین کہ برنباس کی انجیلی تواریخ مین
جیسی کہ وہ اب ہے تحریف ہوئی ہے اور جب تک کہ وہ بعض مختلف تحریرات
وستی یا اسی طرح کی اور قوی دلیلین پیش نہ کرین مین اُن کی رائے سے مطابقت
نہین کر سکتا اور مین یقین کرتا ہون کہ ایسی دلیل اُن کے پاس نہین ہے
اِس لئے کہ اونہون نے اُسکو بیان نہین کیا اور گو درحقیقت مین برنباس کی انجیلی

تواریخ کے الہام ربانی ہونیکا قایل نہین تاہم مجکو کسی طرح یقین نہین کہ پیشینگوئی اُس کی اصل مین نہو اور یہ بھی مجکو کسی طرح سے یقین نہین کہ وہ خود اپنے ایفا کے لئے معاون نہوئی ہو جیسا کہ اس کے سوا بہت سی پیشین گوئیون کی کیفیت ہوئی ہے جو پاک اور ناپاک کہلائی گئی ہین۔ تیسری صدی کے بعد انجیلی تواریخون مین تحریف کی مشکلات کو مکیلس اور پادری مارش صاحب نے باصرار بیان کیا ہے تیسری یا چوتھی صدی مین ہماری انجیلی تواریخون کی تحریف کے خلاف جو دلایل ہین وہ اوسی زور کے ساتھ بلکہ اوس سے کسی قدر زیادہ برنباس کی انجیل کی تحریف کے خلاف بھی عاید ہوتی ہین جو کہ بہت عرصہ کے بعد یعنی ساتوین صدی مین ہوئی تھی کیونکہ جسقدر وہ بعد کو ہوئین اوسی قدر ظاہرا زیادہ دقت ہوئی ہوگی " (حمایت الاسلام کے فقرات کا انتخاب ہوا)

اِن فقرات سے ہمارے بیان کی پوری تائید ہوتی ہے۔ اور یہ بات ثبوت کو پہنچی ہے کہ انجیل برنباس جعلی نہین ہے۔ اور نہ لفظ فارقلیط مسلمانون نے اوس مین ملایا ہوا ہے۔ بلکہ وہ لفظ حضرت مسیح علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین فرمایا ہوا ہے جسکو انجیل یوحنا سے عیسائیون نے نکال دیا ہے۔

یہ اُس تمثیل تحریف لفظی انجیل کی تفصیل ہے جسکو حافظ ابن حزم و ابن حجر نے ذکر کیا ہے۔

اَب ہم تین مثالین اور تحریف لفظی اناجیل اور اوس کے متعلق صحیفون کی اپنی طرف سے بیان کرتے ہین۔

پہلی مثال - نامہ اول یوحنا کے باب ۵ - آیت ۶ وغیرہ مین مرقوم ہے - ۶ - یہہ وہی ہے جو پانی اور لہو سے آیا یعنے یسوع مسیح جو نہ فقط پانی مین بلکہ پانی اور لہو

مین ہو کے آیا - اور روح وہ ہے جو گواہی دیتی ہے کیونکہ روح برحق ہے کہ تین ہین جو (آسمان پر گواہی دیتے ہین - باپ اور کلام اور روح قدس اور یہ تینون ایک ہین اور تین ہین جو زمین پر) گواہی دیتے ہین کہ روح اور پانی اور لہو - اور یہ تینون ایک پر متفق ہین -

ان آیات مین جو فقرات بریکٹس (خطوط ہلالی) مین ہین یہہ جعلی اور الحاقی ہین -

ان فقرات الحاقیہ سے عیسائی تثلیث کا عقیدہ نکالتے ہین - اور اوسکو مذہب عیسائی کا اصل اصول قرار دیتے ہین اور مدار نجات سمجھتے ہین -

قدیم مسلمان ان فقرات اور اس قسم کے اور الفاظ و اشارات کو جن سے تثلیث نکالی جاتی ہے قران کی ان آیات کی شہادت سے جعلی سمجھتے ہین جن مین

انما المسیح عیسی ابن مریم رسول الله وکلمته القاها الی مریم وروح منه فامنوا بالله ورسله ولا تقولوا ثلثة انتهوا خیرا لکم انما الله اله واحد سبحانه ان یکون له ولد - (سورة النساء ۲۳)	ارشاد ہے مسیح تو صرف (اسد کا) رسول ہے اور اس کا کلمہ (حکم کن جس سے وہ پیدا ہوا) جسکو اوس نے مریم کی طرف بھیجا اور اوسکی طرف سے (بھیجا ہوا) روح - تم (اے عیسائیو) (اعتقاد تثلیث سے) باز آؤ (اور

بھلائی (توحید) کا قصد کرو - صرف خدا تعالی ہی معبود (برحق) ہے (مسیح یا کوئی اور) وہ اس سے بھی پاک ہے کہ اوس کا کوئی (مسیح ہو خواہ اور) بیٹا ہو -

یورپ مین اقوال کو ماننے والے مسلمانون کے لئے ان الفاظ کے الحاقی ہونے پر یہ دلائل ہین -

بیبل مطبوعہ آرفن سکول پریس مرزاپور کے صفحہ ۱۳۲۱ مین حاشیہ پر مرقوم ہے کہ "یہ الفاظ کسی قدیم نسخہ مین نہین پائے جاتے"۔

گاڈفری ہگنس کی کتاب مذکور کے صفحہ ۹ مین ہے

۱۹۲ - یہ عجیب بات ہے کہ اہل اسلام اس سے منکر نہین کہ ہماری چارون انجیلین توریت انہین شخصون کی تصنیف تھین جنکے نام سے وہ ہین وہ صرف یہی کہتے ہین کہ عیسائی پادریون نے اون کو ایسا تحریف کر دیا ہے کہ اُن پر کچھ اعتبار نہین کیا جا سکتا اور بے شک اگر ایک لڑکے سے تحریف کی نظیر طلب کی جائے اور وہ یوحنا کے پہلے صحیفہ کے پانچوین باب کی ساتوین آیت کو پیش کرے جس کی تحریف پارسن اور نیوٹن اور نیز بعض اَوروں کی تصنیفون مین ثابت کی گئی ہے جو پاسانی ویٹ صاحب کے خلاصہ مین پائی جاتی ہین تو ایک عیسائی کو اُس کے جواب دینے مین بہت وقت ہوگی۔

۱۹۴ - یوحنا کی عبارت مرقومہ بالا اوسکی مثال ہے کہ رومی گرجا والون کے پادریون نے غالباً یہ دغا گستاخانہ کی تھی لوتھر نے اپنی مشتہر کی ہوئی انجیل مین اسکو چھوڑ دیا اور کہتے ہین کہ بوقت نزع اوس نے اپنے پیروون سے نہایت التجا و درخواست کی کہ میرے نام سے اسکو مندرج نہ کرین مگر اسپر التفات نہ کیا گیا اور انجیل مین جس کے عنوان سے کہ لوتھر کی تصنیف ثابت ہوتی ہے وہ بحکم لوتھر کے جرمنی گرجا کے داخل کی گئی اس طرح سے کہ اگر رومی پادریون سے اس دینی مغالطہ کی بنا ہوئی تو اوسکو پروٹسٹنٹ والون نے اختیار کیا جنکی حفاظت مین وہ کچھ کم سرگرم نہ تھے اور نہ اب ہین یہ منجملہ تیس ہزار اختلاف قرأت کے صرف ایک ہے جسکو کہ پادری تسلیم کرتے ہین کہ صحیفون اور انجیلون مین موجود ہین کتاب کوڈکس مانٹ فورٹی انیس مین جواب ڈبلن کے کتب خانہ مین عام موجود ہے

٭ یہ وہی الفاظ مین جنکا جعلی ہونا پہلی مثال مین بیان ہوا ہے۔

عمداً متن کتاب کی تائید کے لئے جعل کیا گیا تھا۔

۱۹۵ ۔ رومیون کے گرجا کے حق مین بے انصافی ہوگی اگر یہہ امر واقعی یہان بیان نہ کیا جائے ۔ کہ اس صحیفہ کا ترجمہ اس جعل کے بہت عرصہ بعد بلاشک بحکم پوپ کے ایک مشرقی زبان مین طبع کرایا گیا تھا جس مین یہ عبارت چھوڑدی گئی تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جعل مذکور بعضے کم مرتبہ پادریون کا فعل تھا نہ خود گرجا کے پوپ کا"۔

اور تفسیر ہنری و اسکاٹ مین ہے ۔ ان صاحب طرفین (اس جملہ کو سچا اور جھوٹھا کہنے والون) کے دلایل لکھکر پھر دوہراتا ہے کہ اوس دوہرانے کا خلاصہ یہہ ہے کہ جھوٹے کہنے والے اس جملہ کو کہتے ہین ۔

اول ۔ یہ کہ فقرہ کسی یونانی نسخہ مین جو سولھوین صدی کے قبل لکھا ہوا ہو نہین پایا جاتا

دوم ۔ یہ کہ پہلے نسخون مطبوعہ مین جو بہتر سے بہتر تحقیق کے ساتھ چھپے تھے نہین پایا جاتا ۔

سوم ۔ یہ کہ کسی پرانے ترجمہ مین سوائے لاطینی کے نہین پایا جاتا ۔

چہارم ۔ یہ کہ اکثر پرانے نسخون خطی لاطینی مین بھی نہین پایا جاتا ۔

پنجم ۔ یہ کہ اوس کا حوالہ قدمائے مشائخ اور مورخون کلیسیہ نے نہین لیا ۔

ششم ۔ یہ کہ کسی مشائخ لاطینی نے بھی حوالہ اوس کا نہین لیا ۔

ہفتم ۔ یہ کہ مصلحین پروٹسٹنٹ نے اوسکو چھوڑ دیا ہے یا اسپر نشان شبہ کا کردیا ہے ۔ اور سچ کہنے والے اس جملہ کے کہتے ہین ۔

اول یہ کہ پرانے ترجمہ لاطینی اور بہت نسخون لاطینی ولگیٹ مین پایا جاتا ہی

دوم یہ کہ وہ کتاب عقاید یونانی اور آداب نماز کلیسیہ یونانی اور اول والے

کتاب نماز کلیسیہ لاطینی مین پایا جاتا ہے اور بعض قدمائے مشائخ لاطینی نے
اوس کا حوالہ لیا ہے اور یہہ دونون دلیلین مخدوش ہین اور گواہی اندرونی
بیچی ہونیکی یہ ہے۔

اوّل ربط جملہ کا ۔ دوم قاعدہ نحویہ ۔ سوم حرف تعریف کا ۔ چہارم مشابہت
محاورہ ۔ اوس کے کئی محاورہ یوحنا سے اور وجہ ترک ہونے اوس کے
کئی نسخون مین ممکن ہے کہ یون بیان کیجاوے کہ اصل کے دو نسخے ہون
یا یون ہوا ہو کہ وقت کم ہونے نسخون کے اوایل مین فریب یا تغافلی کاتب
سے یہ امر ہو گیا ہو یا فرقہ ایرین نے اسکو نکال ڈالا ہو یا دینداروں نے اسکو
ایک سر تثلیث کا سمجھ کر نکالدیا ہو ۔ یا تغافلی کاتب کی اس کا سبب ہوئی ہو
جیسا اور تصنیفون کا سبب ہوئی ہے ۔ گریک مرشدون نے اون فقرون
کو بھی چھوڑا ہے جو [illegible] انصاف اور
نے ریائی سے دلایل گذشتہ پر نظر ثانی کر کے کہتا ہے کہ یہہ جملہ جعلی سمجھہ کر
چھوڑا جاوے اور کوئی سند جو سوائے ایسے نسخون کے ہے ۔ جن کی
سچائی مین شبہہ نہین ایسے بڑے فقرہ کے داخل کرنے کو جایز نہین کر
سکتے اور موافق خیال ہارش کے کہتا ہے کہ کوئی گواہی اندرونی کیسی ہی
محکم ہو ایک انبار گواہیون بیرونی پر جو اس مطلب (یعنے جھوٹے ہونے اس
فقرہ کے) پر ہین غالب نہین آسکتی؟؟

اِس تفصیل مین گو تطویل ہوئی ۔ مگر اس سے ہماری تمثیل اول کی پوری
تائید ہوئی ۔ اور یہ بات ثبوت کو پہنچی کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی بشارت بلفظ فارقلیط دی تھی مگر حضرات عیسائیون نے انجیل یوحنا سے
وہ بشارت نکال ڈالی ۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ نبوت کے بعد نکالی ہو خواہ بسبب عداوت قدیم اس سے پیشتر

نمبر ششم جلد یازدہم

دوسری مثال - انجیل لوقا کے باب اول آیت ۳۵ مین پیدایش مسیح علیہ السلام کے باب مین ہے "فرشتے نے جواب مین اس (مریم علیہا السلام) سے کہا کہ روح قدس تجھ پر اُتریگی اور خدا تعالی کی قدرت کا تجھ پر سایہ ہوگا - اس سبب سے وہ قدوس بھی جو پیدا ہوگا خدا کا بیٹا کہلائیگا"

اس عبارت مین الفاظ "قدوس" اور "خدا کا بیٹا" جعلی اور الحاقی ہین - ایسے ہی بہت سے الفاظ متضمن ابنیت والوہیت مسیح تمام انجیلون اور اون کے متعلقات مین ملائے ہوئے ہین جن سے عیسائی دو مختلف اور باہم متضاد عقاید نکالتے ہین - مسیح کو خدا کا بیٹا اور اوس سے پیدا ہوا بھی کہتے ہین اور اُسکو خدا (تعالی و تقدس عما یقول الظالمون) بھی اعتقاد کرتے ہین -

مسلمانون کے لیئے اس قسم کے الفاظ کے جعلی و بناوٹی ہونے پر وہ آیات قران دلیل ہین [illegible] کہا ہے خدا تعالیٰ

قل هو الله احد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوًا احد - (سورة الاخلاص) انى يكون له ولد ولم تكن له صاحبة - و خلق كل شيء وهو بكل شيء عليم - (سوره انعام ۱۳۶)

اپنی ذات و صفات و استحقاق عبادت مین یکتا ہے - وہ کسی کا محتاج نہین اور سب اوس کے محتاج ہین - نہ اوسنے کسی کو جنا نہ وہ کسیکا جنا ہوا ہے اور نہ اوس جیسا کوئی ہے (کہ وہ بیٹا کہلاوے)

اور ارشاد ہے اوسکا بیٹا کوئی کیونکر ہو اوسکی جورو تو ہے ہی نہین - اوس نے مخلوق کو (جن مین مسیح علیہ السلام بھی ہے) پیدا کیا (پھر وہ مخلوق ہو کر بیٹا کیونکر ہوسکتا ہے) اور ارشاد ہے مسیح تو ایک رسول ہی تھا جیسے پہلے بھی

ما المسيح بن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل - وامه صديقة

رسول گذری ہین اور اوسکی ماں (مریم) ایک راستباز تھی - وہ دونو کھانا کھایا

کانا یا کلان الطعام - (مائدہ ۶ ۱۲)	کرتے تھے (یعنے بول و براز کے محتاج تھے) -

اور ارشاد ہے - بیشک کفر کیا جنہون نے کہا کہ مسیح علیہ السلام ابن مریم ہی خدا

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح عیسی بن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئاً ان اراد ان یہلک المسیح وامہ ومن فی الارض جمیعاً (مائدہ ۶ ۱)	ہے - تو اون سے کہدے خدا تعالے مسیح علیہ السلام اور اوسکی مان اور سبھی زمین والون کو مار دینا چاہے تو انہین کوئی بچا نہین سکتا - (پہر وہ خدا کیونکر ہوا) -

یوروپین اقوال کے ماننے والون کے لئے ان الفاظ انجیل یوحنا کے جعلی ہونے پر یہ دلیل ہے کہ ہارن صاحب وغیرہ عیسائیون نے ان الفاظ کے از خود ملا دیئے جانیکا اقرار کیا ہے -

ہارن صاحب اپنی تفسیر کے صفحہ ۲۳ مین لکھتے ہین - ورس ۳۵ باب پہلے لوقا مین بعضے الفاظ واسطے دفع شبہ یوٹی کینز کے جو ہونے دو طبعیتون کے مسیح علیہ السلام مین انکار کرتے تھے ترجمون سریانی اور عربی اور فارسی اور حبشی اور اور ترجمون اور بہت سے حوالے مرشدون مین بڑہائے گئے ہین اور ورس ۴۳ باب ۲۲ لوقا کو اسکندریانوس اور بعض اور نسخون مین چھوڑا گیا اِسلئے

---

* یعنی وہ الفاظ جنکو ہمنے تمثیل دوم مین جعلی کہا ہے یوٹی کینز مسیح علیہ السلام مین انسانی طبیعت اور الوہیت دو نو کو جمع نہین کرتے - انکو قایل الوہیت بنانے کے لئے یہ الفاظ بڑہائے گئے ہین -

* وہ یہ ہے کہ آسمان سے ایک فرشتہ اوسکو دکھائی دیا جو اوسوقت وس کو

بعض دیندار عیسائیون نے خیال کیا کہ قوت دینی فرشتہ کی خداوند کو سبب نقصان درجہ الوہیت خداوند کا ہے اور درس ۵ باب ۱۵ نامہ اول گرنتھیون مین لفظ بارہ کو گیارہ کے ساتھ بدل ڈالا# تا کہ اوسپر الزام جھوٹ کا نہ لگے جو ہر شخص جانتا ہے کہ یہان جزو بجاے کل کے رکھا گیا اور ورس ۱۸ باب اول متی مین اس لفظ کو اوس سے پہلے کو وے ہم بستر ہوئین اور ورس ۲۵ مین لفظ "پہلا" قصداً اوڑا یا گیا تا کہ کوئی بقاے دوشیزگی مریم علیہا السلام پر ہمیشہ کے لیے شبہ نہ کرے۔ انتہی"

قوت دیتا تھا - یہ فقرہ انجیل لوقا کے سوا اور انجیلون مین نہین ہے۔

اول قرنتیون کے باب ۱۵ مین ہے کہ مسیح تمہارے گناہون کی واسطے مرا - ۴ - اور گاڑا گیا اور تیسرے دن کتابون کے موافق جی اوٹھا - ۵ - اور کیفاس اور اسکے بعد بارہون کو ملا اور انجیل مرقس کے باب ۱۶ آیة ۱۴ مین اوس کے برخلاف لکھا ہے کہ آخر وہ گیارہون کو جب وہ کھانے بیٹھے تھے دکھائی دیا"۔

جو لوگ اسی لفظ "گیارہون" کو صحیح مانتے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ بارہوان شاگرد مسیح کا یہودا اسکریوطی تو پہلے ہی مرچکا تھا پھر اوسکو کیونکر مسیح ملا یا دکھائی دیا - شاید وہ یہہ بات بنانا بھول گئے کہ مسیح نے اوسکو بھی زندہ کرلیا جب وہ خود جیا - اسصورت مین لفظ "گیارہون" کی تحریف ثابت ہوگی - بہر حال لفظ "گیارہ" یا "بارہ" مین سے ایک ضرور محرف بنے گا +

* ورس ۱۸ کی پوری عبارت یہ ہے کہ جب اوسکی مان مریم کی منگنی یوسف کے

ان سب الفاظ کو ہم نے اپنی تثیلات کے نمبر مین اسلئے شمار نہین کیا کہ ان الفاظ
کی کمی وبیشی پر قران کی شہادت پای نہین جاتی - اور ہمارا مقصود صرف
ان تشیلات کا ذکر ہے جنکے جعلی ہونے پر قران کی شہادت پای جاتی ہو
تا کہ مسلمانون کو شہادت قران اون کی تکذیب اور انکار کی گنجایش ہو۔
اور بلا شہادت قران انکی تکذیب و انکار سے حدیث لا تصدقوا اهل الکتاب و لا تکذبوهم کا
خلاف عملین آوی - بالجملہ مثال دوم مین عیسایونکا جعل و تصرف مسلمانون اور عیسایون دونون کے مسلمات کی شہادت سے ثابت ہی اور یقینیا
کو اس سی انکار کی گنجایش نہین تیسری مثال انجیل متی کے باب ۲۶ مین ہے ۲۶ - یسوع نے روٹی لی
اور برکت مانگ کے روٹی توڑی - پھر شاگردون کو دے کر کہا لو کھاؤ یہہ
میرا بدن ہے - ۲۷ - پھر پیالہ لیکر شکر کیا اور انہین دے کر کہا کہ تم سب
اس مین سے پانی پیو - ۲۸ - کیونکہ یہہ میرا لہو ہے یعنے نئے عہد کا لہو جو بہتون
کے گناہون کی معافی کے لئے بہایا جاتا ہے - ۲۹ - پر مین تم سے کہتا
ہون کہ انگور کے پھل کا رس پھر نہ پیونگا اوس دن تک کہ تمہارے ساتھ اپنے

ساتھ ہوی تو وہ اوس سے پہلے کہ وے ہمبستر ہوین روح القدس سی
حاملہ پای گئی"- یہ ہمبستر نہ ہونے کا ذکر بعض نسخون مین انجیل متی کے
اَب بھی موجود ہے اور بعض سے نکالا گیا ہے -

اس جملہ کے نکالدینے سے وہی مقصود ہے جو لفظ "پہلا یا پہلوٹا"
کی آیت ۲۵ سے (جسکی عبارت یہ ہے - ۲۵ - "پھر اوس (مریم) کو
(یوسف نے) نجانا جب تک کہ وہ اپنا پہلا یا پہلوٹا بیٹا نہ جنے")
نکال دینے سے مقصود ہے وہ یہ کہ مریم علیہا السلام ہمیشہ کنواری
رہے" -

باپ کی بادشاہت مین نیا نہ پیون - ۳۸ - تب اُسنے کہا میرا دل نہایت غمگین ہے بلکہ میری موت کیسی حالت ہے تم یہان ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو - ۳۹ - اور کچھ آگے بڑھکے موںہہ کے بل گرا اور دعا مانگتے ہوے کہا کہ اے میری باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے گذر جائے تو بھی میری خواہش نہین بلکہ تیری خواہش کے مطابق ہو - ۴۲ - پھر اوسنے دوبارہ جاکر دعا مانگی اور کہا کہ اے میرے باپ اگر میرے پینے کے بغیر یہہ پیالہ مجھ سے نہین گذر سکتا تو تیری مرضی ہو''۔

اور اوس کے باب ۲۷ مین حضرت مسیح علیہ السلام کا گرفتار ہونا اور اوس کے حق مین سولی کی تجویز کا مقرر ہونا بیان کر کے کہا ہے - ۳۵ - اور اوسے صلیب پر کھینچکے اور اوس کے کپڑون پر چھٹی ڈالکے اونہین بانٹ لیا کہ جو نبی سنے کہا تھا پورا ہو - ۴۶ - اور تین بجے کے قریب یسوع نے بڑے زور سے چلا کر کہا *ایلی ایلی لما سبقتانی - یعنے اے میرے خدا - اے میرے خدا تونے کیون مجھے چھوڑ دیا - ۵۰ - اور یسوع نے پھر بڑے شور سی چلا کر جان دی''

اور اسکے باب ۲۸ آیت ۷ مین ہے جلد جا کے شاگردون کہیے کہ وہ مردون

---

*اس قول سے حضرت مسیح علیہ السلام کے صاف ثابت ہے کہ آسمانی بادشاہت یعنے بہشت مین انگور کے پھل کا رس پیا جایگا پہر تعجب ہے کہ عیسائی بہشت مین جسمانی لذات کے وجود کو نہین مانتے اور قران کے ان بشارات اور وعدون پر کہ بہشت مین نہرین پھل وغیرہ لذات جسمانی ہونگی معترض ہوتے ہین ۔ # یہ عبرانی ہی - جسکی عربی یہ ہی الٰہی الٰہی لم سبقتنی -

مین سے جی اوٹھا۔

اور حاشیہ ص۱۵۹ مین قرنتیون سے منقول ہو چکا ہی کہ "مسیح مرنے سے تین دن کے بعد جی اُٹھا"۔

ایسا ہی اور انجیلون مین مسیح کی موت صلیبی اور حیات بعد الموت کا ذکر ہے۔

اور انجیل یوحنا کے باب اول آیت ۲۹ مین اور نامہ اول یوحنا کے باب دوم آیت ۲ مین اِس موت صلیبی کو جہان کے گناہون کا کفارہ کہا گیا ہے۔ اور مسیح کو قربانی کا برہ"۔

اور پولوس مقدس نے اِس موت صلیبی کے صلہ مین حضرت مسیح علیہ السلام کو لعنت کا خلعت بھی عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ نامہ گلتیون کے باب ۳۔ آیت ۱۳ مین لکھا "مسیح نے ہمین مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑا لیا کہ وہ تمہارے بدلے لعنت ہوا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا ہے وہ لعنتی ہے"۔

اور نامہ رومیون کے باب ۳۔ آیت ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۵ و ۲۸ مین لکھا ہے کہ سب آدمیون کی نجات اس لہو و قربانی پر ایمان لانے اور مسیح کو تمام جہان کے گناہون کا کفارہ جاننے سے ہوتی ہے۔ نہ شریعت پر عمل کرنے سے

اور نامہ گلتیون کے باب ۳۔ آیت ۱۱ و ۱۲ مین لکھا ہے کہ شریعت پر عمل کرنے سے کوئی راستباز نہین ٹہرتا۔ اور شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہین"۔

ان آیات سے عیسائیون نے مسیح کی قربانی اور کفارہ کا اعتقاد نکالا اور اُسکو دین کا اصول قرار دیا ہے۔ شریعت توریت کی پیروی کی وہ کچھ پروا

نہین رکھتے اور یہ سمجھے بیٹھے ہین کہ شراب پیئین زنا کرین۔ ناحق خونریزی کرین جہان کی برائیون کے مرتکب ہون۔ ان گناہون کی سزا مسیح بھگتا چکے ہین ہم مسیح کی صلیبی موت پر ایمان رکھتے ہین تو بے روک ٹوک بہشت مین جائینگے"

قدیم اہل اسلام ان باتون کو محض افترا سمجھتے ہین اور اسپر ان آیات کی شہادت پر اعتماد و اعتقاد رکھتے ہین۔ جن مین ارشاد ہے کہ یہودیون نے مسیح علیہ السلام کو قتل نہین کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا ہے اون کو اشتباہ واقع ہوگیا ہے۔ جو لوگ اسمین اختلاف کرتے ہین وہ شک مین ہین سوا ظن کے کچھ خبر نہین رکھتے۔

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن۔ (نساء ع ۲۲)

اور ارشاد ہے بہشتیون کو پکار کر کہا جائے گا۔ تم اون عملون کے سبب جو تم نے کیے تھے۔ بہشت کے وارث ہوئے ہو۔

ونودوا ان تلكم الجنة اورثتموها بما كنتم تعملون۔ (اعراف ع ۵)

اور ارشاد ہے۔ کیا اس (منکر) کو معلوم نہین ہوا جو موسی اور ابراہیم وفا کے صحیفون مین ہے کہ اٹھاتا نہین کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا۔ انسان کو وہی ملیگا جو اوسنے کمایا۔ وہ اپنا کیا (خود) بھگتیگا پھر پورا پائیگا اوسکا بدلا۔

او لم ينبأ بما في صحف موسى وابراهيم الذي وفى الا تزر وازرة وزر اخرى وان ليس للانسان الا ما سعى۔ وان سعيه سوف يرى۔ ثم يجزيه الجزاء الاوفى (النجم ع ۳)

اور ارشاد ہے - جس نے کی بہلای کی تو اپنے لئے اور جس نے برای کی وہ بھی

من عمل صالحاً فلنفسه ومن اساء فعليها وما ربك بظلام للعبيد - (حم السجدة ٦٦)	اوسپر - تیرا رب ایسا نہین ہے کہ بندون پر ظلم کرے (یعنے ایک کا گناہ دوسری پر و ہے)

اور ارشاد ہے - جو لوگ ایمان لائے اور (اوس کے ساتھ) اونہون نے

ان الذين امنوا وعملوا الصّلحت كانت لهم جنت الفردوس نزلاً - خلدين فيها لا يبغون عنها حولاً - (کهف ١٢٦)	اچھے عمل کئے اون کی مہمانی اونچے بہشت ہین جن مین وہ ہمیشہ رہینگے اور اون سے نکلنا نہ چاہین گے -

یوروپین اقوال ماننے والون کیلئے دلائل

ایک کے گناہ سے دوسرے کے بیزار نہ ہونے پر دلیل

حضرت موسی علیہ السلام کے صحیفہ پنجم (استثنار کے باب ۲۴ - آیت ۱۶ مین ہی "اولاد کے بدلے باپ دادا مارے نہ جاوین - نہ باپ دادون کے بدلے اولاد قتل کی جائے - ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جاویگا"۔

ایمان بلا عمل کے معتبر اور باعث نجات نہونے پر دلیل

نامہ یعقوب کے باب ۲ مین ہے - ۱۴ - اے میرے بھائیو اگر کوئی کہے کہ مین ایمان دار ہون اور عمل نہ کرتا ہو تو کیا فائدہ کیا ایسا ایمان اوسے بچا سکتا ہے؟ ۱۵ - اگر کوئی بھائی یا بہن ننگا ہووے - اور روزینہ کی روٹی میسر نہو - ۱۶ -

اور تم مین سے کوئی اونہین کہے کہ سلامت جاؤ گرم اور سیر ہو۔ پر تم اونہین وی چیزین ندو جو بدن کو ضرور ہین تو کیا فایدہ ۔ ۱۷۔ اسی طرح ایمان بھی اگر عمل کے ساتھ نہ ہو تو وہ اکیلا ہو کے مردہ ہے ۔ ۱۸۔ لیکن شاید کوی کہے کہ ایمان تجھ مین ہے اور میرے پاس اعمال ۔ بھلا تو اپنا ایمان بغیر اپنے اعمال کے مجھ پر ظاہر کر اور مین اپنے ایمان کو اپنے اعمال سے تجھ پر ظاہر کرون گا ۔ ۱۹۔ تو ایمان لاتا ہے کہ خدا ایک ہے ۔ اچھا کرتا ہے شیاطین بھی یہی مانتے ہین اور تھرتھراتے ہین ۔ ۲۰۔ پر اے واہی آدمی کب تجھکو معلوم ہوگا کہ ایمان بے اعمال مردہ ہے ۲۱۔ کیا ہمارا باپ ابرہام اعمال سے راستباز نہین ٹھہرایا گیا جس وقت اُسنے بیٹے اضحاق کو قربان گاہ پر چڑہایا ۔ ۲۲۔ تو دیکھتا کہ ایمان نے اوس کے اعمال کے ساتھ کام کیا ۔ اور اعمال سے ایمان کامل ہوا ۔ ۲۳۔ اور وہ نوشتہ پورا ہوا جو کہتا ہے [illegible] گنا گیا ۔ اور خلیل اللہ کہلایا ۔ ۲۴۔ پس تم دیکھتے ہو کہ آدمی اعمال سے راستباز ٹھہرایا جاتا ہے اور صرف ایمان سے نہین ۔ ۲۵۔ اسی طرح راحب بھی جو فاحشہ تھی جب اوس نے جاسوسون کی مہمانی کی اور اونہین دوسری راہ سے باہر کر دیا کیا اعمال سے راستباز نہ ٹھہری ۔ ۲۶۔ پس جیسا بدن بے روح مردہ ہے ویسا ہی ایمان بے اعمال مردہ ہے"۔

ایسا ہی اور صحیفون مین اعمال کو ایمان کا مکمل جز قرار دیا ہے ۔

مسیح کے لباس پر چھٹی ڈالنے کے فقرہ کے جعلی ہونے پر دلیل

ہارن صاحب اپنی تفسیر کی دوسری جلد مین صفحہ ۲۳۰ و ۲۳۱ مین لکھتے

ہین - کہ یہ فقرہ یونانی کے ۱۶۱ نسخون اور سریانی ترجمون کے سب نسخون خطی
اور بعض نسخون مطبوعہ مین اور ترجمہ عربیہ کے سب نسخون خطی اور اوس نسخہ
مطبوعہ مین جو بشپ والٹن کی پالی گلاٹ مین چھپا ہے اور ترجمہ فارسیہ
پالی گلاٹ مین متروک ہے اور اسی طرح ترجمون کاپٹک اور سہی ڈک اور
اتھوپک اور پرانے اسی کے سب نسخون خطی اور اکثر نسخون مطبوعہ مین اور
اکثر نسخون خطی اور مطبوعہ لاطینی اور بہت نسخے پرانے اٹالک مین متروک ہے
اور کریز اسٹم اور طیطوس بستری اور یوتھی میس اور تھیونلیکٹ اور اودجین
اور پرانے مترجم لاطینی اری نس اور اگسٹائین اور جوون کوس نے جب
اِس ورس کا حوالہ دیا ہے اون کے حوالون مین بھی یہ فقرہ متروک ہے اور یہ
فقرہ کسی نے ورس ۲۴ باب ۱۹ - انجیل یوحنا سے لے کر الحاق کر دیا ہے
گئی [illegible] پہلے ہی [illegible] پورا ہو [illegible] دیا"۔ (ایسا ہی اعجاز
عیسوی مین ہے)

راقم کہتا ہے - انجیل یوحنا وغیرہ مین جو لباس بانٹنے اور چٹھی ڈالنے کا ذکر ہے
وہ بھی بحوالہ پہلے نوشتہ کے صحیح نہین ہوسکتا جس نوشتہ کا ان مین حوالہ
دیا گیا ہے وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے حق مین ہے نہ حضرت مسیح علیہ السلام
کے - چنانچہ زبور ۲۲ مین حضرت داؤد علیہ السلام کی دعا مین آیا ہے -
۱۸ - وے میرے کپڑے بانٹتے ہین اور میرے لباس پر قرعہ ڈالتے ہین -
۱۹ - پر تو اے خداوند دور مت رہ - اے میری توانائی تو میری مدد
کے لئے آ"۔

ان دلایل کی شہادت سے اِس قصہ صلیب کی بعض باتین (خصوصاً
کفارہ کی اصل اصول ہے (ایک کے گناہ مین دوسرے کا سزایاب ہونا)

غلط ثابت ہوئین تو اس سے کل قصہ کا بے اعتبار ہونا ثابت ہوا گو ان دلائل کے ماننے والے اصل قصہ کو غلط نہ جانین اور مسیح کی موت صلیبی اور کفارہ کو حق مانین) اور اس کفارہ کے بطلان پر اور شہادت کا پیش کرنا ضروری نہین رہا۔ تاہم اوسکے بطلان پر صریح اقوال اہل یوروپ کی شہادت پیش کرسکتے ہین۔

عیسائیون مین بھی ایسے لوگ پہلے زمانون مین گذر چکے ہین اور اب بھی موجود ہین جو مسیح کے مصلوب ہونے کو نہین مانتے۔ اور اس مسئلہ کفارہ کو صحیح نہین جانتے۔

پہلے لوگون مین ایک فرقہ باسلیدی تھا جس کا یہ خیال تھا کہ مسیح مصلوب نہین ہوا۔ شمعون اوس کے بدلے پکڑا گیا اور مصلوب ہوا۔ تین فرقے (سرنیتھی اور کالپوکراطی اور ووسیتی) اور تھے جو یہی خیال کرتے تھے (دیکھو ترجمہ قران بخط رومن مطبوعہ مشن پریس الہ آباد ۱۸۴۴ء)

ایک فرقہ گناستی اور تھا جو یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ دنیا مادہ سے پیدا ہوئی ہے اور مادہ ہی کے لئے شرارت اور معصیت ہے اور مسیح چونکہ مادی نہ تھا اسلئے وہ مصلوب نہین ہوا۔ (دیکھو رومن تواریخ کلیسیہ مطبوعہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۹۶)

ایک فرقہ عیسائی اور تھا اون کا بھی یہ قول تھا کہ مسیح نہین مارا گیا اوسکے بدلے کوئی دوسرا مصلوب ہوا (دیکھو دین حق کی تحقیق مطبوعہ آرفن پریس الہ آباد صفحہ ۱۸)

اسوقت کے عیسائیون مین بہت سے لوگ موجود ہین جو مسئلہ کفارہ کو ایک کھیل سمجھتے ہین اور اوس کو خدا کی توحید و عدل و رحم کے

مخالف سمجھ کر اصل مذہب عیسوی سے خارج کرتے ہین -

اس مقام مین از انجملہ ایک محقق عیسائی کا قول نقل کیا جاتا ہے جس مین
کفارہ کے علاوہ تثلیث پر بہی دلچسپ نکتہ چینی کی گئی ہی - ایشیاٹک کوارٹرلی
ریویو مطبوعہ لنڈن مین بضمن مضمون "عیسائیت اور اسلام" جسکا ایک
کوٹیشن پہلے بھی منقول ہوچکا ہے وہ محقق لکھتا ہے -

"ہمارے مذہب کے موجودہ اصول مبہم اور ناقابل فہم ہین بلکہ شاید اِسمین
بہ نسبت رومن کیتھلک طریقہ کے عیسائیت بھی کم ہے کیونکہ جس قدر اوس مین
اعمال حسنہ کے بجالانے اور اپنے لئے عالم آخرت مین اپنی ذاتی کوشش سے
بہتری کا سامان مہیا کرنے پر زور دیا گیا ہے - اِس مین اوس قدر نہین ہے
بلکہ زیادہ تو مسیح کی قربانی اور کفارہ ہی کو ذریعہ نجات قرار دیا گیا
ہے اور اس امر پر یقین رکھنے کی تلقین کی گئی ہے کہ خواہ ہم نیک عمل کرین
خواہ بد ہر حالت مین گناہگار اور تقصیر دار ہین - اور یہہ کہ ہماری نجات صرف
مسیح کے خون سے دہوئے جانے پر منحصر ہے - مین خیال کرتا ہون
کہ میرا یہہ کہنا کچھہ خلاف حقیقت نہو گا کہ مسیح کے خون سے نجات پانے کا
مسئلہ تمام پروٹسٹنٹ فرقون کے مذہب کی اصل و بنیاد ہے - اور یہہ کہ اسی
مسئلہ پر تمام فرقے بطور اپنے اصول دین کے زور دیتے ہین - لیکن اَب
ہمکو ذرا یہہ دیکھنا چاہئے کہ جب یہہ عقیدہ غیر مذہب والون کے سامنے پیش
کیا جاتا ہے تو کیا نتیجہ پیدا کرتا ہے - (یہہ نتیجہ پیدا کرتا ہے) کہ سب سے
پہلے ہمارا مسئلہ تثلیث واحدانیت الٰہی کے معقول مسئلہ کو بالکل مٹا دیتا
ہے اور تعجب یہ ہے کہ خدا کی واحدانیت کے اقرار کے ساتھہ ہم ایک بالکل
ناقابل فہم مسئلہ تین مساوی خداونکا بہی قرار دیتے ہین جو حقیقت بہ

دیکھو تو آریہ قوم کا وہی پرانا ترکیبون کا مسئلہ ہے جو کسی طرح بھی اس لائق نہین ہے کہ ہمارے مذہب مین کھپ سکے - اس تثلیث کے تین خداؤن مین سے ایک خدا کی نسبت ہمنے قابل فہم طور پہ کچھ بھی قرار نہین دیا کہ اوس کا کام کیا ہے پس ہم یہہ امید نہین کر سکتے کہ ایک اس قسم کا مسئلہ اپنے لئے اون لوگون کی قبولیت حاصل کر سکے جن سے ہم یہ خواہش کرتے ہین کہ وہ اپنے بہت سے خداؤن کے وجود کے توہم کو چھوڑ کر ہمارا مذہب قبول کر لین اور ہم اسپر بھی بس نہین کرتے بلکہ ہم اون لوگون سے یہہ بھی منوانا چاہتے ہین کہ وہ مسیح جس کا دنیا مین پیدا ہونا ایک صحیح تاریخی واقعہ ہے نہ صرف نبی اور خدا کا پیمبر تھا بلکہ خود خداوند عالم تھا اور ہم زور دیتے ہین کہ جو لوگ ہمارے مذہب مین آئین ضرور ہے کہ وہ اوس مسیح کی پرستش اوسکو خاص خداوند تعالی سمجھ کر کرین جو ایک نہایت ہی حیرت انگیز مسئلہ ہے - کچھ شک نہین ہی کہ آریا قوم کے لوگ ایسے عجیب و غریب باتون کے عادی ہین جیسا کہ دوم درجہ کے خداؤن کا انسان کی بھلائی کے لئے اوتار بن کر دنیا مین آنا - مگر جس حد کو ہم پہنچے ہین اوس کو وہ بھی نہین پہنچے - پس ہمارے اس مسئلہ کے قبول کرنے کے لئے ایک بہت ہی * بڑا ایمان درکار ہے -

یعنے تین خدا (برہما بشن مہادیو) کے ایک ہونے کا مسئلہ جسکو انگریزی مین تھری کوایکل گاڈز (Three co-equal Gods) کہتے ہین -

* ایسا وسیع کہ دائرہ عقل و فہم سے خارج ہو - راقم مضمون کا یہ بعینہ ویسا ہی جیسا ہندی محاورہ مین اوس شخصکو جو کسی بات کے ماننے اور کسی سے نہ ڈرے کہا جاتا ہے کہ وہ بڑا صاحب حوصلہ اور بڑا دلاور ہے یعنے بے خوف اور بے شرم ہے - (ایڈیٹر)

ہمارا اس سے بھی مشکل مسئلہ تو انسان کی کسی حالت مین بھی گناہ سے نہ بچ سکنے اور
قربانی کے ذریعہ سے اوس کے کفارہ کے ہونے کا ہے اور قبل اسکے کہ ہم اُسکی
نسبت کچھ کہین ہمکو یہ یاد رکھنا ضرور ہے کہ قربانی کا خیال بالکل وہی پُرانی
اور وحشیانہ بھیٹ پوجا ہے جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین اور جس کا مدعا
اون مافوق الطبیعت شریر قوتون کا خوش کرنا تھا جو دنیا مین آفتین اور
مصیبتین پیدا کرتے ہین اور یہہ قطعاً ناممکن ہے کہ بھیٹ پوجا کے اِس
خیال کو اوس خداوند تعالی کی جو رحیم و رحمان ہے اس قسم کی قابل فہم پرستش
کے ساتھ مطابق کیا جاوے اور اِس بنا پر یہہ کل مسئلہ ایک نیچے درجہ کا مبہم اور
ایسا ہے جو اپنی تردید آپ ہی کرتا ہے اور درحالیکہ بعض انسان ایسے ہین کہ
جنکو کسی کفارہ کی ضرورت نہین مثلاً شیر خوار بچے اسلئے کہا جا سکتا ہے کہ یہہ
ایک نہایت ہی عجیب افسانہ انسان کی ہر حالت مین محتاج کفارہ ہونے کا اور
نہایت ہی دقیق مسئلہ ہے انسان سے گناہ کے سرزد ہونے اور اوس کی
وجہ سے کل نسل انسانی کے مستوجب سزا ہونے کا ایجاد کیا ہے اگر ہم مسیح
کی طرز زندگی کی بطور ایک حسن نمونہ کی تعریف و توصیف کرین تو بجا اور
درست ہے مگر ہم تو بجاے اوس کی زندگی کے اوس کی صلیبی موت کو
اپنے مذہب کا اصل اصول ٹھہراے ہوئے ہین خاص نقطہ صلیبی ہی گویا
ہمارا اعتقاد نامہ ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے مذہب کا لب لباب
صرف صلیب کو باعث نجات اعتقاد ظاہر کرتا ہے اور صرف قربانی اور
مسیح کے خون کا بہنا اور اوس کی موت یہی ایک بات ہے کہ جس پر
نہایت زور دیکر ہم لوگون سے یہہ منوانا چاہتے ہین کہ صرف یہی ایک
ذریعہ نجات کا ہے۔ ہمکو مسیح سے محبت رکھنا اِس وجہ سے واجب نہین

ہے کہ اوس نے اپنی زندگی ہماری بہتری کے واسطے صرف کی بلکہ اسلئے واجب ہے کہ ہمارے لئے اپنی جان قربان کر ڈالی -

علاوہ ان صریح اعتراضوں کے جو ہر ایک ایسی تعلیم کے روسے جو کسی معقولیت کا دعوے کرتی ہو اوس خونی قربانی کی نسبت جو رحیم اور رحمان خدا کے لئے عمل مین آئی عاید ہوتے ہین - خود اس قربانی کے خیال مین اس کی ایک ایسی تردید موجود ہے کہ جس کو رفع کرنا نا ممکن ہے - کیونکہ انسان کو زندگی بہت پیاری ہے اور خواہ اوس کو کیسا ہی قوی اعتقاد معاد کی نسبت کیون نہ ہو تو بھی بنی نوع انسان کی کسی بھلای کے کام مین اپنی جان قربان کر ڈالنا - ہمیشہ ایک نہایت ہی قابل احترام اور دلیون کا کام سمجھا گیا ہے - اور بے شک ایسا ہی سمجھا جانے کے لایق ہے - پس اگر مسیح فی الحقیقت خدا تھا اور وہ اس بات کو جانتا تھا تو اوس کا ...... اپنی جان دے دینا ہرگز قربانی نہین کہا جا سکتا ہے - بلکہ صرف یہہ کہا جا سکتا ہے کہ یہہ ایک تکلیف دہ کام کا انجام بخیر تھا اور ایک اوسی آسمانی حالت کی طرف بازگشت تھی - جس سے اوس نے نزول کیا تھا "

الغرض پروٹسٹنٹ لوگون نے گو اپنے مذہب کی زیادہ دلچسپ توہمات کی اصلاح کی مگر اون عجیب و غریب نا قابل فہم بلکہ نا قابل قبول مذہبی مسئلون کو باقی رکھ لیا جو اخیر زمانہ کی یونانیون کی خراب شدہ باریک ذہنون کی ایجاد ہین "-

اس کلام صداقت نظام سے کفارہ اور تثلیث کی کافی تکذیب ہوی اور ہمارے بیان مثال سوم کی پوری تصدیق عمل مین آئی کفارہ مجوزہ نصاری کے

ابطال مین ہمارا ایک مستقل مضمون بعنوان "قران کی تعلیم بمقابلہ انجیل" اشاعۃ السنۃ نمبر (۱) جلد (۶) مین شائع ہو چکا ہے - جس مین بدلایل قطعیہ ثابت کیا گیا ہے کہ اس کفارہ کی تجویز مین نہ خداے تعالی کا عدل باقی رہتا ہے نہ اُس کا رحیم و حکیم ہونا - اور اسپر ظلم و بے رحمی کا الزام قایم ہوتا ہے (اگر بقول نصارے حضرت مسیح علیہ السلام خدا کا فرزند تھا اور اس نے گناہگارون کے بدلے اس بے گناہ فرزند کو دکھ دیا) یا اسپر عبث اور بے جا حرکت کا اعتراض قایم ہوتا ہے (اگر بقول دیگر نصاری مسیح علیہ السلام خود خدا تھا اور اس نے گناہگارون کو بلا سزا چھوڑنا خلاف عدل سمجھ کر اوس سزا کو اپنے اوپر لے لیا اور خود معذب ہوا) تعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً

اس بیان سے ہماری تمثیلات ثلثہ کی تکمیل ہوی - اور یہ بات ثبوت کو پہنچی کہ انجیل اور اُس کے حواشی مین بھی تحریف لفظی ویسی ہی پائی جاتی ہے - جیسی کہ توریت اور اس کے متعلقات مین - اور علماء اسلام ابن حجر و ابن القیم وغیرہ سے جو ہمنے نقل کیا ہے (کہ ان کتب عہد عتیق و جدید مین تحریف لفظی بھی موجود ہے جیسی کہ معنوی) وہ بشہادت کتب عہد عتیق و عہد جدید ثابت ہے اور باعتراف حامیان و مصنفین مذہب عیسائی مسلم ہے - جس کی تسلیم سے ان لوگون مین بھی چارہ نہین جو صرف قران اور علماء اسلام کے اقوال پر اعتماد نہین رکھتے - جب تک اِن کتب اور اُن کے حامیون کے کلام مین اُن کی شہادت و صداقت نہ دیکھ لین +

اِن کتب کے بعض حامیون (مسلمانون اور عیسائیون) نے اِن کتب کی بعض امثلہ تحریفات لفظی مین کچھ عذرات بھی کیے ہین جنسے وہ اِن امثلہ کو

تحریف کی تعریف سے نکالکر اختلاف قرارت یا غلطی کتابت مین داخل کرنا چاہتے ہین مگر وہ عذرات ان امثلہ مین جن کو ہمنے ذکر کیا ہے چل نہین سکتے اور ہم انکو غلطی کتابت یا اختلاف قرارت مین داخل نہین کرسکتے اس امر کی تفصیل ہم اس مضمون کے خاتمہ مین کرین گے انشا اللہ تعالیٰ۔

بالجملہ ان آیات قران وکتب عہد عتیق وجدید اور اقوال علماے اسلام اور عیسائیون سے جو ہمنے نقل کئے ہین۔ صاف ثابت ہے۔ کہ ان کتابون مین لفظی تحریف موجود ہے۔ جیساکہ جمہور اسلام کا خیال ہے لہذا توریت وانجیل کے احکام قسم سوم اور نوع دوم قسم دوم کی تعمیل کے متعلق جو اعتقاد مسلمانون سے متوارث چلا آیا ہے جس کا بیان رسالہ اشاعة السنتہ نمبر (۲) جلد (۱۱) کے صفحہ ۵۹ و ۶۵ وغیرہ مین ہے وہ صحیح ہے اور ان کتب کی موجودہ حالت اس اعتقاد پر دلیل صریح ہے *

اب ہم ناظرین کو یہہ دکھانا چاہتے ہین کہ اس اعتقاد متوارث قدیم کے مخالف جو آجکل کے بعض مسلمانون کا خیال ہے کہ احکام توریت وانجیل بلا تفصیل مذکور واجب العمل ہین اسپر وہ کیا دلیل رکھتے ہین اور قدیم اہل اسلام ان دلائل کا کیا جواب دیتے ہین *

نئے خیال کے دلائل

اور

اُن کے جوابات

ہمارے خیال مین (واللہ اعلم) وہ لوگ جو بلا تفصیل مذکور احکام توریت و انجیل کو واجب العمل قرار دیتے ہین ان آیات اور احادیث کے معنے سمجھنے

مین غلطی کرتے ہین - جن مین بطور اجمال اِن کتب کو نور و ھدایت کہا گیا ہے - اور بعض مواقع خاص مین اُن کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے - لہذا ان کے جواب مین صرف یہ کہنا کافی ہے - کہ ان آیات و احادیث مین توریت و انجیل کی ہر ایک بات کو متعلق احکام ہو (خواہ متعلق اعتقاد یا اخبار) ہدایت و نور نہین کہا گیا - اور نہ ہر ایک موقع و محل مین اِن کتابون کی طرف رجوع کرنے کا خدا اور رسولؐ نے حکم دیا ہے - بلکہ ان کو بالاجمال ہدایت کہنے سے انھین باتون کا ہدایت ہونا خدا اور رسولؐ کی مراد ہے جن کا منجانب اللہ اور محفوظ اور واجب العمل ہونا بشہادت قران یا صاحب قران (آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم) ثابت ہے - اور انھین مواقع خاص مین اِن کتابون کی طرف رجوع کا حکم دیا گیا ہے - جن مین اہل کتاب [illegible] امر بشہادت قران معلوم ہو چکا تھا - ایسے احکام و اخبار و اعتقادیات کتب مذکورہ کو مسلمان بدل مانتے ہین اور اِس پر عمل کرنے کو عین سعادت جانتے ہین چنانچہ قسم اول اور نوع اول قسم دوم کے حکم مین بصفحہ ۷۵ و ۶۶ وغیرہ بیان ہو چکا ہے ؞

خدا اور رسول خدا کی کلام مین یہہ کہین نہین پایا جاتا - کہ ان کتابون مین جو کچھ کہا گیا ہے (جس مین حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی بیٹیون کے ساتھ اور حضرت داؤد علیہ السلام کا حتی اوریا کی جورو سے زنا کرنا اور حضرت مسیح علیہ السلام کا ابن اللہ یا خود خدا ہونا اور خدا تعالی کا تین خداؤن کی کمیٹی کا ممبر ہونا اور حضرت مسیح علیہ السلام بے گناہ کا گنہگارون کے بدلے معذب ہونا وغیرہ وغیرہ بہتانات و افترا ات

جن سے خدا اور اُن کے سچے رسول بری ہین اولٹک مبرؤن مما یقولون)
حق و ہدایت لوٹا ہے اور نہ یہہ حکم کہین پایا جاتا ہے - کہ مسلمان جس
موقع پر چاہین - اِن کتابون کی طرف رجوع کرین اور اپنے حوادث روزمرہ
مین اِن کتابون سے فتویٰ لین بلکہ اِن کتابون کی بہت سی باتون کو خدا و
رسول نے رد کر دیا - اور اون کو کفر و ضلالت قرار دیا ہے - اور باستثنار
مواقع خاص اِن کتابون کی طرف رجوع کرنے سے منع کیا ہے - جس پر زمان نبوت
سے لیکر اس وقت تک مسلمانون کا عمل چلا آیا ہے - اور یہہ امر ہمارے بیان سابق
سے ایسا ثابت ہے کہ اس مین کسی مسلمان کو اس سے انکار کی گنجایش
نہین ہے -

اِس جواب سے ناظرین کو یقیناً معلوم ہوگا - کہ اِن لوگون نے جو اِن کتب
کو بلا تفصیل واجب العمل سمجھتے ہین ان آیات و احادیث کے معنے سمجھنے مین غلطی
کی ہے جن مین خدا اور رسول نے اِن کتابون کو ہدایت کو نور فرمایا ہے
اِس اجمال بلا ذکر مثال کو شاید وہ لوگ نہ سمجھین لہذا ان لوگون کی فہمایش
کی غرض سے ہم اِس مقام مین اُن کے دلایل (آیات و احادیث) کی چند
مثالین ذکر کر کے ان کے جواب مین یہہ ثابت کر دکھاتے ہین کہ انکے معنے
سمجھنے مین اُنھون نے یقیناً غلطی کی ہے *

پہلی دلیل

قران مین ارشاد ہے - تجھے (اے رسول) یہودی کیونکر منصف بناتے ہین حالانکہ

وکیف یحکمونک وعندھم التوریۃ فیھا حکم اللہ ثم یتولون من بعد	خود ان کے پاس توریت موجود ہے جسمین خدا کا حکم موجود ہے پھر وہ اس تیجھے پھر

ذلک وما اولئک بالمؤمنین ۔ انا انزلنا التوریة فیھا ھدی و نور۔ (مائدہ ۶ ۷)	جاتے ہین اور وہ ماننے والے نہین ہین ہمنے توریت اوتاری ہے اوسمین ہدایت اور روشنی ہے ؛؛

وہ لوگ اس آیت کا مطلب یہ سمجھتے ہین کہ موجودہ توریت مین جو کچھ مذکور ہے وہ سراسر ہدایت اور نور ہے ۔ لہذا اسکی پیروی بلا تفصیل واجب ہے ۔

الجواب

اس دلیل کا یہہ جواب ہے کہ اس آیت مین یہہ نہین فرمایا ۔ کہ موجودہ توریت مین جو کچھ ہے وہ نور اور ہدایت ہے ۔ اسکا مطلب صرف یہ ہے کہ اوس مین نور اور ہدایت بھی موجود ہے اور اس وقت تبدل و تغیر مین بھی وہ نور اور ہدایت سے خالی نہین ہے ۔ تبدل و تغیر اسکے سبھی احکام پر محیط نہین ہوا ۔ اس کا حکم رجم جس کی نسبت یہہ آیت نازل ہوئی ہے ۔ وقت نزول قران تک اسمین محفوظ ہے ۔

اس حکم رجم کا محفوظ ہونا اور اس آیت مین اوسکا خصوصیت کے ساتھ مراد و مقصود ہونا اوس کے شان نزول سے ظاہر ہوتا ہے جو اس آیت سے پہلی آیات اور بخاری مسلم کی روایات اور مفسرین کی تقریر مین بیان ہوا ہے کہ خیبر کے یہودیون مین

یقولون ان اوتیتم ھذا فخذوہ وان لم تؤتوہ فاحذروا ۔ × فان جاءوک فاحکم بینھم او اعرض عنھم وان تعرض عنھم فلن یضروک شیئا وان حکمت فاحکم بینھم بالقسط (مائدہ ۶۶)	ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا تو اونہون نے (جو حکم رجم کی تعمیل نکرتے صرف مار پیٹ پر اکتفا کرتے تھے) اس امید پر کہ آنحضرت صلعم حکم توریت سے ناواقفی کے سبب اسمین کچھ اور کہدینگے اپنے بھائیون بنی قریظہ کو

ہم اہل خیبر ترنی منہم محصنان فکرھوا رجمہما فبعثوا قریظۃ لیسئلوا النبی صلعم عن حکمہا۔ (جلالین)	وکیل بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس بھیجا اور یہ کہدیا کہ اگر اسباب مین آپ مارپیٹ کا حکدین تو اسکو قبول کرنا اور اگر رجم کا حکم دین تو اوسکو نہ ماننا۔ تبہر حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

عن ابن عمر انہ قال ان الیھود جاءوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکروا لہ ان رجلا منہم وامراۃ زنیا فقال لھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماتجدون فی التوریۃ فی شان الرجم فقالوا نفضحھم و یجلدون فقال عبد اللہ بن سلام کذبتم ان فیھا الرجم فاتوا بالتوریۃ فنشروھا فوضع احدھم یدہ علی اٰیۃ الرجم فقراء ما قبلھا وما بعدھا فقال لہ عبد اللہ بن سلام ارفع یدک فرفع یدہ فاذا فیھا اٰیۃ الرجم قالوا صدق یا محمد فیھا اٰیۃ الرجم فامر بھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرجما فرایت الرجل یجنأ علی المرءۃ یقیھا الحجارۃ (بخاری ص ۱۰۱۱)	وسلم کو یہہ ارشاد فرمایا کہ وہ تیرے پاس آوین تو اون کا فیصلہ انصاف سے کر یا اس مقدمہ کے فیصلہ سے کنارہ کش رہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وہ آئے آپ نے اون سے سوال کیا کہ توریت مین زنا کی سزا تم کیا پاتے ہو وہ بولے ہم زانیون کو رسوا کرتے ہین اور وہ پیٹے جاتے ہین۔ آپ نے توریت منگوائی اور پڑھوائی۔ تو اوس مین سے آیت رجم نکل آئی تبہر آپ نے زانیون کو یہی رجم کی سزا دی۔" اس شان نزول سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت مین اسی حکم رجم کا بیان مقصود ہے اور اسی حکم یا اسی کی مانند

بعض محفوظ احکام کو نور اور ہدایت کہا گیا ہے۔ اس آیت مین موجودہ توریت

کے جملہ احکام ومضامین کو نور وہدایت نہین کہا گیا - لہذا اس آیت سے ان لوگون کا جملہ احکام ومضامین کو نورا ور ہدایت اور واجب التعمیل سمجھنا غلط فہمی ہے -

دوسری دلیل

قران مین ارشاد ہے " ان کے پیچھے ہم نے مسیح کو بھیجا سچ بتاتا توریت کو جو اُسکے آگے تھی اور اُس کو ہمنے انجیل دی جس مین ہدایت اور روشنی ہے - اور سچا کرتی توریت کو جو اوس کے آگے تھی - اور راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ڈر والون کو - چاہئے کہ حکم کرین انجیل والے اوپر جو اللہ نے انجیل مین اُتارا - جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اُتارے پر سو وہی لوگ بے حکم ہین " -

وقفینا علی اثارھم بعیسی ابن مریم مصدقا لما بین یدیہ من التوریۃ واتینہ الانجیل فیہ ھدی و نور و مصدقا لما بین یدیہ من التوریۃ وھدی و موعظۃ للمتقین ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفسقون -

(مائدۃ ع ۷)

اِس آیت کا مطلب بھی وہ لوگ یہی سمجھتے ہین کہ موجودہ انجیل مین جو کچھ ہے - نور وھدایت اور واجب العمل ہے -

الجواب

اسکا جواب بھی وہی ہے جو اون کی پہلی دلیل کا جواب دیا گیا ہے - کہ اسمین موجودہ انجیل کو سراپا نور وہدایت نہین کہا - صرف یہہ فرمایا ہے کہ اس مین

نور و ہدایت بھی موجود ہے - اور اُس مین ایسے احکام بھی ہین جو خدا کی طرف سے اوتارے ہوئے ہین جن کے مطابق حکم کرنا اہل انجیل پر واجب ہے - اور اہل توریت کی طرح ان احکام کو چھپانا اور اُس کا خلاف عمل مین لانا جایز نہین -

قران مین اہل توریت کا حکم رجم کو چھپانا اور اُس کا خلاف عمل مین لانا ذکر کر کے خدائے تعالی نے اہل انجیل کو یہہ حکم فرمایا ہے جس سے یہی مقصود ہے کہ وہ اہل توریت کی مانند احکام انجیل کو جو خدا کی طرف سے اتارے گئے ہین نہ چھپاوین بلکہ اون کو عمل مین لاوین

امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا ہے کہ اس آیت مین یہہ ارشاد مراد ہے کہ جو خدا تعالے نے انجیل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کے دلایل و بشارات [illegible] اہل انجیل ظاہر کرین - یا ان احکام انجیل کے مطابق فیصلہ کرین . جو احکام قران سے منسوخ نہین ہوئے یا اس سے یہہ مراد ہے کہ وہ احکام انجیل مین جو خدا کی طرف سے اُترے ہین یہودیون کی طرح تبدیل و تحریف عمل مین نہ لاوین -

(الاول) ان المراد ليحكم اهل الانجيل بما انزل الله فيه من الدلائل الدالة على نبوة محمد صلى الله عليه وآله وسلم وهو قول الاصم (والثانى) وليحكم اهل الانجيل بما انزل الله فيه زجرهم عن تحريف ما فى الانجيل وتغييره مثل ما فعله اليهود من اخفاء احكام التوراة فالمعنى بقوله وليحكم اسے وليقر اهل الانجيل بما انزل الله فيه على الوجه الذي انزله الله فيه من غير تحريف ولا تبديل -

(تفسیر کبیر صفحہ ۶۰ ج ۳)

پھر اس آیت کے متصل ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو یہ خطاب ہوا ہے (جس مین آپ کی اُمت بھی شامل ہے) کہ ہم نے تیری

وانزلنا الیک الکتب بالحق مصدقاً لما بین یدیه من الکتب ومهیمنا علیه فاحکم بینهم بما انزل الله ولا تتبع اهواءهم عما جاءک من الحق -

(مایدہ ع ۷)

طرف کتاب اتاری ہے جو پہلی کتابون کو سچا بتاتی اور ان (کی صحیح اور اصلی احکام) پر گواہی دیتی (یا یہود و نصاری کی تحریف و تصرف سے ان کی محافظت کرتی) ہے۔ تو لوگون مین اسی کے مطابق حکم کر جو اللہ نے اُتارا ہے۔ اور اُسے چھوڑ کر (یہود و نصاری) کی خواہشون پر (جنکے تبع اونہون نے اپنی کتابونکو گھڑ رکھا ہے) مت چل -

اس سے صاف ثابت ہے کہ اس آیت مین موجودہ انجیل کو سراپا نور وہدایت نہین کہا اور اُسکی اُن باتون کو (جن مین نصاری کی خواہش نفسانی کی ملونی ہے) واجب العمل نہین کہا۔ پس محض اس آیت سے موجودہ انجیل کی سبھی باتون کو نور وہدایت اور واجب العمل سمجھ لینا اون لوگون کی غلط فہمی ہے -

یہی ان سب آیات قران سے استدلال کا جواب ہے جن مین خداے تعالے نے قران مجید کو پہلی کتابون کو سچا کرنے والا کہا ہے - یا ان کتابون کو

مصدقا لما معکم

(بقرہ ع ۵)

وانزل التورىة والانجیل من قبل هدى للناس -

(آل عمران ع ۱)

نور وہدایت فرمایا ہے جس سے مراد ہے کہ اصلی اور صحیح واجب العمل احکام مین قران ان کتابون کی تصدیق کرتا ہے اور ان ہی احکام کی نظر سے یہ کتابین ہدایت ہین - نہ یہود و نصارے کے مفتریات کی قران تصدیق کرتا ہے (بلکہ اون کو رد کرتا ہے) اور نہ مفتریات کو

اوس مین نور و ہدایت کہا گیا ہے -

تیسری دلیل

قران مین ارشاد ہے کہ توریت لاؤ اور اُسکو پڑھو اگر تم سچے ہو -

قل فأتوا بالتورية فاتلوها ان كنتم صادقين -
(آل عمران ۶ ۱۰)

اس آیت کا مطلب سمجھنے مین لوگون نے بہت دھوکھا کھایا ہے اور یہہ سمجھ لیا ہے کہ اس مین توریت کو پڑھنے اور اوس سے احکام نکالنے کی ترغیب پائی جاتی ہے -

الجواب

اس آیت مین یہہ مقصود نہیں کہ مسلمان توریت کو پڑھا کرین اور اوس سے ہدایت [illegible] مین فتوی لین اس مین تو صرف یہودیون پر الزام قایم کرنا اور اون کو ایک ایسے دعوے مین جس کا ثبوت توریت مین نہ تھا - اون کو جھوٹا کرنا مقصود ہے +

یہودیون کا یہ دعوی تھا کہ اونٹ کا گوشت یا اَور چیزین جو اون پر حرام ہین قدیم

انه صلى الله عليه وسلم كان ادعى ان كل الطعام كان حلا ثم صار البعض حراما بعد ان كان حلا والقوم نازعوه فى ذلك وزعموا ان الذى هو الان حرام كان حراما ابدا × × × × ان اليهود

سے حرام چلی آئی ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اون کا یہہ طعن تھا کہ آپ ابراہیمی کہلاتے ہین پھر اونٹ کا گوشت کھاتے ہین اور بعض اور چیزون کو (جو اون پر حرام تھین) حلال کیون کہتے ہین - جسپر خدا تعالی نے

قالوا له انك تدعي انك على ملة
ابراهيم فلو كان الامر كذلك فكيف
تاكل لحوم الابل والبانها مع ان ذلك
كان حراما في دين ابراهيم فجعلوا
هذا الكلام شبهة طاعنة في صحة دعواه
فاجاب النبيؐ عن هذه الشبهة بان قال ان ذلك
كان حلالا لابراهيم واسمعيل واسحاق ويعقوبؑ
الا ان يعقوب حرمه على نفسه بسبب
من الاسباب وبقيت تلك الحرمة
في اولاده فانكر اليهود ذلك فامرهم
الرسول عليه السلام باحضار التورية
وطالبهم بان يستخرجوا منها اية تدل
على ان لحوم الابل والبانها كانت
محرمة على ابراهيم عليه السلام
فعجزوا عن ذلك وافتضحوا فظهر عند
هذا انهم كانوا كاذبين في ادعاء
حرمة هذه الاشياء على ابراهيم
عليه السلام -

(تفسیر کبیر صـ ۴۳۲ ج ۳)

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا
تعلمون (النحل ع ۶ - الانبياء ۱۶)

اون کو الزام دیا اور یہہ فرمایا کہ توریت
لاؤ اور اوس کو پڑھ کر بتاؤ کہ اونٹ کا
گوشت حضرت ابراہیم علیہ السلام
پر کہاں حرام تھا اور دوسری چیزون کو
جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حلال کہتے ہین قدیم سے کس نے حرام
کیا تھا -

پس اس آیت سے یہہ سمجھ لینا کہ اس
مین مسلمانون کے لئے توریت پڑھنے
کی ترغیب اور اپنی ضروریات دین
مین اہل کتاب کا فتوی لینے کی
اجازت مقصود خداوندی ہے غلط
فہمی نہین تو کیا ہے -

چوتھی دلیل

قران مین ارشاد ہے تم اہل
ذکر (یعنے اہل کتاب) سے پوچھ لو
اگر تمکو علم نہو

اس آیت کے مطلب سمجھنے مین اون
لوگون نے بہت ہی دھوکا کھایا ہے

اور یہ سمجھ لیا کہ اس آیت مین خاصکر اہل کتاب سے سوال و اتباع کا حکم ہوا پھر ان کتب کے اتباع مین کیا شک رہا۔

الجواب

اس آیت مین نہ مسلمانون کو خطاب ہے اور نہ ہر ایک بات مین اہل کتاب کی پیروی یا سوال کا حکم ہے۔ اسمین تو خاصکر مکہ کے مشرکون کو خطاب ہے۔ اور خاص ایک ایسی بات کے دریافت کرنے کا حکم ہوا ہے جس سے اون کو تعجب اور انکار تھا۔

مکہ کے مشرکین کا یہہ خیال تھا کہ خدا کا کوئی رسول ہو تو بشر نہو نا چاہئے۔ رسول ہو تو فرشتہ ہو۔ ورنہ خداے تعالے خود بلا واسطہ لوگون کو اپنے احکام سناوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوی نبوّت کیا تو اون کو سخت تعجب ہوا

هل هذا الا بشر مثلكم افتاتون السحر وانتم تبصرون - × × × وما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحي اليهم فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون - وما جعلنهم جسدا لا ياكلون الطعام وما كانوا خلدين (الانبياء ۱۶)

اور اونہون نے اس مین کہا کہ کیا تم ایک بشر کے پاس جاتے ہو" اور کہا یہ کیسا رسول ہے کھانا کھاتا ہی بازارون مین چلتا پھرتا ہے۔ اوس کے ساتھ فرشتہ کیون نہین آیا جو لوگون کو خدا کا حکم سُناتا اور ڈراتا"

وقالوا مال هذا الرسول ياكل الطعام ويمشي في الاسواق لولا انزل اليه ملك فيكون معه نذيرا - (الفرقان ۱۶)

اسپر اس آیت اور اس قسم کی دوسری آیات کا نزول ہوا۔ اور خدا تعالی نے یہہ ارشاد کہ پہلے بھی ہمنے رسول بھیجے ہین تو وہ بشر ہی تھے۔ تم کو

وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحي الیهم - رد لقول قریش الله اعظم من ان یکون رسوله بشراً - (بیضاوي سورة نحل ص ۲۴۳)	اِس بات کا علم نہین تو تم اہل علم سے یہہ بات پوچھ لو یہ امر قران مین بہت جگہ بہ تصریح بیان ہوا ہے - اور مفسرین

اسلام بیضاوی وغیرہ نے بھی اِن آیات کا شان نزول یہی بیان

وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحي الیهم فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون جواب لقول اهل مکة هل هذا الا بشر مثلکم - × × وما جعلناهم جسداً لا یاکلون الطعام وکانوا خالدین - نفی لما اعتقدوا انها من خواص الملک وقیل جواب لقولهم مال هذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق - (بیضاوي سورة الانبیاء ص ۳۳ ج ۲)	کیا ہے "۔ جس سے صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اِس حکم سوال اہل کتاب کا مخاطب مسلمانون کو قرار دینا اور اس سے یہ بات نکالنا - کہ مسلمان ہر بات مین اہل کتاب یا اون کی کتابون کی پیروی کے مامور ہین غلط فہمی ہے وبس ۔

پانچوین دلیل

قران مین ارشاد ہے اگر تجھے اوس چیز سے جو ہمنے تیری طرف اُتاری ہے

فان کنت فی شك مما انزلنا فسئل الذین یقرؤن الکتب من قبلك - (یونس ۶ ۱۰)	کچھ شک ہے تو تو اون لوگون کو پوچھ لے جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھتے ہین ۔

اِس آیت کے معنے وہ لوگ یہہ سمجھے ہین کہ اسمین ہر ایک محل شک مین اہلکتاب

سے مسئلہ پوچھنے کا حکم ہوا ہے - تو اِن کتابون کی پیروی کا حکم عام ہوا -

الجواب

یہہ بات تو یہود و نصاریٰ بھی جانتے اور مانتے ہین کہ قران کی ہر ایک بات کی تصدیق توریت و انجیل مین پائی نہین جاتی - بعض باتون مین اِس مین اور اون مین تخالف بھی ہے - پھر قران کی ہر بات کا (جو محل شک ہو) ان کتابون سے رفع شک کیونکر ممکن ہے اور یہہ حکم عام کیونکر ہو سکتا ہی اور جب اس حکم کا عام ہونا ممکن نہین تو اوس مین ضرور کسی خاص امر مین شک رفع کرنیکا حکم مراد ہوگا -

اِسی وجہ سے مفسرین اسلام امام رازی وغیرہ کہتے ہین کہ اِس مین نبوت محمد [illegible] قران مین [illegible] کے رفع شک کا حکم ہے یا خاص ان امور مین جن کا ذکر اس آیت سی پہلے ہوا ہے - یعنے بنی اسرائیل کو فرعون کے پنجہ سے نجات دے کر اچھے ٹھکانے لگانا اور پھر اون کا علم پہونچنے کے بعد باہم اختلاف کرنا وغیرہ وغیرہ -

اور اوس رفع شک کے حکم مین گو بظاہر مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ہین

واما ان المقصود من ذلك السؤال معرفة ای الاشیاء ففیہ قولان الاول انہ القران ومعرفة نبوة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم والثانی انہ رجع ذلك الی قولہ تعالی فما اختلفوا حتی جاءهم العلم (تفسیر کبیر ص ۴۱ جلد ۵)

فان كنت فی شك مما انزلنا الیك من القصص علی سبیل الفرض والتقدیر فاسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلك فانہ محقق عندهم ثابت فی کتبهم علی نحو ما القینا الیك (بیضاوی ص ۳۶۲)

نگروه حکم دربیده اون لوگون کو سُنایا گیا ہے جو شک مین تھے - جسپر کئی دلایل شاہد ہین -

اول - یہ کہ اس سورت کے اخیر مین ارشاد ہوا ہے کہ "اے رسول تو کہدے لوگو! تم میرے دین سے شک مین ہو مین تو تمہارے معبودون کو نہ پوجونگا" اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت زیر بحث مین اون ہی لوگون کیطرف اشارہ ہے جن کا آخری آیت مین صاف ذکر ہے -

دوسرے - یہ کہ اگر نبی کو اپنی نبوت مین شک ہو تو دوسرون کو اوس سے بڑھکر ہوگا اور اس شریعت کا اعتبار بالکل جاتا رہیگا -

تیسرے - یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت مین شک ہوتا تو ان لوگون کے بیان سے رفع کیونکر ہوتا - باوجودیکہ اون مین اکثر کفار تھے بعض مومن بھی تھے تو اون کا بیان موجب اطمینان نہین ہوسکتا تھا کیونکہ اون کتب کا جنسے وہ کچھ بیان کرتے محرف

(الاول) ان الخطاب مع النبي عليه الصلوة والسلام في الظاهر والمراد غيره كقوله تعالى يا ايها النبي اتق الله ولا تطع الكافرين والمنافقين وكقوله لئن اشركت ليحبطن عملك وكقوله يا عيسى بن مريم أأنت قلت للناس ومن الامثلة المشهورة اياك اعني واسمعي يا جارة والذي يدل على صحة ما ذكرناه وجوه (الاول) قوله تعالى في اخر السورة يا ايها الناس ان كنتم في شك من ديني فبين ان المذكور في اول الاية على سبيل الرمز هم المذكورون في هذه الاية على سبيل التصريح - (الثاني) ان الرسول لو كان شاكا في نبوة نفسه لكان شك غيره في نبوته اولى وهذا يوجب سقوط الشريعة بالكلية (الثالث) ان بتقدير ان يكون شاكا في نبوة نفسه فكيف يزول ذلك الشك باخبار اهل الكتاب

عن نبوته مع انهم فی الاکثر کفار و ان
حصل فیهم من کان مومنا الا ان قوله
لیس بحجة لاسیما وقد تقرر ان ما فی ایدیهم
من التوریة والانجیل فکل مصحف محرف
فثبت ان الحق هو ان هذا الخطاب
و ان کان فی ظاهر مع الرسول صلی الله
علیه وسلم الا ان المراد هو الامة و
مثل هذا معتاد فان السلطان الکبیر
اذا کان له امیر و کان تحت رایة ذلک
الامیر جمع فاذا اراد ان یامر الرعیة
بامر مخصوص فانه لا یوجه خطابه علیهم
بل یوجه ذلک الخطاب علی ذلک
الامیر الذي جعله امیرا علیهم لیکون
ذلک اقوی تاثیرا فی قلوبهم۔
(تفسیر کبیر ص ۳۳ و ۳۹ ج ۵)

ہونا ثابت ہو چکا تھا۔ اس سے ثابت
ہوا کہ یہہ خطاب گو بظاہر آنحضرت
کیطرف ہے مگر اس سے وہی لوگ امت
کی مراد ہین جنکو شک تھا۔ لوگون
کی (جنکے محاورہ پر قران اُترا ہی) عادت
بھی یہی ہے جو کام ماتحت سے لینا ہوتا ہے
وہ افسر سے کہا جاتا ہے تاکہ اوس کے
دل مین اوسکا زیادہ اثر ہو۔ اس کی
تمثیلات امام رازی پہلے بیان کر چکے
ہین جنمین بظاہر انبیاء کو خطاب ہے
اور حقیقت مین امت مخاطب ہے ٭

غیرون کا مخاطب حکم سوال ہونا بھی
اس سوال کا محل ہے کہ ان کتب مین
تحریف ہو چکی ہے تو پھر اونکے سوال
کا کیا فائدہ اور جواب کا کیا اعتبار۔ اسکا
جواب یہہ ہے کہ اس تحریف کے ساتھ بھی اون کتابون مین آنحضرت صلعم

فان قیل اذا کان مذهبکم ان هذه
الکتب قد دخلها التحریف والتغییر
فکیف یمکن التعویل علیها قلنا انهم
انما حرفوها بسبب خفاء الایات الدالة
علی نبوة محمد علیه الصلوة والسلام

کی نبوت کی بشارات و اشارات
موجود ہین جن سے اس دعوی نبوت
کا کمال و ظہور ثابت ہوتا ہے ٭
راقم کہتا ہے کہ انجملہ انجیل مین لفظ
مدفار قلیط ہے (جسپر کافی بحث ہو چکی ہے)

فان بقیت فیھا آیات دالة علی نبوتہ کان ذلک من اقوی الدلائل علی صحة نبوة محمد علیہ الصلوٰة والسلام لانہا لما بقیت مع توفر دواعیھم علی ازالتہا دل ذلک علی انہا کانت فی غایة الظھور۔

(تفسیر کبیر صفحہ ۲۰ ج ۵)

اور توریت کی کتاب استثنا وغیرہ مین حضرت موسی کا یہ قول کہ خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے بھائیون مین سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا"۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مراد ہونا اہل اسلام مناظرین اہل کتاب نے اس زور سے ثابت کیا ہے کہ عیسائیون سے اُس کا جواب شافی بن نہین پڑا۔

قصہ ہلاکت فرعون اور نجات بنی اسرائیل مین رفع شک کا حکم مراد ہو تو وہ باوجود تحریف توریت اسلئے ممکن ہے کہ ان قصون کی اصل حقیقت مین اون کی تحریف کا دخل نہین ہوا۔ گو اون کے بیان مین کچھ تغیر وتبدل ہوا ہو۔

اس بیان سے صاف ثابت ہے کہ اس آیت مین جملہ امور محل شک مین سوال اہل کتاب کا حکم نہین ہے بلکہ خاصکر امر نبوت مین۔ یا بعض قصص وحالات بنی اسرائیل مین جو یہود ونصاریٰ کے تصرف سے محفوظ تھے۔ لہذا ان لوگونکا اس آیت کے حکم کو عام ٹھہرانا اور اس سے ان کتابون کو ہر بات مین واجب الاعتماد ہونا سمجھنا غلطی ہے۔

چھٹی دلیل

شاید اس قول خداوندی کو جو بہ صفحہ ۵۹ رسالہ نمبر ۳ مین منقول ہوا ہے اور

اوس مین یہہ ارشاد ہے " کہ پہلے نبی ہدایت یافتہ ہین تو اون کی پیروی کر " یہی وہ لوگ اپنی دلیل سمجہتے ہون - اسکا جواب اوسی رسالہ نمبر ۳ مین بصفحہ ۶۱ - ۶۳ و ۶۴ وغیرہ ادا ہو چکا ہے جس مین ثابت کیا گیا ہے کہ اس قول مین اون کتب کی پیروی کا حکم نہین ہے اور نہ یہہ عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اون کے پیروان اصحاب و تابعین وغیرہ مسلمین سے پایا گیا ہے اسمین تو صرف اُن اُصول یا اخلاق اتفاقی کی پیروی کا حکم ہے جن کا سابق نبیون سے ثابت ہونا خدا تعالے نے بواسطہ وحی و نور نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا ہو - یہ قول خداوندی گویا اوس بیان کی طرف اشارہ ہے جسپر اوس قول خداوندی مین جو ساتوین دلیل مین مذکور ہوگا صاف تصریح ہے کہ جن اصول و اخلاق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے وہ بہی ابنیا ر سابقین کے معمول بہا ہین انمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متفرد نہین ہین

ساتوین دلیل

شاید وہ حضرات اس قول خداوندی سے بھی ہاتھ مارین اور اوسکو اپنے زعم فاسد پر دلیل ٹہراوین جس مین یہہ ارشاد ہے " تمنے تمہارے لئے دین کی وہ راہ نکالی جسکا حکم ہمنے نوح کو دیا اور جو حکم ہمنے تیری طرف بہیجا اور جو حکم ہم نے ابراہیم و عیسی و موسی کو دیا کہ دین کو قایم رکہو - اور اسمین پہوٹ نہ ڈالو "-

شرع لکم من الدین ما وصی به نوحاً والذي اوحینا الیك وما وصینا به ابراهیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه -

(شوریٰ رکوع ۲)

الجواب

یہ قول بھی ان لوگون کے غلط دعوی کا مثبت نہین ہے بلکہ اس کا مبطل ہے اسمین یہہ نہین کہا گیا کہ جس دین پر اسوقت کے یہود ونصاری ہین اور انکی موجودہ کتب مین وہ دین پایا جاتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا مسلمانون کا واجب العمل دین ہے ۔ لہذا مسلمانون کو ان کتابون کی پیروی واجب ہے ۔ بلکہ برعکس اسکے یہہ فرمایا گیا ہے کہ جس دین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمان ہین یہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی طرف سے نکالا ہوا دین نہین ہے بلکہ جملہ انبیاء سابقین حضرت نوح ابراہیم و موسیٰ وعیسیٰ (علی نبینا وعلیہم السلام) کا دین ہے لہذا مدعیان پیروی دین ابراہیمی وموسوی وعیسوی کو لازم ہے کہ وہ اس دین اسلام کی پیروی کرین اور اپنی موجودہ کتب کی پیروی کو دین موسیٰ وعیسیٰ کی پیروی نہ سمجھین ۔

یہ بات پہلے بھی بصفحہ (۵۹ و ۶۱) جتائی گئی ہے اور اب پھر کہی جاتی ہے کہ جس حصہ دین اسلام کو موسیٰ وعیسیٰ (علیہما السلام) وغیرہ کا دین اتفاقی قرار دیا گیا ہے اوس سے اصول توحید وغیرہ مراد ہین جو کبھی نہین بدلے ۔ ومع ہذا یہود ونصاری ان اصول کے پیروی چھوڑ بیٹھے ہین اسی وجہ سے خدا تعالےٰ نے انکو ان اصول کی پیروی کی ہدایت فرمائی ہے اور اپنی

قال مجاہد شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً اوصیناک یا محمد وایاہ دیناً واحداً وقال ابن عباس شرعۃ ومنہاجا سبیلاً وسنۃ

(بخاری ص ۶)

والمعنى شرع لكم يا اصحاب محمد
من الدين ما وصى به نوحاً و
محمداً وابراهيم وموسى و
عيسى × × × × فالمقصود
من الاية انه يقال شرع لكم من الدين
دينا تطابقت الانبياء على صحته
واقول يجب ان يكون المراد من هذا
الدين شيأً مغائر التكاليف والاحكام
وذلك لانها مختلفة متفاوتة
قال تعالى لكل جعلنا منكم شرعة
ومنهاجا يجب ان يكون المراد منه
الامور التي لا تختلف باختلاف
الشرائع وهي الايمان بالله وملائكته
وكتبه ورسله واليوم الاخر والايمان
يوجب الاعراض عن الدنيا والاقبال
على الاخرة والسعي في مكارم الاخلاق
والاحتراز عن رذائل الاحوال ويجوز
عندي ان يكون المراد من قوله ولا تتفرقوا
اي لا تتفرقوا بالالهة الكثيرة
كما قال يوسف عليه السلام
أأرباب متفرقون خير ام الله الواحد

اس قول اور اسکی مانند کئی اور اقوال
مین ان لوگون کی (اسلام کی طرف (جو
ان اصول کا حامی ومحافظ ہے)
دعوت کی ہے اِس دین سے وہ
فروعات واحکام عملی مراد نہیں
ہین جن مین بمقتضاے وقت
پہلے بھی تبدل وتغیر واقع ہوتا رہا
ہے - اور اسلام نے بھی کچھ تغیر
وتبدل کیا - ان احکام کی نسبت
دوسری آیت مین صاف ارشاد
ہوا ہے کہ تم مین سے ہر ایک کے لئے
ہمنے ایک شریعت بنادی ہے"
ایسا ہی سلف سے حضرت ابن عباس
(صحابی) اور مجاہد (تابعی) اور
اون کے اتباع آئمہ اسلام امام رازی
وغیرہ نے فرمایا ہے
اور اس کے موید ومصدق یورپین
علماے گاڈفری ہگینس اور صاحب
مضمون رسالہ ایشیاٹک کوارٹرلی
کے اقوال بصفحہ (۱۳۵) و (۱۳۶)
گذر چکے ہین جن مین صاف تصریح

القهاد وقال تعالى وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحى اليه انه لا اله الا انا فاعبدون واحتج بعضهم بقوله شرع لكم من الدين ماوصى به نوحا على ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم فى اول الامر كان مبعوثا بشريعة نوح عليه السلام والجواب ماذكرناه انه عطف عليه سائر الانبياء وذلك يدل على ان المراد هو الاخذ بالشريعة المتفق عليها بين الكل
(تفسیر کبیر ص ۳۹۷ ج ۷)

ہے کہ دین اسلام اصلاح یافتہ عیسائیت ہے اور اس کا مؤید ایک مستقل مضمون ایک مشہور فاضل یوروپ کا نمبر (۸) مین منقول ہوگا جس مین ثابت کیا گیا ہے کہ دین اسلام اصلی عیسائیت ہے یہہ کوئی نیا مذہب نہین ہے۔

ان اقوال کا بھی یہی مفاد ہے کہ عیسائیون کو چاہئیے کہ دین اسلام کی پیروی کرین نہ یہہ کہ مسلمان موجودہ کتب و دین یہود و نصاری کے تابع و پیرو ہو جاوین جیسا کہ اس وقت کے ضعیف الاعتقاد بعض مسلمان سمجھے بیٹھے ہین - بالجملہ اس قول خداوندی مین مسلمانون کو کتب یہود و نصاری کی پیروی کا حکم نہین ہوا بلکہ یہود و نصاری کو یہہ حکم ہوا ہے کہ وہ دین اسلام کی پیروی کرین -

یہہ اون لوگون کے دلایل قرآنیہ کی تمثیلات ہین اب ایک دو مثالین انکی دلایل حدیثیہ کی نقل کرکے اون کا جواب دیا جاتا ہے *

آٹھوین دلیل

صحیح بخاری مین ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحب موافقۃ اھل الکتاب فیما لم یؤمر فیہ وکان اھل الکتاب یسدلون اشعارھم وکان المشرکون یفرقون رؤسھم فسدل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ناصیتہ ثم فرق بعد۔

(بخاری ص۷۷ وغیرہ)

ان امور مین جن مین آپ کو خدا کی طرف سے کچھ حکم نہوتا تھا اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے یعنے اون کی رسم و دستور کے موافق اوس امر کو بجالاتے۔ اسکی مثال ایک تو اسی حدیث بخاری مین بصفحہ ۷۷۰ بیان ہوی ہے۔ کہ اہل کتاب سر کے بال پیشانی پر لٹکا رکھا کرتے (جیسا کہ اب عموماً انگریزون مین دستور ہے) اور مشرکین مکہ معظمہ سر کے بیچمین مانگ نکالا کرتے تھے۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل کتاب کی موافقت اختیار کی (یعنی مانگ نکالنی ترک کردی)۔

دوسری مثال - اسی صحیح بخاری مین بصفحہ (۱۰ و ۹۴ و ۶۴ وغیرہ)

عن البراء ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اول ما قدم المدینۃ نزل علی اجدادہ او قال اخوالہ من الانصار وانہ صلی قبل بیت المقدس ستۃ عشر شھرا او سبعۃ عشر شھرا وکان یعجبہ ان تکون قبلتہ قبل البیت وانہ صلی اول صلاۃ صلاھا صلاۃ العصر وصلی معہ قوم فخرج رجل ممن صلی معہ فمر علی اھل مسجد وھم

منقول ہے کہ "آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو سولہ یا سترہ مہینے تک یہودیون کے قبلہ بیت المقدس کی طرف نماز مین استقبال کرتے رہے"۔

تیسری مثال - آپ مدینہ منورہ مین آئے تو آپ نے یہودیون کو عاشورا کے دن روزہ رکھتے دیکھا آپ نے اوس کا سبب پوچھا تو اونہون نے بیان کیا کہ اس دن خدا تعالے نے

راکعون فقال اشهد بالله لقد
صلیت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم
قبل مکة۔

(بخاری ص۱)

عن ابن عباس قال قدم النبی صلی الله
علیه وسلم المدینة فرای الیهود
تصوم یوم عاشوراء فقال ماهذا
قالوا هذا یوم صالح هذا یوم
نجی الله بنی اسرائیل من عدوهم
فصامه موسی قال فانا احق
بموسیٰ منکم فصامه وامر
بصیامه۔

(بخاری ص۲۶۸)

موسیٰ (علیہ السلام) کو فرعون سے بچایا
تھا۔ اسلیئے موسیٰ (علیہ السلام) نے
اوس دن روزہ رکھا تھا۔ آپ نے
فرمایا۔ موسیٰ (علیہ السلام) سے
موافقت کرنے کا مین تم سے زیادہ
حقدار ہون۔ پھر آپ نے روزہ رکھا
اور لوگون کو اُسکا حکم دیا۔
اس قسم کی اور بہت سی مثالین
ہین جن سے اہل کتاب کی رسوم مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے موافقت کی ہے۔ اور جبکہ
رسوم و افعال مین اہل کتاب کی موافقت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
ثابت ہوئی تو اس سے اُن کی کتب مذہب کی پیروی بطریق اولیٰ ثابت ہوئی
کیونکہ رسوم و افعال مذہبی کی اصل اصول و مخزن و مخرج مذہبی کتب
ہوتی ہین +

الجواب

اس حدیث سے اور ان مثالون سے جو اس حدیث کی تائید مین منقول ہوئی
ہین یہ ثابت نہین ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض
رسوم مین اون کی کتاب کی موافقت ظاہر کرنے مین ان لوگون کے فعل و

قول پر اعتماد کیا یا اون کی کتابون کے بیان کو واجب الاعتبار خیال فرمایا تھا۔
کیون جائز نہین کہ ان رسوم کا اصلی ہونا اور انبیائے سابقین سے صحیح و
ثابت ہونا آپنے وحی الٰہی و لو بنبوت جان لیا ہو۔ اور تحریف و تصرف اہلکتاب
سے اُن کو محفوظ سمجھا ہو۔ اور اسی بنا پر ان رسوم کا اتباع کیا ہو۔ اور یہودیون
سے ان رسوم کی بابت استفسار اور اون کے بیان پر اپنی موافقت کا اظہار
صرف یہودیون کی تالیف قلوب اور استمالت کی نظر سے ہو۔ یہود کے قول و
فعل اور اُن کی کتابون کے بیان پر آپکا ہرگز اعتماد نہو۔

اسپر ایک روشن دلیل تو پہلے صفحہ (۶۹ و ۷۰) وغیرہ مین گذر چکی ہے۔ کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کتابون کے محرف ہونے اور اہل کتاب کے گمراہ
ہونے کی خبر دی ہے اور کسی موقعہ پر اپنے عمل* کے لئے کبھی توریت و انجیل
کی طرف مراجعت نہین فرمائی اور نہ یہ مراجعت آپ کے بعد آپ کے اصحاب
و اتباع سے عمل مین آئی ہے۔ جس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ ان رسوم
کی بابت یہودیون سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استفسار اور اوسکے
بعد اپنے توافق کا اظہار بطور تالیف قلوب یہود تھا نہ اس وجہ سے کہ آپ کو
اُن کے بیان و کتب پر اعتماد تھا۔

دوسری دلیل یہہ کہ ان رسوم سے بعض رسوم کی پیروی آپ پہلے
ہی سے کیا کرتے تھے جبکہ آپ مکہ معظمہ مین تھے۔ مدینہ پہنچکر یہودیون اور

---

* اس مین یہہ اشارہ ہے کہ یہودیون کو الزام دینے کی غرض سے ان کتابون
کی طرف رجوع کرنا۔ چنانچہ قصہ رجم مین پایا گیا ہے اور وہ بصفحہ (۱۷۷) منقول
ہوا۔ محل انکار نہین ہے۔

اور اُن کے مذہب و رسوم سے آشنا نہوئے تھے۔ اِس سے بھی بجز اِس کے کہ وہ ظاہری استفسار و توافق کا اظہار بغرض تالیف قلوب تھا نہ بجہت حصول علم واعتبار کوئی نتیجہ نہین نکلتا۔

صحیح بخاری مین بصفحہ ۲۶۸ و صحیح مسلم مین بصفحہ ۳۵۸ وغیرہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت (ماقبل بنوت) مین عاشورا کے دن قریش روزہ رکھتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مکہ مین اوس دن روزہ رکھا کرتے۔ جب آپ مدینہ مین آئے تب بھی آپ نے روزہ رکھا اور مسلمانون کو بھی اس روزہ کا حکم دیا۔ اور جب رمضان فرض ہوا۔ تو عاشورا کا روزہ رکھنے نہ رکھنے کا آپ نے مسلمانون کو اختیار دیا۔

عن عائشہ قالت کانت قریش تصوم یوم عاشوراء فی الجاھلیۃ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصومہ فلما ھاجر الی المدینۃ صامہ وامر بصیامہ فلما فرض شھر رمضان قال من شاء صامہ ومن شاء ترکہ۔
(صحیح مسلم ص ۳۵۸)

امام شوکانی نے فتح الباری سے نقل کیا ہے کہ قریش نے اوس دن روزہ رکھنا شاید پہلی شریعت سے سیکھا ہو۔ وہ اوس دن کی کعبہ کو لباس (پردہ وغیرہ) سے مزین کرنے اور ایسے ہی امور سے تعظیم بھی کیا کرتے۔

قال فی الفتح اما صیام قریش لعاشوراء فلعلھم تلقوہ من الشرع السالف۔ کانوا یعظمونہ بکسوۃ الکعبۃ وغیر ذلك۔
(نیل الاوطار ص ۱۲)

امام نووی نے مازری سے نقل کیا ہے کہ یہودیون کا بیان لائق قبول واعتبار نہ تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاشورا کو وحی الٰہی سے سچا جانا ہوگا۔

قال المازری خبر الیهود غیر مقبول فیحتمل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوحی الیہ بصدقهم فیما قالوہ او تواتر عندہ النقل بذلک حتی حصل لہ العلم۔

(شرح مسلم ص ۲۵۹)

یا متواتر نقل سے آپ کو اسکا علم ہوا ہوگا۔

دوسرا جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ فعل (توافق اہل کتاب) خواہ کسی نظر سے ہو اور کسی اصول پر مبنی ہو آپ کا ابتدائی فعل تھا۔ اور آپ کا آخری فعل (جو فعل ابتدائی سے عمل و اخذ مین مقدم ہے) اسکا مخالف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آخر ان رسوم و افعال مین اہل کتاب کا اختلاف کیا اور لوگون کو خلاف کا حکم دیا۔

پہلی اور دوسری مثال مین آپکا خلاف کرنا توان ہی حدیثون مین پایا جاتا ہے۔ جن مین ان مثالون کا ذکر ہے۔ بخاری کی اس حدیث مین جس مین سر کے بال لٹکانے کا ذکر ہے صاف تصریح ہے۔ کہ اس کے بعد اپنے مانگ نکالنا اختیار فرمایا۔ اور حدیث استقبال بیت المقدس مین صاف تصریح ہے کہ سولہ یا سترہ مہینے کے بعد آپ کو کعبہ کی طرف استقبال کرنے کا حکم ہوا۔ تو آپ نے کعبہ کی طرف استقبال کیا۔

تیسری مثال مین یہودیون کے خلاف کرنے کا ذکر صحیح مسلم کی اس حدیث مین ہے جس مین آپ کا یہ ارشاد ہے کہ اگر مین

وقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لئن بقیت الی قابل

سال آیندہ جیتا رہا تو نوین تاریخ کو روزہ رکھون گا۔ امام احمد کی حدیث مین

لا صوم من التاسع۔

(صحیح مسلم ص ۳۵۹)

وفی روایۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموا یوم عاشوراء وخالفوا الیہود۔ صوموا قبلہ یوماً وبعدہ یوماً۔ رواہ احمد

(نیل الاوطار ص ۱۳۶ ج ۴)

آپ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ یہود کا خلاف کرو ایک دن عاشورہ سے پہلے روزہ رکھو ایک دن اس کے بعد۔

ایسا ہی اور سب رسوم میں جنمیں بغرض تالیف قلوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کی موافقت کی تھی بالآخر مخالفت ثابت ہے۔

امام سیوطی نے کتاب توشیح میں فرمایا ہے جن امور میں آنحضرت

الامور التی وافق صلی اللہ علیہ وسلم فیہا اہل الکتاب ثم خالفہم السدل ثم الفرق وترک صبغ الشعر ثم فعلہ وصوم عاشوراء ثم خالفہم بصوم یوم قبلہ او بعدہ واستقبال بیت المُقدس ثم الکعبۃ وترک مخالطۃ الحائض ثم المخالطۃ بکل شی الا الجماع وصوم الجمعۃ ثم النہی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی اہل کتاب کی موافقت کی اور پیچھے مخالفت اختیار فرمائی وہ یہ ہیں۔

(۱) بال لٹکانا۔ جسکا خلاف آخر مانگ نکالنے سے ہوا۔

(۲) خضاب ترک کرنا جسکا خلاف بفعل خضاب سے ہوا۔

(۳) عاشورا کا روزہ رکھنا۔ جس کا

* اس باب میں آپ کا قول بھی صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے ان الیہود والنصاریٰ لا یصبغون فخالفوہم یعنے یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تم ان کا خلاف کرو۔

عنه والقيام للجنازة ثم تركه۔ (توشیح سیوطی حاشیہ بخاري)

خلاف اس سے پہلے یا پچھلے دن کی روزہ کے حکم سے ہوا۔

(۴) بیت المقدس کا نماز میں استقبال کرنا جس کا خلاف حکم استقبال کعبہ سے ہوا۔

(۵) حیض والی عورت سے پرہیز کرنا جس کا خلاف اس حکم سے ہوا کہ بجز فعل خاص حائضہ سے ہر قسم کا اختلاط کرو۔

(۶) خاص جمعہ کے دن روزہ رکھنا اس حکم کا خلاف اِس روزہ کی ممانعت سے ہوا۔

(۷) جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جانا۔ آخر یہہ فعل متروک ہوا*۔

غرض

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس تبدیلی روش موافقیت اہل کتاب پر شاید کوئی یہودی یا عیسائی یا کوئی مسلمان اون کا بھائی یہہ اعتراض کرے کہ اہل کتاب کی موافقت (خواہ کسی غرض سے یا کسی اصول پر مبنی ہو) جائز تھی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخالفت کیوں اختیار کی۔ اس تبدیلی مین تو (معاذ اللہ) آپ کی کوئی خودغرضی اور بے ضبطی پائی جاتی ہے۔

* اس باب مین آپ کا قول ترمذی مین منقول ہے "فخالفوهم" یعنے اس قیام مین یہودیوں کا خلاف کرو۔

جواب

اسکا جواب یہ ہے کہ اس تبدیلی مین نہ آپ کی بے ضبطی ہے نہ خود غرضی بلکہ حکمت وکمال احتیاط پائی جاتی ہے اور اس مین عامہ خلایق کی (جن مین یہود ومسلمان سب داخل ہین) نفع رسانی مد نظر حضرت رسالت پناہ تھی۔

آپ نے پہلے تو یہودیون کی نفع رسانی چاہی اور دین اسلام کی طرف جو سب انبیاء علیہم السلام کا دین ہے۔ اون کی دعوت کی۔ اور اون کو یہہ

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئًا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ۔

(سورۃ آل عمران ۶ ۱۵)

بتلایا اور سمجھایا کہ ہم تم سب ایک ہین ایک دین حنیفی ابراہیمی موسوی عیسوی اور محمدی کے ماننے والے۔ ایک خدا کے پوجنے والے۔ آؤ ہم تم ملکر ایک خدا کی عبادت کرین۔ اور کسی کو اُس کا شریک نہ بناوین اور ایک دوسرے کو اپنا رب نہ سمجہین *

اس وحدت اعتقاد ومذہبی اتحاد کو آپ نے علمی طور پر بھی ثابت کر دکھایا کہ بعض رسوم مین اُن سے اتفاق ظاہر کیا۔ اون کے کعبہ کا استقبال کیا اون کا معمولی روزہ رکھا وغیرہ وغیرہ۔ تا کہ ان لوگون کو دین اسلام کیطرف رغبت ہو اور وہ اوس مین داخل ہوکر کفر وشرک کے عمل واعتقاد سے باز آوین۔ مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ اس حیلہ ناصحانہ وحکیمانہ نسخہ نے اون پر اثر کم کیا۔ تھوڑے لوگون نے اون مین سے اسلام کو

قبول کیا۔ اور بہت لوگون کا کفر وشرک اور محرف دین پر اصرار بڑھتا گیا۔

ع مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

اور آیندہ اون کی ہدایت سے خدا تعالی نے آپ کو یہہ کہکر ناامید کر دیا کہ وہ

ولن ترضی عنک الیہود ولا النصاری حتی تتبع ملتہم۔ (سورۃ بقر ۱۴۶)

لوگ تجھ سے (اے میرے رسول) ہرگز خوش نہ ہون گے۔ جب تک تو اون کی ملت (کفریہ۔ شرکیہ۔ مخلوط ومحرفہ) کا تابع نہ ہوجائے۔

تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نسخہ کو بدل دیا اور بجائے اتفاق اُن سے اختلاف کو حکمت وہدایت سمجہا۔

اس مین آپ نے مسلمانون کی ہمدردی وہدایت وخیرخواہی وصیانت کو پیش نظر رکھا اور بالقائے ربانی یہہ خیال فرمایا کہ وہ لوگ تو ہنوز اسلام مین آنے سے رہ چکے اور اپنے کفریات وشرکیات مین پہنس گئے ہین۔ ایسا نہو کہ اون سے مذہبی میل جول رکھنے اور بعض رسوم مین اون کی موافقت کرنے سے ناواقف مسلمان دھوکے مین آجائین اور اون کو دینی شرکا سمجھ کر اون کے کفریات وشرکیات وبدعات کی پیروی بھی کرنے لگین۔

اس حکیمانہ وشفیقانہ خیال سے (جو القائے ربانی سے تھا) آپنے مسلمانون کو یہہ حکم دینا حکمت ومصلحت ونصیحت سمجہا کہ وہ ان رسوم مین اون کی موافقت سے بچین۔ اور اون کو گم کردہ راہ سمجھکر کسی امر دین مین جو اون سے مخصوص ہو اون کی موافقت نہ کرین۔ خدا انکی رسوم کا نعم البدل (بیت المقدس کے بدلے کعبہ۔ عاشورا کے بدلے رمضان وعلی ہذا القیاس) اون کو عطا

فرمادیا ہے۔ اور جو ثواب اون کی رسوم کی پیروی مین حاصل ہوتا تھا اوس سے بڑھکر اسلامی رسوم کی پیروی مین اون کو ملیگا۔

اون کی رسوم کی پیروی مین جس خیر کی توقع تھی وہ اب نہین رہی اور اس سے بڑھکر اون کی مضرت خوف دلا رہی ہے۔ لہذا اون کی موافقت سے مخالفت بہتر ہے و مثمر خیر کثیر و برکت۔

اِس کی نظیر اوس شفق طبیب یا ڈاکٹر کا مختلف فعل ہے جو پہلے ایک زخم یا دانہ دنبل کی (جو اوس کے یا اوس کے پیارے دوست یا بھائی کے عضو مین پیدا ہو جاتا ہے) درستی اور اچھا کرنے مین دلی کوشش کرتا ہے۔ پہلے اوس کو پکاتا ہے۔ پھر پھوٹ جانے پر اوسکی پیپ دھونے مین اپنے پاکیزہ ہاتھ کو آلودہ کرتا ہے اور اوس کے اندمال کے لئے اوس پر قیمتی مرہم لگاتا ہے مگر جب زخم اچھا نہین ہوتا اور اوس مین آکلہ (گوشت خورہ) کا تیز مادہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس سے باقی بدن کے گلنے اور سڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو وہ اوس عضو کو بدن سے کاٹ ڈالتا ہے۔

دوسری نظیر۔ ایک شخص دریا مین بہا جاتا ہے ایک جوان مرد اور ہمدرد اوس کے نکال لینے اور بچانے کو دوڑ کر اوس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے اور بہمہ تن کوشش کرتا ہے کہ وہ اوس کو کھینچکر باہر نکال لے۔ مگر جب وہ دیکھتا ہے کہ وہ بدنصیب بڑا بوجھل ہے یا اوس کو کوئی چیز دریا مین پکڑے ہوئے ہے یا کھینچ رہی ہے اور اوس ہمدرد و جوان مرد کی طاقت اوس کی مقاومت نہین کرسکتی بلکہ وہ اوس کو نہ چھوڑے تو اوسکو بھی دریا مین بہانے کو تیار ہے جس سے اوس کے ڈوب جانیکا اندیشہ

ہے تو وہ اوس کا ہاتھ چھوڑ دیتا ہے"۔

اِس شہر تبدیلی کو معترضین سمجھین گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اس تبدیلی کے سبب خود غرضی و بے ضبطی کا گمان نہ کرین گے و باعتراف قصد حکمت و نفع رسانی عامہ خلایق اپنے اعتراض کو واپس لین گے۔ وہ اوس سے محروم رہین گے تو اھل اسلام راسخ الاعتقاد تو اوس سے نفع اوٹھائین گے اور کسی موشوش کے دھوکے مین نہ آئین گے۔

اس سِتر کو وہ لوگ بھی خیال مین لاوین اور اس سے نفع اوٹھاوین۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صادق پیرو کہلاتے ہین اور بے چون وچرا تسلیم احکام اسلام کے مدعی ہین و معہذا وہ نہ صرف دنیاوی بلکہ مذہبی امور مین بھی رسوم و قوانین اقوام غیر کی تقلید کرتے ہین اور ان امور مین رسوم و قوانین محبوبہ و مقررہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی نہین کرتے۔

شادی اور ماتم مین وہ رسوم ھنود کے پیرو ہین۔ اور معاشرت مین وہ انگریزون کے تبع۔ اون ہی کے قوانین و آئین کے مطابق وہ اپنی مجالس وعظ و شورے مین عمل کرتے ہین۔ ان ہی رسوم و قوانین پر وہ اپنے دنیاوی کام بجالاتے ہین۔ اور یہہ نہین سوچتے کہ ان امور دینی و دنیاوی کے متعلق ہمارے ہادی نبی عربی نے کیا رسوم و قوانین قایم کئے ہین۔ ہم ان رسوم و قوانین کی پیروی کے مامور ہین یا رسوم ہنود اور انگریزون کی پیروی کے ماذون۔

ان رسوم کی تفصیل اِس مقام پر اجنبی ہے۔ اِس باب مین ہم انشاء اللہ تعالےٰ مستقل مضامین شائع کرین گے۔ شاید وہ لوگ اُس سے

نفع اوٹھاوین اور یوروپین طریق کی پیروی چھوڑ کر طریق محمدی کو اپنا مسلک بناوین - واللہ الموفق ٭

بالجملہ حدیث وتمثیلات زیر بحث سے اہل کتاب کی رسوم وعادات اور اُن کی کتب وروایات کی پیروی کی اجازت ثابت نہین ہوتی - بلکہ اِس پیروی کی ممانعت ان سے ثابت ہوتی ہے -

نوین دلیل

بخاری کی حدیث مین آیا ہے کہ بنی اسرائیل کی حکایات یا روایات کو نقل کرو اوس مین کوئی تنگی یا گناہ نہین ہے -

حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج -
(بخاری [illegible])

اس حدیث سے [illegible] وہ لوگ روایات وحکایات بنی اسرائیل کی صداقت نکالین اور یہہ کہین کہ اہل کتاب کی روایات صحیح وصادق نہ ہوتین تو اون کی نقل وروایت مسلمانون کو جائز نہوتی - کیونکہ کذب کی نقل وروایت اسلام کے رو سے جائز نہین ہے ٭

الجواب

جھوٹی بات کی نقل وروایت اگر اِس بیان کے ساتھ ہو کہ وہ بات غلط یا کذب ہے تو اوس کا نقل کرنا گناہ نہین اور نہ اِس طور پر اوس کی نقل سے اسکی صداقت ثابت ہوتی ہے "نقل کفر کفر نباشد" کا مقولہ یہی

وجہ رکھتا ہے اور اس مین کفر کے کفر ہونے کا بیان مشروط و ملحوظ ہے ۔ پس اگر
اس حدیث سے عام نقلِ روایات اہل کتاب کی اجازت مراد ہے تو اس مین یہ شرط
ملحوظ ہے کہ اہل کتاب کی غلط اور دروغ آمیز باتون کو نقل کرنیکے وقت اون کا
غلط اور دروغ ہونا بھی ظاہر کر دین ۔ پس اس اجازت نقل سے ان روایات کی
صداقت ثابت نہوئی اور اس حدیث سے ان لوگون کی احتجاج باطل ہوئی اس شرط و قید
(کذب ہونے کے بیان) کا مراد و ملحوظ ہونا وہ لوگ تسلیم نہ کرین تو یہہ کہا جائیگا
کہ اس حدیث مین ہر ایک روایت و حکایت بنی اسرائیل کو نقل کرنے کی اجازت
نہین ہے تا کہ اس سے اون کی جملہ روایات کی صداقت ثابت ہو بلکہ
خاصکر اون ہی روایات کی نقل و بیان کی اجازت ہے جن کی صداقت
اہل اسلام کو ثابت ہو اور اون کا کذب نہونا بشہادت قران وغیرہ دلایل
مسلمہ اسلام اون کو معلوم ہو ۔

اس تخصیص پر دلیل یہہ ہے کہ جس رسول مقبول صلعم کی حدیث مذکور مین اونکی
روایات کے نقل کی اجازت پائی جاتی ہے اوسی کے کلام مین اور اوس کے
بھیجنے والے (خدا عزوجل) کی کلام مین صاف اور صریح طور پر آ چکا ہے ۔ کہ
اہل کتاب نے اپنی کتب و روایات مین جھوٹ ملا دیا ہوا ہے اور فسق اونکا شعار
ہوگیا ہے ۔ اور یہہ بھی اون کی کلام
مین ارشاد ہے کہ جب تمہارے پاس
کوئی فاسق خبر لاوے تو تم اوس کی
تحقیق کرو ۔ یعنے بلا تحقیق یا بلا انکار
اس کو نقل نہ کرو اور نہ اوس سے
کوئی نتیجہ نکالو ۔

وان منهم لفريقا يلوون السنتهم بالكتاب
لتحسبوه من الكتاب وما هو من الكتاب
ويقولون هو من عند الله وما هو من
عند الله ويقولون على الله الكذب
وهم يعلمون ۔
(آل عمران رکوع ۸)

منهم المومنون واکثرهم الفاسقون۔

(اٰل عمران ع ۱۲)

یاایها الذین اٰمنوا اذا جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا

(سورة الحجرات ع ۱)

اس حدیث کو ان ارشادات کے ساتھ ملاحظہ کرنے سے صاف سمجھ مین آتا ہے کہ اھل کتاب کی ہر بات و روایت کو نقل کرنا جائز نہین ہے اور اس حدیث مین جو نقل و روایت کی اجازت ہی وہ اون ہی روایات سے مخصوص ہے جن کی صداقت مسلمانون کو معلوم ہو اور اون کے کذب نہونے پر شہادت قایم ہو۔

فتح الباری و قسطلانی شرح صحیح بخاری مین اس حدیث کی شرح

عن عبد الله بن عمرو ان النبی صلعم قال بلغوا عنی ولو اٰیة وحدثوا عن بنی اسرائیل بما وقع لهم من الاعاجیب واز استحال مثلها فی هذه الامة کنزول النار من السماء لاکل القربان مما لا تعلمون کذبه ولا حرج لا ضیق علیکم فی الحدیث عنهم لانه کان علیه السلام زجرهم عن الاخذ عنهم والنظر فی کتبهم قبل استقرار الاحکام الدینیة والقواعد الاسلامیة خشیة الفتنة ثم لما زال المحذور اذن لهم اوان قوله اولا حدثوا صیغة امر تقتضی

مین لکھا ہے کہ اس سے وہ عجایب و غرائب مراد ہین جن کا ظہور اس امت مین عادةً محال ہے جیسے قربانیکو جلانے کے لئے آسمان سے آگ کا اوترنا مگر ایسے عجائبات بھی ایسے ہونے چاہئین جن کا کذب نہونا معلوم ہو۔

اس شرط کے ساتھ نقل روایت کی رفع حرج و اجازت کی وجہ یہہ ہے کہ اوایل اسلام مین جبکہ احکام دین اور قواعد اسلام کا تقرر نہوا تھا اونکی روایات کو بیان کرنا اور اون کی کتابون کو دیکھنا اس خوف سے کہ

الوجوب فاشار الی عدمه و ان الامر للاباحة بقوله ولا حرج ای فی ترک التحدیث عنهم او المراد رفع الحرج عن الحاکی لمافی اخبارهم من الفاظ مستبشعة کقولهم اجعل لنا الها واذهب انت وربک (قسطلانی ص ۲۷ و ۳۰ ج ۵)

نا واقف مسلمانون کے خیالات دو طرفی مسایل کے شغل سے گڈمڈ ہو جائینگے ممنوع ہوگیا تہا اور جب قواعد اسلام کا تقرر ہوا - اور وہ خوف دور ہوا تو یہہ شغل مباح ہوگیا - یا اس اجازت دینے سے یہ مراد ہے کہ اون کی بُری باتون کو جیسے اون کا یہہ قول کہ اے موسی جیسا اون کا معبود ہے تو ہمکو بہی بناوے یا یہہ قول کہ تو اور تیرا رب اون سے لڑو ہم تو یہان بیٹھے ہین " نقل کرنا گناہ نہین ہے -

مرقاۃ الصعود حاشیہ سنن ابی داؤد مین لکہا ہے - امام

حدثوا عن بنی اسرائیل قال الخطابی لیس معناه الرخصة فی الکذب ولکن معناه الرخصة فی الحدیث عنهم علی معنی البلاغ وان لم یتحقق صحة ذلک بنقل الاسناد وذلک لانه امر قد تعذر فی اخبارهم لبعد المسافة وطول المدة ووقوع الفترة بین زمانی النبوة بخلاف الحدیث عن النبی صلی الله علیه وسلم فانه لا یجوز الا بنقل

خطابی نے فرمایا ہے کہ اس حدیث مین جہوٹی روایات کی نقل کی اجازت مراد نہین ہے اس حدیث کے معنے یہہ ہین کہ بنی اسرائیل کی سُنی سنائی باتون کو (گو اون کی اسناد معلوم نہو) نقل کرنا جایز ہے - کیونکہ اون کی روایت مین بعد مسافت اور درازی مدت کے سبب اسناد کا ملنا مشکل ہے - بخلاف حدیث نبوی کہ جس کی نقل کرنے کے وقت اسناد کی تلاش و تحقیق

الاسناد و التثبت وھذا زاد الدرداوردي فی ھذا الحدیث وحدثوا عنی ولاتکذبوا علی رواہ الشافعی ومعلوم ان الکذب علی بنی اسرائیل لایجوز بحالة فانما اراد بقولہ وحدثوا عنی ولاتکذبوا علی ای لاتجوزوا من الکذب علی بان لاتحدثوا عنی الا بما یصح عندکم من جھة الاسناد الذی بہ یقع التحرز عن الکذب علی انتھی والحرج فی الاصل الضیق ویقع علی الاثم والحرام۔ قال بعض العلماء الواو فی قولہ ولا حرج للحال ومعناہ حدثوا مالم یکن ثمہ حرج والحرج ھھنا الکذب سمی حرجا لاداۂ الی عذاب اللہ الذی ھو حرج

(مرقاۃ الصعود حاشیہ سنن ابی داؤد جلد ۲ صہ ۱۵۹)

ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس حدیث مین دراوردی کی روایت مین یہ جملہ بھی آیا ہے کہ مجھ سے روایت کرو تو مجھپر جھوٹ نہ باندھو۔ اور یہہ بات معلوم ہے کہ جھوٹ باندھنا تو بنی اسرائیل پر بھی جائز نہین ہے۔ لہذا اس حدیث سے یہی مراد ہے کہ جو حدیث مجھ سے نقل کرو اوس کی اسناد دیکھ لیا کرو۔ جس سے کذب سے بچنا ممکن ہے۔ بخلاف روایت بنی اسرائیل کہ اوس مین اسناد کا دیکھنا مشکل ہے۔ حرج سے کہ جس کی اس حدیث مین نفی ہوئی ہے تنگی مراد ہے۔ گناہ پر بھی یہہ لفظ بولا جاتا ہے۔ بعض علما نے کہا ہے کہ جملہ "ولا حرج" مین واو حالیہ ہے۔ اور اس حدیث کے یہہ معنی ہین کہ بنی اسرائیل کی روایات اوس حالت مین نقل کرو کہ اونکی نقل مین گناہ لازم نہ آوے یعنے جھوٹ بولنا نہ پڑے"۔

اسی قسم کے اور دلایل ہین جن سے یہہ لوگ اپنے نئے خیال پر تدلال کرتے یا کرسکتے ہین۔ ان سب کی تفصیل وجواب مین بہت تطویل ہوتی ہے

اور ان چند مثالون سے جو بیان ہوئی ہین ناظرین ان دلائل کا جواب بھی سمجھ سکتے - اون کی ایسی دلیل کوئی نہین جس کا جواب ہماری اجوبہ مین ادا نہ ہوا ہو - اور اوس مین صریح طور پر یہ بیان ہوا ہو کہ قسم سوم یا نوع دوم قسم دوم احکام توریت کی پیروی مسلمانون پر واجب ہے - یا ان کتابون کی طرف بلا تفصیل مذکور مراجعت مسلمانون کا فرض ہے - یا ان کتابون کی ہر ایک بات یا حکم واجب العمل ہے -

ہمارے ان طولانی (مگر باطائل) مباحث سے بخوبی ثابت ہوا کہ تعمیل احکام توریت و انجیل کی نسبت جو اعتقاد اہل اسلام مین متوارث چلا آتا ہے (جس کا ذکر صفحہ ۵۵ مین ہے) وہ صحیح اور بادلیل ہے - اور اوس کے برخلاف جو آجکل کے مسلمانون نے نیا اعتقاد نکالا ہے (جس کا بیان صفحہ ۶۵ مین ہے) وہ کتاب و سنت و تعامل و توارث سلف امت کے مخالف ہے - اور توریت و انجیل وغیرہ کتب اہل کتاب بلحاظ عمل و تمسک قران کے برابر نہین ہین اور مسلمانون کو قران کی مانند ان کتب کی تلاوت اور دینی ضروریات مین اون کی طرف مراجعت اور اپنے وقایع و حوادث مین اون سے فتویٰ لینا اور بلا واسطہ شہادت قران انکی کسی بات پر اعتماد کرنا جائز نہین ہے -

ان مباحث مین ان کتب کا حدیث صحیح سے مقابلہ نہین کیا گیا اور نہ حدیث صحیح کا بلحاظ عمل و اعتبار ان کتب سے مقدم ہونا جسکا دعا صفحہ ۶۵ مین ہوا ہے خصوصیت و تصریح کے ساتھ بیان ہوا ہے مگر یہ امر ان کتب کے حالات تحریف و عدم محفوظیت سے (جو بیان ہوے ہین) ثابت و مفہوم ہوتا ہے - ومعہذا اس امر پر خاتمہ مین جو ذیل مین مرقوم ہے خصوصیت

کے ساتھ تصریح ہوگی اور یہ بات ثابت کی جائے گی کہ احکام و اخبار قسم سوم ونوع دوم قسم دوم ان کتب کا رتبہ حدیث صحیح کے ابرابر بھی نہین ہے +

خاتمہ

خاتمہ مین تین امور کا بیان پیش نظر ہے :-

امر اول - جسکے بیان کا وعدہ صفحہ ۱۷۳ مین ہوا تھا یہ ہے کہ تحریف لفظی عہد قدیم وجدید مین اہل کتاب کے عذرات کیا ہین اور اہل اسلام کی طرف سے اون کے جوابات کیا ہین -

امر دوم - جسکے بیان کا وعدہ صفحہ ۱۷۵ مین ہوا تھا یہ ہے کہ قران کی کیفیت جمع وتالیف سے اہل کتاب کیا نتائج نکالتے ہین اور اوس پر وہ کیا اعتراض کرتے ہین اور اہل اسلام کی طرف سے اون کا کیا جواب ہے +

امر سوم - جسکے بیان کا وعدہ اب صفحہ ۲۰۹ و ۲۱۰ مین ہوا ہے کہ ان کتابون کے احکام یا اخبار قسم سوم ونوع دوم قسم دوم کا رتبہ حدیث صحیح کے برابر بھی نہین ہے -

بیان امر اوّل

تحریف لفظی مین جو عذرات پیش کئے جاتے ہین وہ تین ہین - ازانجملہ

دو تو اہل کتاب نے پیش کئے ہین اور تیسرا ایک اہل اسلام نے۔

اول یہ کہ جن الفاظ کے سبب اہل اسلام نے ان کتب مین تحریف کا دعویٰ کیا ہے یہ اغلاط کاتب ہین۔

دوم یہ کہ از انجملہ جو الفاظ باہم مختلف ہین اور اون کے اختلاف کے سبب اہل اسلام اون مین تحریف کا گمان کرتے ہین وہ قراءت مختلفہ ہین جو مضمون و ہدایت مین باہم متفق ہین جیسا کہ قران کی قراءت مختلفہ ہین۔ جنسے اہل اسلام تحریف قران تجویز نہین کرتے

تیسرا عذر جو اس وقت کے ایک مسلمان (صاحب تبیین الکلام) نے کیا ہے وہ یہہ ہے کہ جو الفاظ یا فقرات ان کتابون مین اپنی طرف سے بڑہائی گئے ہین وہ تحریف لفظی مین داخل نہین ہین وہ جعل و وضع سے قسم کے ہین یا از قسم غلط فہمی۔

اختلاف قراۃ کی تجویز کا ذکر کاوفری ایلس کی کتاب کے فقرہ ۱۹۱ مین ہے جو بصفحہ (۱۵۴) منقول ہے۔

غلطی کتابت کی تجویز کا بیان ہارن صاحب کی کلام ذیل مین ہے × ×

× ہارن صاحب اپنے انٹروڈکشن مین بصفحہ (۳۱۴) بحوالہ ڈاکٹر بنشلی لکھتے ہیں۔ ”اب کوئی ایک نسخہ قلمی یا چھاپہ کا مقدس لکھنے والون کی اصلی کتاب کے مطابق نہین ہے۔ مگر سب کتابون مین پھیلے ہوے اور متفرق ہوے ہوے ہین اور یہہ کتابین بلاشبہ وہی کتابین ہین یہان تک کہ غلط سے غلط قلمی نسخہ مین بھی جواب موجود ہے کوئی بات مذہب کی یا تہذیب اخلاق کی یا نصیحت کی بدلی نہین گئی۔ اور نہ اوس مین سے کم ہوئی ہے“۔

وجہ رکھتا ہے اور اس مین کفر کے کفر ہونے کا بیان مشروط وملحوظ ہے - پس اگر اس حدیث سے عام نقلِ روایات اہل کتاب کی اجازت مراد ہے تو اس مین یہ شرط ملحوظ ہے کہ اہل کتاب کی غلط اور دروغ آمیز باتون کو نقل کرنیکے وقت اون کا غلط اور دروغ ہونا بھی ظاہر کردین - پس اس اجازت نقل سے ان روایات کی صداقت ثابت نہوئی اور اس حدیث سے ان لوگون کی احتجاج باطل ہوئی اس شرط وقید (کذب ہونے کے بیان) کا مراد وملحوظ ہونا وہ لوگ تسلیم نہ کرین تو یہہ کہا جائیگا کہ اس حدیث مین ہر ایک روایت وحکایت بنی اسرائیل کو نقل کرنے کی اجازت نہین ہے تاکہ اس سے اون کی جملہ روایات کی صداقت ثابت ہو بلکہ خاصکر اون ہی روایات کی نقل وبیان کی اجازت ہے جن کی صداقت اہل اسلام کو ثابت ہو اور اون کا کذب نہونا بشہادت قران وغیرہ دلایل مسلمہ اسلام اون کو معلوم ہو -

اس تخصیص پر دلیل یہہ ہے کہ جس رسول مقبول صلعم کی حدیث مذکور مین انکی روایات کے نقل کی اجازت پائی جاتی ہے اوسی کے کلام مین اور اوس کے بھیجنے والے (خدا عزوجل) کی کلام مین صاف اور صریح طور پر آچکا ہے - کہ اہل کتاب نے اپنی کتب وروایات مین جھوٹ ملا دیا ہوا ہے اور فسق اونکا شعار ہوگیا ہے - اور یہہ بھی اون کی کلام مین ارشاد ہے کہ جب تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لاوے تو تم اوس کی تحقیق کرو" - یعنے بلا تحقیق یا بلا انکار اس کو نقل نہ کرو اور نہ اوس سے کوئی نتیجہ نکالو -

وان منھم لفریقا یلوٗن السنتھم بالکتاب لتحسبوہ من الکتاب وما ھو من الکتاب ویقولون ھو من عند اللہ وما ھو من عند اللہ ویقولون علی اللہ الکذب وھم یعلمون -

(آل عمران رکوع ۸)

بلکہ سرے سے موضوعات مین داخل ہے اور کسی شخص نے کسی نسخہ مین تحریف لفظی کی تو اُس سے عبارت قرآن مجید مین بحث نہین ہے بلکہ ہمارے قرآن مجید مین اُس تحریف سے بحث ہے جو عموماً یہودیون اور عیسائیون مین رائج ہوگئی تہی بعض مبیدار علماء مسیحی نے اگر کچھ لفظی تغیر وتبدیل کی تو وہ بھی وہ تحریف جسکا قرآن مجید مین ذکر ہے ہرگز نہین ہوسکتی کیونکہ وہ لوگ یقینی جانتے تھے کہ اسکے صحیح اور اصلی اور سچے معنے وہی ہین جسطرح ہمنے لفظونکو بدلا ہے حالانکہ قرآن مجید مین جس تحریف کا ذکر ہے وہ ایسی تحریف نہین بلکہ وہ اوس تحریف کا ذکر ہے جسکو وہ لوگ جانتے تھے کہ صحیح اور سچا اور اصلی مطلب یہ نہین ہے جو ہم بیان کرتے ہین اور پھر دیدہ ودانستہ اسمین تحریف کرتے تھے ٭

ان عذرات کے جوابات

عذر اول ودوم کا جواب

یہ دونو عذر منجملہ ڈیرہ لاکھ یا تیس ہزار امثلہ تحریف کے جنکو اختتام مباحثہ

دینی پادری فنڈر اور تحقیق الایمان وہدایت المسلمین پادری عماد الدین و فقرہ نمبر ۱۹۴ کتاب گاڈفری ہیگنس منقولہ ص ۵۴ مین تسلیم کیا گیا اس الفاظ مین چل سکتے ہین جنمین باہم اتفاق ممکن ہے اور آنکے اصل مطلب کو اصول دین وایمان سے مخالفت نہین ہے -

اور جو امثلہ تحریف ہمنے ذکر کیے ہین اون مین یہہ عذر ہرگز نہین چل سکتے - اور نہ اُن کو غلطی کتابت یا اختلاف قرارت پر محمول ہونے دیتے ہین حضرت لوط علیہ السلام کا شراب پیکر بیٹیون سے زنا کرنا یا ہارون علیہ السلام کا بانی گوسالہ پرستی ہونا یا حضرت داود علیہ السلام کا نسل زنا سے پیدا ہونا یا تین خدا کا ایک ہونا یا حضرت مسیح علیہ السلام کا خدا ہونا یا اوس بے گناہ کا خدا یا فرزند خدا ہوکر تمام گناہگارون کے بدلے سزا پاب

ہونا وغیرہ وغیرہ کیونکر غلطی کتابت یا اختلاف قرأت پر محمول ہو سکتا ہے *

کوئی عاقل منصف اہل کتاب ہو خواہ اہل اسلام یہ نہین کہہ سکتا کہ ایک قرارت مین خدا کا تین ہونا ثابت ہے ایک مین ایک ہونا۔ یا ایک قرائت مین حضرت داود نبی علیہ السلام کا نسل زنا سے ہونا اور جماعت خدا سے خارج ہونا بیان ہوا ہے دوسری قرارت مین اون کا نبی برحق ہونا اور تخم زنا سے بری ہونا یا ایک قرارت مین حضرت لوط علیہ السلام کا بیٹیون سے زنا کرنا وارد ہے دوسری مین زنا سے بری ہونا وعلی ہذا القیاس اور نہ کوئی یہ تجویز کر سکتا ہے کہ ان باتون کے بعض الفاظ کاتب کی غلطی سے ہین مگر اون کا اصل مدعا صحیح ہے۔

اہل کتاب ان باتون کی نسبت یہ تجویز کرین تو اون کو اختیار ہے۔ مگر مسلمان جنکی کتاب مقدس (قرآن) نے ان باتون کی کذب اور محرف ہونے پر شہادت دی ہے۔ ان باتون کو اختلاف قرارت پر محمول کر کے صحیح نہین کہہ سکتے اور نہ بعض الفاظ کو صرف غلطی کتابت قرار دیکر اونکے اصلی مطلب کو صحیح کہہ سکتے ہین۔

اور یہ مضمون خاص مسلمانون ہی کی ہدایت اور فہمایش کے لئے معرض تحریر مین آیا ہے اہل کتاب سے اس مضمون مین خطاب نہین ہے اور نہ انکی تاویلات وتجویزات سے اسمین بحث ہے۔

تیسرے عذر کا جواب

اگر یہان صرف لفظی نزاع ہے اور ان باتون کا مفتری وموضوع ہونا صاحب

تبیین کے نزدیک مسلم ہے تو ہم اہل ان مفتریات پر لفظ تحریف کا اطلاق نہین کرتے - اور اون مفتریات کی نظر سے یہ کہتے ہین کہ ان کتب مین اہل کتاب کی جعل و وضع و بناوٹ کا دخل ہے - اس لئے قسم سوم و نوع دوم قسم دوم کی نسبت مسلمانون کا وہ اعتقاد ہے جو بصفحہ (۶۷ و ۶۸) بیان ہوا - صاحب تبیین نے جو یہہ کہا ہے کہ جو تبدیلات بعض دینداروں سے ہوئی ہین وہ اسلئے تحریف مین داخل نہین کہ وہ لوگ اُنہین الفاظ کو صحیح سمجھتے تھے جنکو اوہون نے ازخود داخل کیا تھا اور قران مین اوس تبدیل کو تحریف کہا گیا ہے جس مین اہل تبدیل کو علم ہو کہ جو الفاظ ہمنے بدلائے ہین وہ اصلی نہین ہین وضعی یا کذب ہین - یہ محض مغالطہ ہے جن دینداروں نے الفاظ توریت و انجیل کو ازخود اس غرض[*] سے بدلایا تہا کہ وہ کسی اعتراض کو دفع کرین یا کوئی اور مدعا اوس سے نکالین وہ خوب جانتے تھے کہ اصل الفاظ اور ہین ہم ایک خاص غرض سے اون کو بدل رہے ہین - صاحب تبیین الکلام کو خدا جانے اس بات کا کہان سے الہام ہوا ہے "کہ وہ لوگ اپنے بڑہائے ہوے الفاظ کو اصلی اور صحیح سمجھتے تھے" - ظاہر قران تو یہہ کہہ رہا ہے "کہ وہ بھی الفاظ بدلانے والے یہہ جانتے تھے کہ ہم جھوٹ بول رہی ہین اور الفاظ کتاب کو بدل رہے ہین اب مسلمان خدا کی بات مانین یا صاحب تبیین الکلام کی -

بیانِ امر دویم

قران کے جمع و تالیف کے بیان حالات مین عیسائیون نے یہ پانچ باتین کہی ہین

[*] یہ بات خود صاحب تبیین الکلام نے تبیین کے صہ۱۲۴ مین ہارن صاحب سے نقل کی ہے چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۲ بصفحہ ۱۲۲ نقل ہو چکی ہے

(۱) قران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین جمع نہوا تھا۔

(۲) وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اوسی قسم کی اختلاف کے ساتھ پڑہا جاتا تھا جس قسم کا اختلاف توریت و انجیل مین پایا جاتا ہے۔

(۳) حضرت ابو بکر رضؓ نے اوسکو جمع کیا اور حضرت عثمان رضؓ نے اوسمین اصلاح دی۔

(۴) اور بعض آیات اوس مین سے نکال ڈالین۔

(۵) اپنے مرتبہ اور اصلاح دادہ نسخہ کے سوا باقی سب نسخے جلا دیئے۔

ان باتون سے اونہون نے تین نتایج اور دو معارضات پیدا کئے ہین اور ایک اعتراض قایم کیا ہے۔

پہلا نتیجہ یا معارضہ۔ توریت و انجیل مین جو بعض الفاظ مین اختلاف پایا جاتا ہے وہ اوسی قسم کا اختلاف ہے جو مختلف قرارات قران مین پایا جاتا ہے اِس [illegible] توریت و انجیل مین تحریف ثابت ہوتی ہے۔ تو قران مین بھی ثابت ہونی چاہئے۔

دوسرا نتیجہ یا معارضہ۔ توریت و انجیل سے بعض الفاظ نکالے گئے ہین یا بعض کتب وصحف بعض کے نزدیک کم کی گئے ہین تو ایسا ہی قران سے بعض آیات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نکالدی تھین وہ کمی مثبت تحریف ہے تو یہ بھی ہونی چاہئے۔

تیسرا نتیجہ یا اعتراض۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مرتبہ و مصححہ نسخہ کے سوا اور سب نسخون کو جلا دیا تو اوس سے معلوم ہوا کہ اون کا مرتبہ نسخہ اصل قران نہین ہے۔ یہہ اور ہے اور اگلے نسخون مین ہر ایک اور طرح کا تھا۔ اِس نتیجہ کی تائید مین وہ کہتے ہین کہ اگر حضرت

عثمان کا مرتبہ نسخہ مضمون و الفاظ مین سب اگلے نسخون کی مانند تھا اور اونمین
اور اسمیں صرف ترتیب سورتون یا آیتون کا فرق تھا۔ تو اونہون نے ان سب کو
کیون جلا دیا۔ سب کو نہیں بعض ہی نسخون کو رکھ چھوڑا ہوتا کہ جسکو نسخہ عثمانی
مین تغیر و تبدل کا شبہ ہوتا وہ ان نسخون کو دیکھ سکتا۔

الجواب

ہمارے بیان سے (جو صفحہ ۲۲۱ سے ۲۳۲ تک ہوا ہے اور اوس سے بڑھ کر
کسی عیسائی یا یہودی یا کسی اور غیر مذہب کا بیان بلا اسناد لایق اعتماد نہین
ہے) صاف ثابت ہے کہ پانچون باتین جو عیسائیون نے بیان کی ہین
محض غلط ہین۔

قران سب کا سب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت لکھا گیا تھا
(گو ایک جلد مین نہ تھا) حضرت ابو بکر نے اوسی متفرق مکتوب کو ایک جگہ کیا
اور حضرت عثمان نے اوس مین کوئی اصلاح نہین دی۔ بعض آیات کے
(جو کئی محاورات سے پڑھی جاتی تھین) صرف ایک محاورہ قریش کو رہنے
دیا۔ دوسرے محاورات کو درج نہین فرمایا۔ اور ایسا ہرگز نہین کیا کہ کسی
آیت کو بجمیع محاورات قران سے خارج کر دیا ہو۔ اور جن نسخون کو آپ نے جلا دیا تھا
وہ عام لوگون کے متفرق نسخے تھے جن مین مختلف محاورات موجود تھے
نہ وہ صحیفے جو حضرت ابو بکر کے عہد مین لکھے گئے تھے وہ صحیفے تو حفصہ کے
پاس واپس کئے گئے تھے جہان سے وہ طلب ہو کر آئے تھے۔

ان متفرق نسخون کے جلانے کا سبب اوس باہمی اختلافات کا رفع کرنا
تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد مین مختلف محاورات مین

قران پڑہنے سے واقع ہوا تھا (جسکو عیسائیون نے بہی اپنی کتابون مین نقل کیا ہے) اس مرض اختلاف کا صرف یہی علاج تھا جو حضرت عثمان رض نے کیا وہ متفرق نسخے لوگون کے ہاتھ مین رہتے تو وہ لوگ ہمیشہ وہی جھگڑے و فساد برپا رکھتے جو صحیفے حضرت حفصہ کے پاس واپس بھیجے گئے اور وہ جلائے نہ گئے تھے رفع شبہ کے لئے (اگر کسی کو واقعہ ہوتا) کافی تھے - ان مختلف محاورات کے مضامین مین وہ اختلاف نتھا جو توریت و انجیل مین پایا جاتا ہے - اس بیان سے اُن سب باتون کا غلط ہونا ثابت ہو تو ان **نتایج و معاوضات** کا بہی ابطال ہوگیا - تاہم افہام عوام کی نظر سے ہم اُن نتایج کا ابطال بالاستقلال کرتے ہین *

پہلے نتیجہ و معاوضہ کا ابطال

جو اختلاف توریت و انجیل مین پائے جاتے ہین - اُن مین بہت سے اختلاف اس قسم کے ہین جنمین اتفاق ممکن نہین اور وہ سب کے سب اصول ایمان و ہدایت کے بہی برخلاف ہین - چنانچہ بضمن بیان امر اول ثابت ہو چکا ہے - لہذا ان اختلافات کو اختلاف قرأت قران کی مانند سمجھنا اور اس سے عدم تحریف توریت و انجیل کا نتیجہ نکالنا قیاس مع الفارق ہے -

دوسرے نیتجہ و معارضہ کا ابطال

قران مین سے ایک آیت بہی نہین نکالی گئی بعض آیات کے صرف بعض محاورات

نکالے گئے ہین اور توریت و انجیل کا بہت سا حصہ خورد برد ہو ا ہے اور بہت کچھ اُسمین از خود ملایا گیا ہے - لہٰذا اوس کمی بیشی کو بعض محاورات آیات قران کی کمی کے برابر سمجہنا اور اس سے عدم تحریف توریت و انجیل کا نتیجہ نکالنا قیاس مع الفارق ہے -

توریت و انجیل کی کمی و بیشی کی تمثیلات بحث تحریف لفظی مین گذر چکی ہین* - اس مقام مین بپاسخاطر عیسائیون کے بعض تمثیلات کمی و بیشی اور ذکر کیجاتی ہین ٭

کمی کی تمثیلات جدیدہ

پادری بیڈیلی صاحب کی تاریخ مرارۃ الصدق مین بیس کتابین ایسی ذکر کی گئی ہین جنکا الہامی سے لکھا جانا عہد قدیم و جدید سے ثابت ہے - اور وہ اب عہد قدیم و جدید کے مجموعہ (بیبل) مین موجود نہین ہین بلکہ دنیا سے مفقود ہین -

ہم ان کتابون کا کسی وقت مین موجود ہونا عہد عتیق و جدید کی تیرہ کتابون سے ثابت کرتے ہین - اور اب انکا مفقود ہونا بحوالہ کتاب مذکور بیان کرتے ہین -

(۱) گنتی کی کتاب باب ۲۱ - آیت ۱۴ مین ہے " اس سبب سے خداوند کے جنگنامے مین لکھا ہے وہ سوفہ مین وہیب پر قابض ہوا " کتاب مذکور مین ہے جنگنامہ کی کتاب کا نام و نشان تک نہین ہے -

(۲) یوشع کے صحیفہ باب ۱۰ - آیت ۱۳ مین ہے " تب آفتاب کھڑا رہا اور مہتاب ٹھہر گیا یہانتک کہ اُن لوگون نے اپنے دشمنون سے انتقام لیا کیا یہ کتاب الیاشیر مین نہین لکھا ہے؟"

* دیکھو صفحہ (۸۵) و (۱۰۷) و (۱۱۸) و (۱۵۳) و (۱۵۴) و (۱۵۸) و (۱۵۹) وغیرہ وغیرہ -

کتاب مذکور مین ہے روشن کیتھالک کہتا ہے کہ مین پروٹسٹنٹون سے پوچھتا ہون کہ کتاب الیا شر کہان ہے ؟

(۳) اول سموئیل کے باب ۱۰ ۔ آیت ۲۵ مین ہے " پہر سموایل نے جماعت کو سلطنت کی آداب تبلائے اور کتاب مین لکھکے خداوند کے حضور رکھے " کتاب مذکور مین ہے یہ کتاب بھی کھوی گئی

(۴) اول سلاطین کے باب ۴ ۔ آیت ۳۲ مین ہے " اور اُسنے تین ہزار تمثیلین کہین اور اُسکے گیت ایک ہزار اور پانچ تھے " کتاب مذکور مین ہے ۔ یہ گیت اور تمثالین کہان ہین عہد عتیق مین تو اسوقت ۰۰ و مثالین ہین ۔ اور ۱۱۶ گیت ہین ۔

(۵) اول تواریخ باب ۲۹ آیت ۲۹ مین ہے " اور داؤد بادشاہ کے اعمال اول و آخر دیکھ وہ سب سموایل غیب بین کی تواریخ مین اور ناتن نبی کی تواریخ مین اور جاد غیب بین کی تواریخ مین " کتاب مذکور مین ہے ۔ یہ تینون کتابین بہی اسوقت عہد عتیق مین موجود ہین اور کہین [illegible]

(۶) دوم تواریخ باب ۹ ۔ ایت ۲۹ مین ہے " اور سلیمان کا باقی احوال اول و آخر جو ہے وہ تو ناتن نبی کی کتاب مین اور سیلانی اخیاہ کی پیشین گوئی مین اور عیدو غیب بین کی رویتون کی کتاب مین جو اُس نے یربعام بن نبات کی بابت دیکھی تھین لکھا ہے " کتاب مذکور مین ہے یہ تینون کتابین بھی کم ہو گئی ہین ۔ راقم کہتا ہے ان تینون مین ناتن نبی کی کتاب کا مفقود ہونا پہلے بیان ہو چکا ۔ لہذا اب دو شمار کرنی چاہئین ۔

اِس کتاب کے باب ۱۲ ۔ آیت ۱۵ مین ہے " اور رحبعام کا احوال اول و آخر جو ہی سو سمعیاہ نبی کی کتاب مین اور عیدو غیب بین کی کتاب مین اور نسب ناموں کی بابت لکھا ہے اور رحبعام اور یربعام کے درمیان ہمیشہ جنگ تھی "

اِشاعۃ السّنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر ۸-۹-۱۰-۱۱ و ۱۲ جلد ۱۱

اصول و ضوابط و شرح قیمت

یہ رسالہ عموماً عہ سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے - خواص (روساء اہل اسلام) بنظر اعانت للعہ عنایت فرماتے ہین بعض اشخاص سے جنکی آمدنی چالیس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہین رعایتہً چہہ روپیہ لیے جاتے ہین - جنکی آمدنی دس روپیہ سے زیادہ نہین تین روپیہ جو دس ماہوار بھی آمدنی نہین رکھتے پر علمی بضاعت رکھتے اور اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہین انکو بلاقیمت [illegible] جاتا ہے [illegible] اسکی عام قیمت تین روپیہ ہے - خاص چھ روپیہ - رعایتی عہ - ادنے ۱۲

اشتہار

ممانعت استعمال لفظ وہابی کے متعلق اس وقت تک جو کارروائی گورنمنٹ اور پبلک کیطرف سے ہوئی ہے اور وہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۷-۸ جلد ۹ وغیرہ مین شایع ہو چکی ہے اس کو انگریزی مین ترجمہ کرکے بطور رسالہ چھپوایا گیا ہے جسکی قیمت ایک روپیہ ہے اسکے طالب و شایق جلد درخواست کرین ورنہ تہوڑی مدت کے بعد وہ اس رسالہ کو نہ پائینگے کیونکہ اسکی کاپیان بہت کم چھپوائی گئی ہین - ابوسعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنۃ النبویۃ

مژدہ

رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد سلیس فارسی عبارت مین چہپکر شایع ہو گیا - جیساکہ اُردو و انگریزی مین مدت سے شایع ہو رہا ہے شائقین ہمت کو کام مین لاوین اور فارسی نسخہ کے رواید و فوائد سے حظ اُٹھائین قیمت اُردو انگریزی کی آٹھہ آٹھہ آنہ فارسی کا ایک روپیہ عہ

محل وصول دفتر اشاعۃ السنۃ لاہور

(اسلامیہ پریس لاہور مین چھپا)

سوڈان کا بہتان

سوڈان کا مہدی آئے دن نیا طوفان اوٹھاتا اور کوئی نہ کوئی بہتان کہڑا کرتا ہے - اسکے پچھلے طوفان کا بیان اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۱۱ مین بصفحہ (۳۰) ہو چکا ہے اسکے بعد اسنے یہہ بہتان کہڑا کیا ہے کہ اسنے مہدی ہونیکا دعوے کیا اور بنا ؑ علیہ ملکہ معظمہ انگلنڈ و قیصر ہند اور خدیو مصر کے نام اس مضمون کے خطوط روانہ کئے ہین (چنانچہ بعض اخبارات مین دیکہا گیا ہے) کہ "مہدی (اپنے آپ کو کہتا ہے کیونکہ مہدی متوقی کی بیعت اب ہو نہین سکتی) کی جلد بیعت کرو ورنہ شاہ حبش کی طرح تمکو تباہ کر دونگا"-

ادہر سے سُنا گیا ہے) اسکے خطوط کا کچہہ جواب نہ دیا جائیگا - بلکہ اصل خطوط بلا جواب واپس کرنا مقرر ہو چکا ہے - یہہ خبر سچ ہے تو اسکی نسبت یہہ کہنا ہمارا قومی اور ملکی فرض ہے کہ ہمارے نزدیک اصل خطوط کو بلا جواب واپس کرنا مناسب نہین - ان خطوط کا جواب دینا نہائیت ضروری ہے - اِس جواب سے گو مہدی کو فائدہ نہو گا - مگر ان مسلمانان عرب و مصر کو جو مہدی سے ہمدردی رکہتے ہین ضرور فائدہ پہونچیگا -

اِس جواب کا یہہ مضمون ہونا چاہئے کہ تیرا اور تیری پریذیسر (مشیب) کا مہدی ہونیکا اعلان محض بہتان ہے - کسی مسلمان کو اس دعوے کی تسلیم جائز نہین ہے چہ جائے اقوام غیر کو - اور اس مضمون کے ثبوت مین اس قسم کی احادیث کو پیش کرنا ضروری ہے جنسے سوڈانیون کا مہدی ہونا ممتنع ثابت ہو اور ازانجملہ بعض احادیث کا ذکر ہمارے رسالہ نمبر ۲ جلد ۱۱ بضمن مضمون "سوڈان کا طوفان" منقول ہو چکا ہے -

اس قسم کی احادیث کی فراہمی اور جواب کی ترتیب مین برٹش گورنمنٹ اپنی سلطنت کے علماے اہل اسلام سے مدد لے اور گورنمنٹ مصر علماے عرب و مصر سے - اور انکے دستخط و مواہیر سے مزین شدہ پمفلٹ اپنی ممالک مین شائع کرے اور اسکی ایک کاپی مہدی کے پاس بہیجدے -

اسباب مین ہم ایک مستقل و مفصل مضمون آیندہ اشو (اشاعت) مین مشتہر کرنا چاہتے ہین جسمین یہہ ثابت کرینگے کہ اولاً تو مہدی موعود کوئی واقع ہونیوالی چیز نہین ہے - اور کسی حدیث صحیح مین اسکے وقوع کی خبر نہین دی گئی - اور جن احادیث مین اسکی خبر وارد ہے وہ سب کی سب ضعیف ہین اور اگر بالفرض التسلیم وہ احادیث صحیح ہین اور مہدی موعود واقعی کوئی آنیوالا ہے تو پہر سوڈان کے مہدی اسکے مصداق ہرگز نہین ہو سکتے - ہماری گورنمنٹ نے اس مضمون کو پسند کیا اور مہدی کے پاس اسکا بہیجنا مناسب سمجہا تو ہم اس مضمون کا عربی مین ترجمہ کر کے ایک پمفلٹ کی صورت مین چہاپ کر گورنمنٹ مین پیش کرین گے اور قوم اور گورنمنٹ کا حق (خدمت) بجا لائین گے انشاء اللہ تعالے -

ایکٹ جذامیون کا بل

جذامیون کے علیحدہ رکھنے - اور انکی درستی حالت مین کوشش کرنے متعلق گورنمنٹ ہند نے ایک ایکٹ تجویز کیا ہے جسکا بل (مسودہ) ہوم سکرٹری گورنمنٹ ہند کی طرفسے بغرض طلب رائے ہمارے دفتر مین موصول ہوا - اس ایکٹ (یا بل) کے دس دفعات ہین -

دفعہ اول مین ایکٹ کا نام - "ایکٹ مجذومان" اور اسکے جلد نافذ ہونے کا بیان ہے -

دفعہ دوم مین مجذوم کی تعریف ہے - کہ کوئی ڈاکٹر یا حکیم اسکو مجذوم قرار دے اور اسکے خلوت گاہ کی تجویز اوران حکام کی تعیین جنکے حکم سے وہ خلوت گاہون مین رہینگے -

دفعہ سوم مین - انکے اخراجات کے لئے فنڈ مقرر کرنیکی تجویز اور خرچ کرنیوالون کے اختیارات -

دفعہ چہارم مین - مجذومون کی درخواست پر انکے لئے خلوت گاہون مین قیام کی تجویز -

دفعہ پنجم - آوارہ گرد - اور بے معیشت مجذومون کو جبراً خلوت گاہون مین رکھنے کی تجویز -

دفعہ ششم مین - ان مواضع سے مجذومون نکالنے کی تجویز -

دفعہ ہفتم مین - وقت مناسب سے پہلے مجذومون کی خلوت گاہ سے نکل جانے پر واپسی کا حکم -

دفعہ ہشتم مین - لوکل گورنمنٹون کو اختیارات در باب تقرری مکانات مجذومان - وانتظام مکانات در مجذومون کے چال چلن کی نگاہداشت -

دفعہ نہم مین - مرد اور عورتون کے علیحدہ رکھنے کی تجویز -

دفعہ دہم - مجذومون کے مذہب مین دست انداز نہونیکی تجویز -

اس ایکٹ کے اصل اصول سے کہ مجذومی علیحدہ رہین اور انکے اختلاط سے تندرست بچین ہمکو کلی اتفاق ہی اور بخیال ہدایات وتعلیمات اسلام ہم کہسکتے ہین کہ تمام* اہل اسلام کیو اس سے اختلاف نہوگا کیونکہ ہادی اہل اسلام پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد+ بسند صحیح سے ثابت ہے کہ مجذومی سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو -

رہی اس ایکٹ کی تفصیل دفعات اس کو بہی اصول ہدایات اسلام کو مخالفت نہین ہے لہذا اسکی تسلیم کو بہی اہل اسلام کو کوئی عذر نہین اور یہہ ایکٹ جلد نافذ ہونا چاہئے -

* اس مین یہہ اشارہ ہی کہ خواص جو اسباب کو حقیقی موثر نہین سمجھتے اور انپر اعتماد نہین رکھتے اس سے خلاف کرین تو کرین -

+ وہ ارشاد یہہ ہے جو صحیح بخاری مین موجود ہے فر من المجذوم کما تفر من الاسد -

وہ چور پکڑا

اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۱۱ مین بصفحہ ۸ ۴ جس مراسلت کا جعلی ہونا ہمنے ثابت کیا تہا اسکے جعلی ہونے کا جعلسازون نے خود اقبال کرلیا۔ اور شحنۂ ہند ۴ مئی ۱۸۸۹ء مین بالفاظ ذیل اظہار دیا ہے۔

"یہہ سوالات جو شحنۂ ہند ۲۴ اگست ۱۸۸۸ء مین چہپے ہین بمشورہ باہمی تحریر ہوئے تہے چونکہ سوالات کے آخیر مین تینون نام لکہنے ضرور نہ تہی لہذا ایک ہی نام لکہدیا گیا اب مولوی صاحب (نوازش علی) بوجہ کسی لالچ یا کسی دباؤ کے بقول صاحب اشاعۃ السنۃ انکاری ہین اور صاحب اشاعۃ السنۃ بنیام راقم جواب دینے مین عذر و حیلہ کرتے ہین"۔ ان فقرات مین صاف اقبال ہی کہ راقم سوالات شحنۂ ہند ۲۴ اگست ۱۸۸۸ء (جنکو مولوی نوازش علی صاحب کی طرف منسوب کیا گیا تہا) واقع مین تین* شخص تہے۔ اور برخلاف واقع وہ صرف ایک شخص (مولوی نوازش علی صاحب جوان سوالات کی علم و اطلاع سے اپنے اس خط مین جو بجواب خط ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ مورخہ ۲۷۔ اگست ۱۸۸۸ء نمبری ۶۹۱ انہون نے ارقام فرمایا اور وہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ جلد ۱۱ مین بصفحہ ۹ ۴ شایع ہوا ہے صاف انکاری ہین [illegible] کی جعلسازی صاف ثابت ہوئی ہی اس امر کی تنقیح و تحقیق کہ ملزم دعوے شمولیت مولوی نوازش علی صاحب مین سچے ہین یا مولوی صاحب انکار مین سچے اسمقام ضروری نہین۔ ملزم سچے ہون خواہ مولویصاحب ہمارا چور کہین نہین جاسکتا اور اس چوری کی سزا درست اسقدر بس ہی کہ ایسی چوٹون کو ہم مخاطب نہ بنائین۔ اور انکی سوالات ۲۴۔ اگست کا کچھ جواب نہ دین۔ جو بہلے مانس اس چوری سے نہ شرمائے۔ نہ دنیا کی ملامت سے ڈرے نہ اخروی مواخذہ سے گہبرائے انسے گفتگو مسایل شروع ہوگئی تو خدا جانے کیا کچھ کرینگے۔

ہمکو یہہ بہی معلوم ہوا ہی کہ رسالہ "ازالہ الاوہام بجواب مضمون ملازمت اشاعۃ السنۃ جو ہسی چوری کی اصول پر ایک مجہول الاسم "نفاق دشمن" کے نام سے شائع ہوا ہی وہ اسی چور کمیٹی کی تالیف ہی جسمین اس چوری کی سبب جو نہ کہنا تہا سو کہا گیا ہے اس رسالہ کی جواب سے ہماری تعرض نکرنیکی ایک وجہ یہی (چوری) ہے۔ دوسری وجہ اور ہی جسکو ہم انشاء اللہ آئندہ اشاعت مین ایسی پیرایہ مین ظاہر کرینگے کہ ہمین باوجود عدم تعرض بجواب اس رسالہ کا جواب ادا ہو۔

* ازانجملہ دو کا نام مولوی نوازش علی صاحب نے اپنے خط انکاری مین ظاہر کیا ہی (۱) فخر خاندان حاجی علی جان مرحوم حافظ عبد الغفار (۲) مسمی مولوی حمایت اللہ تیسرے شاید مولوی نوازش علی صاحب ہون جنکو ملزم اپنے جرم مین شامل کرتے ہین اور وہ اس سے انکاری ہین۔

حامی اسلام لاہور جسنے ثابت کر دکھایا کہ انتظام اسلام بریت ہو تو انکو نیچا دکھا سکتا ہے جسمین حصہ مسلمان شریک ہین اور محصول ۱عہ سالانہ قیمت ۴ ماہنگی بپر مدرسہ رفاہ المسلمین مولوی گنج لکہنؤ سے شایع ہوتا ہے
راقم
خاکسار محمد عبد الغفار
مہتمم رسالہ حامی اسلام لاہور لکہنؤ

بقیہ مضمون

"تعمیل احکام توریت و انجیل کی نسبت اسلامی اعتقاد"

کتاب مذکور (مرأۃ الصدق بیڈلی صاحب) مین ہے۔یہہ دونو کتابین (شمعیاہ نبی کی کتاب اور عیدو غیب بین کی کتاب) بھی مفقود ہین۔

(۸) اور اسی کتاب (دوم تواریخ) کے باب ۱۳۔آیت ۲۲ مین ہے پر ابیاہ کا باقی احوال اور اوس کے کام و کلام عیدو نبی کی تفسیر کی کتاب مین لکھی ہین۔ کتاب مذکور مین ہے۔یہہ کتاب بھی ناپید ہے۔

(۹) اور اسی کتاب کے باب ۲۰۔ آیت ۳۴ مین ہے اور یہوسفط کا باقی احوال اول و آخر جو ہے وہ یاہو بن حنانی کی تواریخ مین جو اسرائیل کے سلاطین کی کتاب مین شامل کی گئی ہے لکھا ہے"

(۱۰) اور اسی کتاب کے باب ۳۳۔آیت ۱۹ مین ہے۔اسکی (یعنے منسی کی) دعائین اور اس کا قبول ہونا اور اسکی ساری خطائین اور اسکی بے ایمانی اور وہ مکان جسپر اُسنے اونچے مکان بنوائے اور تسیرتین اور مورتین رکھین اس سے پہلے کہ وہ تائب اور خاکسار ہوا۔یہہ سب باتین ہوسی نبی کی تواریخ مین ہین۔کتاب مذکور مین ان دونو کتابون (یاہو نبی کی تواریخ۔اور ہوسی نبی کی تواریخ) کی بابت کوئی خاص ریمارک نہین کیا۔ان کتابون کے مفقود ہونے کا اظہار

اس عام دعوےٰ ہی سے ہوا ہے جو شروع مضمون مین مصنف نے کیا ہے کہ کتاب مقدس سے بہت سا حصہ کم ہین اور
کم سے کم بیس کتابین جلد مقدس کی کھوئی گئی ہین۔ اور انکو ان بیس گم شدہ مین شمار کیا گیا ہے

(۱۱) یوحنا کی انجیل کے باب ۲۱ - آیت ۲۵ مین ہے - "پھر اور بھی بہت سے کام
ہین جو یسوع نے کیئے - اور اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو مین گمان کرتا ہون کہ کتابین
جو لکھی جاتین وہ دنیا مین نہ سماتین"

کتاب مذکور مین ہے - "اس سے ثابت ہوا ہے کہ انجیل بھی ناتمام ہے -"

(۱۲) اول قرنتیون کے باب ۵ - آیت ۹ مین پولوس مقدس کا بیان ہے کہ مینے
خط مین تمکو یہہ خط لکھا تھا کہ تم حرامکارون مین مت ملے رہو - (۱۰) لیکن نہ یہ کہ بالکل
دنیا کے حرامکارون یا لالچیون یا لوٹیرون یا بت پرستون سے نہ ملو - نہین تو
تمہین دنیا سے نکلنا ضرور ہو (۱۱) پر مینے اب تمہین یہہ لکھا ہے کہ اگر کوئی بھائی
کہلا کے حرامکار یا لالچی یا بت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا لوٹیرا ہو
تو اس سے صحبت نہ رکھنا -

کتاب مذکور مین ہے - "ولی پاولس نے قرنتیون کو تین مکتوب لکھے ان مین سے
پہلا کھویا گیا ہے - کیونکہ جسے ہم پہلا کہتے ہین ولی پاولس لکھتا ہے کہ مینے
تمکو ایک مکتوب لکھا ہے - پس وہ مکتوب جو اسنے لکھا تھا کہان ہے"-

(۱۳) کلسیون کے باب ۴ آیت ۱۶ مین ہے - جب یہہ خط تم مین پڑھا گیا ہو
تو ایسا کرو - کہ لدوقیا کے کلیسیا مین پڑھا جاے - تم بھی اس خط کو جو لدوقیا سے
ہے پڑھو - کتاب مذکور مین ہے - "یہ کتاب (لدوقیا کا خط) بھی مفقود
ہے"

زیادتی یا الحاق کی تمثیلات جدیدہ

(۱) کتاب استثنا کا باب ۳۴ الحاق ہے - اس مین جو کچھ بیان ہوا ہے وہ

حضرت موسی علیہ السلام کا حال ہے جسکو کوئی دوسرا شخص بیان کرد ہا ہے اسکی آیت ۵ و ۶ مین یہہ بیان ہے کہ "خداوند کا بندہ موسی خداوند کے حکم کے موافق مواب کی سرزمین مین مرگیا اور اوس نے اسے مواب کی ایک وادی مین بیت فغور کے مقابل گاڑا - پر آج کے دن تک کوی اس کی قبر کو نہین جانتا"۔

یہہ الفاظ صاف کہہ رہے ہین کہ یہہ حالات حضرت موسی علیہ السلام کی موت کے بعد لکھے گئے ہین اور لکھنے والا کوئی اور شخص ہے نہ حضرت موسی علیہ السلام اہل کتاب بھی اس باب کو الحاقی مانتے ہین - پھر وہ اس باب کے لکھنے والا یقین واتفاق کے ساتھ نہین بتاتے - کوئی کہتا ہے اس کا راقم حضرت یوشع بن نون ہین - کوئی کہتا ہے عزیر علیہ السلام ہین - کوئی کسی اور کو راقم بتاتا ہے - ان کا یہہ اختلاف گویا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس کے راقم موسی علیہ السلام نہین ہین۔

(۲) ایسا ہی کتاب یشوع کا باب ۲۴ الحاقی معلوم ہوتا ہے - اسمین یشوع کے حالات وعظ و تبلیغ کوئی اور شخص بیان کرتا ہے - اسی بیان حالات کے اخیر مین کہا ہے - ۲۹ - اور ایسا ہوا کہ بعد ان باتون کے نون کا بیٹا یشوع خداوند کا بندہ جو ایک سو دس برس کا بوڑھا تھا رحلت کر گیا (۳۰) اونہون نے اسی کی میراث کے سوانی مین تمنت سرہ مین جو کوہستان افرائیم کوہ جعس کے اوتر کی طرف کو ہے اُسے دفن کیا"۔

یہہ بیان بھی صاف مظہر ہے کہ یہہ حضرت یوشع علیہ السلام کا بیان نہین ہے - اون کی وفات کے بعد کسی نے آپ کے یہہ حالات بیان کئے ہین -

(۳۴) گنتی کے باب ۲۱- آیت ۳ مین بیان ہے کہ خداوند نے اسرائیل کی آواز سُنی اور کنعانیون کو گرفتار کرایا اور اونہون نے اُنہین اور اُن کی بستیون کو حرم کردیا اور اس نے اس مقام کا نام حرمہ رکھا،،

یہہ بیان بھی صریح الحاق معلوم ہوتا ہے - مولف کتاب (حضرت موسی علیہ السلام) کا یہہ بیان ہرگز نہین ہوسکتا کیونکہ جن واقعات کی اس بیان مین حکایت وروایت ہے یعنے کنعانیون کا گرفتار ہونا اور اُن کی بستیون کا حرم یا حرمہ نام رکھا جانا - وہ حضرت موسی علیہ السلام کی زندگی مین وقوع مین نہین آئے بلکہ کنعانیون کا گرفتار ہونا حضرت موسی علیہ السلام کے بعد یوشع کے عہد مین ہوا ہے اور اُن کی بستیون کا نام حرمہ یا حرم رکھا جانا حضرت یوشع کے بھی بعد یہوداہ اور اُن کے بھائی شمعون کے عہد مین ہوا ہے - حضرت موسی علیہ السلام نے تو سرزمین کنعان مین داخل ہونیکی نسبت الله تعالی سے التجا بھی کی تھی مگر وہ منظور نہوئی - اور بجاے اُن کے حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے اِسکی بشارت دی گئی - چنانچہ استثنا کے باب ۳- آیت ۲۵ وغیرہ مین حضرت موسی علیہ السلام کے یہہ اقوال بیان ہوئے ہین - ۲۵- مین تیری منت کرتا ہون کہ مجھے اجازت ہو کہ مین پار جاؤن یعنے سرزمین کنعان مین (چنانچہ اِس باب کے عنوان مین اسپر تصریح ہے) وہ اچھی زمین جو یردن کے پار ہے دیکھون وہ اچھا پہاڑ وہ لبنان - ۲۶ لیکن خداوند تمہارے سبب سے مجھ پر غصے ہوا اور اُس نے میری نسنی بلکہ خداوند نے مجھے کہا اتنا تیرے سے کافی ہے اس مقدمہ مین مجھے اور کچھ مت کہہ - ۲۷ کوہ پسگا کی چوٹی پر چڑھ اور پچھم اُتر - اور دکھن پورب کی طرف آنکھین اوٹھا اور اپنی آنکھون سے دیکھ لے کیونکہ تو اس یردن پار نہ جائیگا - ۲۸ - پر یشوع کو وصیت کر اور اُسے دم دلاسا دے اور اُسکی قوت بڑہا - کہ وہ اُن لوگون کے آگے پار جائیگا

اور وہی انکو اوس زمین کا جو تو دیکھتا ہے وارث کریگا"۔

اور کتاب یشوع کے باب ۲۴ - آیت ۱۱ وغیرہ مین حضرت یوشع کا بنی اسرائیل سے یہہ خطاب وکلام منقول ہے۔ ۱۱- پرتم یردن کے اس پار اُترے اور یریحو تک آئے اور یریحو کے لوگون نے اموریون اور فرزیون اور کنعانیون اور حتیون اور جرجاسیون اور حویون اور یبوسیون نے تم سے مقابلہ کیا اور مینے اُنہین تمہارے قبضہ مین کر دیا"۔

اور کتاب **قاضیون** کے باب اوّل کے شروع مین ہے۔ اور یشوع کے مرنیکے بعد یون ہوا کہ بنی اسرائیل نے خداوند سے سوال کیا اور کہا کہ کنعان سے جنگ کرنے کو ہمارے واسطے پہلے کون چڑہے گا۔ سو خداوند نے فرمایا کہ یہوداہ چڑہیگا اور دیکھو مینے یہہ زمین اسکے قبضہ مین کردی × × × × × × ×

(۹) بعد اسکے بنی یہوداہ اُترے کہ اُن کنعانیون سے جو کوہستان مین اور دکن کی سرزمین اور نشیب مین بستے تھے لڑے × × × × × × × × ×

(۱۰) اور یہوداہ اپنے بھائی شمعون کے ساتھ گیا اور اُنہون نے اُن کنعانیون کو جو صفت مین رہتے تھے جا مارا اور شہر کو حرم کر دیا اور اس شہر کا نام حرمہ کہلایا"۔

اِن مقامات مین صاف تصریح ہے کہ وہ واقعات حضرت موسی علیہ السلام کے بعد واقع ہوئے ہین۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ وہ آیت الحاقی ہے اور کسی ایسے شخص کا کلام ہے جو حضرت یوشع کے بعد پیدا ہوا ہے۔ اور ان واقعات کو دیکھ یا سنکر اُسنے نقل کیا ہے۔

(۴) اور استثنا کے باب ۳- آیت ۱۳ و۱۴ مین ہے (۱۳) اور جلعاد کا بقیہ اور سارا بشن جو عوج کی مملکت مین ہے منسی کے آدہے فرقہ کو دیدی۔

ارجوب کا سارا ملک ساری بشن سمیت جو جبابرہ کی سرزمین کہلاتی تھی - ۱۴ - منسی کے بیٹے یایر نے ارجوب کی ساری مملکت جسوریون اور معکاتیون کے سوانون تک لے لی - اور اس نے اسکا اپنا نام رکھا - یعنے یائر کی بستیان بشن مین - وہی نام آجتک ہے"- یہہ آخری فقرہ کہ آجتک ان بستیون کا نام وہی ہے صاف بتاتا ہے کہ یہہ سب بیان کسی ایسے شخص کا الحاق ہے جو ان بستیون کو یائر کے فتح کرنے اور ان کا نام یائر کی بستیان قرار پانے کے بعد ہوا ہے - نہ حضرت موسی علیہ السلام کا بیان کیونکہ یہہ واقعہ جسکی اس بیان مین حکایت ہے وفات حضرت موسی علیہ السلام سے بہت مدت بعد وقوع مین آیا ہے - حضرت موسی علیہ السلام جنکی وفات کا ذکر استثنا کے آخری باب مین ہوا ہے - اور جسکو حاشیہ بیبل مطبوعہ مرزاپور مین (۱۴۵۱) برس مسیح سے پیشتر کا واقعہ بتایا گیا ہے) فوت ہوئے تو حضرت یوشع علیہ السلام ان کی جگہہ بنی ہوئے چنانچہ کتاب یشوع کے باب اوّل آیت اوّل مین تصریح ہے - اور حضرت یوشع علیہ السلام فوت ہوے تو ان سلاطین بنی اسرائیل کا سلسلہ حکومت شروع ہوا جن مین ایک یائر بھی تھا - چنانچہ کتاب قاضیون کے باب اول سے نو تک ان واقعات اور حکومتون سلاطین بنی اسرائیل وغیرہ کا وقوع جو حضرت یوشع علیہ السلام کے بعد ہوئے ہین بیان ہوا ہے اور اسکے بعد باب دہم مین تولع بن فواہ کی سلطنت کا وقوع بیان کرکے کہا ہے (۳) بعد اس کے جلعادی یائر اٹھا اور اس نے بنی اسرائیل پر بائیس ۲۲ برس حکومت کی (۴) اسکے تیس بیٹے تھے جو تیس گدھون کے بچھیرون پر چڑھا کرتے تھے - جنکے نام آجتک یائر کی بستیان ہین (اس واقعہ کو بیبل مذکور کے حاشیہ مین ۱۱۸۳ کا واقعہ بتایا ہے) جس سے ثابت ہے کہ فتوح یائر کا وقوع حضرت موسی علیہ السلام کی

وفات سے بہت زمانہ (تقریباً تین سو برس) پیچھے ہوا ہے اور اس سے یقیناً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ بیان جس مین اس واقعہ کے وقوع کی حکایت ہے الحاقی ہے۔ اس الحاق کو بھی اہل کتاب (ہنری و اسکاٹ وغیرہ) نے مجبور ہوکر ان لیا ہے گو اسکے ساتھ یہہ عذر بھی کردیا ہے کہ اُس فقرہ آخری کے الحاقی ہونیسے اصل کتاب کی صداقت مین فرق نہین آتا۔ اور اگر اس فقرہ کو چھوڑ دیا جاوے تو کچھ مطلب نہین بگڑتا"

اور یہہ خیال نہ کیا کہ اسصورت مین ان کتابون کا اعتبار کلی باقی نہین رہتا اور ان کے ہر ایک جزو فقرہ کی نسبت یہہ یقین نہین کیا جا سکتا کہ وہ خدا تعالی یا موسی علیہ السلام کا کلام ہے۔

(۵) گنتی کے باب ۱۲ کے شروع مین ہے "اور مریم اور ہارون نے موسیٰ کا شکوہ کوشی عورت کی بابت کیا جس سے اس نے بیاہ کیا تھا کیونکہ اس نے ایک کوشی عورت لی تھی۔ ۲۔ اور بولے کیا خداوند نے موسیٰ ہی سے باتین کی ہین؟۔ کیا اُس نے ہم سے باتین نہین کی؟۔ چنانچہ خداوند تعالے نے یہہ سُنا۔ ۳۔ (پر وہ مرد موسی (علیہ السلام) سارے لوگون سے جو روے زمین پر ہین زیادہ حلیم تھا"

یہہ بیان والفاظ بھی صاف بتا رہے ہین کہ یہہ حضرت موسی علیہ السلام کا کلام نہین ہے۔ کوئی اور شخص یہہ باتین کر رہا ہے۔ خصوصاً وہ فقرہ مدحیہ جس کو آیت نمبر ۳ قرار دیا ہے کہ اس کا حضرت موسی علیہ السلام سے سرزد ہونا۔ اور حضرت موسی علیہ السلام کا اپنی تعریف اپنے موہنہ سے کرنا نہایت مستبعد معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کی تمثیلات کمی و زیادتی کی ان کتابون مین اور بکثرت پائی جاتی ہین جن سب کی تفصیل موجب تطویل ہے ان چند امثلہ سے جو ہم نے

بیان کی ہین صاف ثابت ہے کہ جو کمی و بیشی ان کتب مین پائی جاتی - اور اہل کتاب مین تسلیم کی جاتی ہے - یہہ اس کمی کی نظیر نہین ہے جو قران مین بعض محاورات کے نکال دینے سے واقع ہوئی ہے قران سے بعض آیات کے بعض محاورات غیر قریش نکالے گئے ہین کوئی آیت بجمیع محاورات و الفاظ نکالی نہین گئی - اور ان کتابون کے مجموعہ سے پوری کتابین نکالی گئی ہین اور بہت سے فقرات و الواب و کتب از خود ملائے گئے ہین لہذا ان کتب کی کمی بیشی کا بعض محاورات قران کی کمی پر قیاس نہین ہو سکتا اور وہ ان کتب کو تحریف لفظی سے بچا نہین سکتا - جیسا کہ قران مجید باوجود کمی بعض محاورات تحریف و تبدل سے محفوظ ہے -

بعض عیسائیون نے جب دیکھا کہ ان روایات صحیحہ کی دست آویز سے جن مین قران سے محاورات غیر قریش نکال [illegible] مین اس قسم کی کمی ثابت نہین ہوتی جو توریت و انجیل مین پائی جاتی ہے تو اونہون نے ہٹ دہرمی و بے انصافی سے کام لیا اور قران مین اس قسم کی کمی ثابت کرنے کے لئے اسلام کے نادان دوستون (غالی شیعون) کے ان اقوال سے استدلال کیا ہے کہ موجودہ قران ناقص ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مین سے ان سورتون کو نکال ڈالا ہے - جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شان مین وارد تھین و علی ہذا القیاس -

اُن کے اس **استدلال** کے جواب دو ہین - **اوّل** یہہ کہ اون اقوال غالی شیعون کو خود اہل انصاف شیعون نے رد کر دیا ہے اور پایہ اعتبار سے ساقط ٹہرایا ہے - لہذا ان اقوال سے کسی اہل اسلام پر الزام قایم نہین ہو سکتا اور نہ ان سے کمی قران کا اثبات ممکن ہے -

والزیادۃ فی القرآن بطلانہ مجمع علیہ
واما النقصان فرواہ قوم من اصحابنا
وبعض الحشویۃ من العامۃ والاصح
خلافہ کما نص بہ السید
المرتضیٰ۔

حدیقہ سلطانی نقلاً عن
مجمع البیان

شیعہ کی کتاب حدیقہ سلطانی مین
مجمع البیان سے نقل کیا ہے کہ قرآن
مین کچھ بڑھایا جانے کا باطل ہونا تو سب
کے نزدیک مسلم ہے۔ رہا کم ہونا سو ہمارے
بعض علماء سے اور بعض عامیون سے
جو چھلکے تک پہنچے ہین یعنے مذہب کی
مغز کو نہین پہنچے۔ منقول ہے اور
صحیح مذہب اسکا خلاف ہے کہ اسمین کمی بھی واقع نہین ہوئی چنانچہ سید مرتضی
(یہ شیعہ کے بڑے مجتہد ملقب بہ علم الہدےٰ ہین) نے بہ تصریح
کہا ہے۔

اور مجمع البیان مین سید مرتضی سے نقل کیا گیا ہے کہ قرآن کے صحیح (یعنے

اعلم ان العلم بصحۃ القرآن کالعلم
بالبلدان والحوادث الکبار
والوقائع العظام المشہورۃ واشعار
العرب المسطورۃ فان العنایۃ
اشتدت والدواعی توفرت علی
نقلہ وبلغت الی حد لم یتلغ الیہ
فیما ذکرنا لان القرآن معجز النبوۃ
ومأخذ العلوم الشرعیۃ والاحکام
الدینیۃ وعلماء المسلمین قد
بلغوا فی حفظہ وعنایتہ الغایۃ

کی بابت [illegible] ہے ایسا
علم حاصل ہے جیسے شہرون کے نام
وحالات اور بڑے بڑے مشہور
حوادث اور واقعات اور عرب کے
اشعار کا علم حاصل ہے۔ بلکہ لوگون کی
توجہ نقل قرآن کی طرف اس کثرت
سے مصروف رہی ہے اور وہ نقل
اس حد (تواتر) کو پہونچی ہے جسکی
نظیر شہرون کے حالات اور واقعات
کی نقل مین پائی نہین گئی کیونکہ قرآن صحیح

حتی عرفوا کل شئی فیه من اعرابه وقرءاته وحروفه وایاته فکیف یجوز ان یکون مغیراً او منقوصاً مع العنایة الصادقة والضبط الشدید

(مجمع البیان نقلا عن السید المرتضے)

نبوت کا معجزہ ہے اور ماخذ علوم و احکام شرعیہ کا محل اسلئے مسلمانون کی توجہ اسکی نقل و محافظت کی طرف زیادہ ہوئی حتے کہ اسکے اعراب اور قراءتون اور حرفون اور آیتون کو بھی انہون نے پہچان رکھا ہے اس توجہ صادق اور ضبط شدید کے ساتھ کیونکر ممکن ہے کہ اس مین کمی یا تغیر واقع ہوا ہو۔

شیخ ابو جعفر محمد بن علی بابویہ نے رسالہ اعتقادات مین لکھا ہے۔ ہمارا

واعتقادنا فی القران الذی انزل اللہ علی نبیه هو ما بین الدفتین وهو ما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذلک [illegible] الناس مائة واربعة عشر وعندنا والضحیٰ والم نشرح سورة واحدة ولایلاف والم تر سورة واحدة ومن نسب الینا انا نقول انه اکثر من ذلک فهو کاذب

(رسالہ اعتقادات شیخ ابو جعفر)

اعتقاد قران کے حق مین یہہ ہے کہ قران مجید جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ یہہ وہی ہے جو لوگون کے ہاتھ مین دفتیون یا پٹھون کے درمیان موجود ہے۔ وہ اس سے بڑھکر نہ تھا۔ اسکی سورتین اور لوگون کے نزدیک ایک سو چودہ ۱۱۴ ہین اور ہمارے نزدیک (ایک سو بارہ ۱۱۲ کیونکہ) سورہ والضحیٰ اور الم نشرح کو ہم ایک سورۃ سمجھتے ہین (ایسا ہی) لایلاف اور الم تر کیف کو ایک۔ جو شخص ہم لوگون (شیعہ) کی طرف اس قول کو منسوب کرے کہ موجودہ قرآن سے بڑھکر اور بھی قرآن تھا وہ جھوٹا ہے"۔

ان اقوال سے صاف ثابت ہے کہ غالی شیعون کے اقوال مذکورہ کو خود شیعہ منصف نہین مانتے اور قران مین کمی یا زیادتی واقع ہونے کے وہ قائل نہین لہذا ان غالیون کے اقوال سے قران مین کمی کا وقوع ثابت نہین ہو سکتا۔ اور نہ ان اقوال سے کسی محقق شیعہ پر الزام قائم ہو سکتا ہے۔ چہ جائیکہ سنیون یا اور مسلمانون پر قائم ہو سکے۔ اور اگر صرف نام سے کام چلسکتا ہے اور ہر ایک کے قول سے جو مسلمان کہلائے دوسرے مسلمانون پر الزام قائم کرنا ممکن ہے تو یہہ الزام عیسائیون پر مسلمانون سے بڑھکر قائم ہو سکتا ہے کیونکہ عیسائیون مین ایسے لوگ بہت گذرے ہین جو کسی انجیل کو سالم و محفوظ نہین مانتے۔ اور بعض انجیلون کو بالکل جعلی و بناوٹی سمجھ رہے ہین۔

انجیل متی کی نسبت فاسٹس لکھتا ہی جو چوتھی صدی کے آخر مین ہوا ہی کہ جو انجیل متی کیطرف منسوب ہے اسکی تصنیف نہین ہی اور پروفیسر بائر جرمنی کہتا ہی کہ یہہ تمام انجیل جہوٹھی ہی اور شیوز اور شلنس بھی اس انجیل [illegible] ہین [illegible] نے اسکے باب اول و دوم کو الحاقی بتایا ہی۔ ابیونی فرقہ کے نسخے مین بھی یہ دو نو باب نہ تھے۔ انجیل مرقس کے آخری باب پر بعض متقدمین عیسائیونکو شبہہ تھا چنانچہ جیروم نے اپنی نامہ مین لکھا ہی انجیل لوقا کی باب ۲۲ کی بعض مواضع پر بعض متقدمین عیسائیونکو شبہہ تھا چنانچہ وارڈ صاحب نے لکھا ہی بعض کو پہلے دو باب پر۔ مارسیونی کی نسخہ مین بھی یہ دو نو باب نہ تھے۔ انجیل یوحنا کی نسبت اسٹادلین صاحب لکھتا ہی کہ یہ انجیل یوحنا یقیناً کسی طالب العلم مدرسہ اسکندریہ نے لکھی ہے اور ہارن صاحب نے اپنی تفسیر مین لکھا ہی کہ فرقہ الوجین نے جو دوسری صدی مین تھا اس انجیل اور سبھی تصانیف یوحنا سے انکار کیا اور برٹشنڈ کہتا ہے کہ یہہ انجیل و رسالے یوحنا کے اسکی تصنیف نہین۔ شروع دوسری صدی مین کسی عیسائی نے اسکے نام سے لکھدئے ہین اور اس انجیل کی باب ۲۱ کے بعض درسون سے جمہور علما نے انکار کیا ہے اور گروٹیس کہتا ہے کہ انجیل

یوحنا کے بیس باب تھے۔ اکیسویں باب کو موت یوحنا کے بعد کلیسیا افسس نے اپنی طرف سے ملادیا ہے" ان اقوال کو صاحب اعجاز نے بصفحہ ۱۶ و ۱۷ کتاب اعجاز عیسوی کے نقل کیا ہے۔ اور ان کی دست آویز سے عیسائیون کو اس قسم الزام دیا ہے جو غالی شیعون کے اقوال کی دست آویز سے عام مسلمانون کو عیسائیون نے دیا ہے۔

اس الزام کے جواب مین غالباً عیسائی یہی کہین گے کہ یہہ اقوال ہمارے گروہ کے دینداروں کے نزدیک مسلم نہین ہین۔ لہذا ان اقوال سے کل عیسائیون پر الزام قایم نہین ہوسکتا یہی جواب عام مسلمان غالی شیعون کے اقوال مذکورہ کا دے سکتے اور یہہ کہہ سکتے ہین کہ وہ اقوال محقق و منصف شیعون کے نزدیک مقبول اور لایق اعتبار نہین ہین۔ چہ جاے کہ سنیون یا اور مسلمانون کے نزدیک مسلم ہون۔ لہذا ان اقوال سے کل اہل اسلام پر الزام قایم نہین ہوسکتا۔

جواب دوم یہہ کہ اگر بطور فرض محال یہہ فرض و تسلیم کیا جاے کہ ان اقوال کو محقق و منصف شیعون نے رد نہین کیا بلکہ بعض محقق شیعون نے ان اقوال کو صحیح تسلیم کرلیا ہے تو بھی ان اقوال کی شہادت سے قران مین اس قسم کی کمی ثابت نہین ہوتی جو توریت و انجیل مین پائی جاتی ہے۔ کیونکہ جو کمی توریت و انجیل مین پائی جاتی ہے۔ اسکے وجود پر خود توریت و انجیل کی شہادت قایم و موجود ہے۔ جس سے کسی یہودی یا عیسائی کو انکار کی گنجایش نہین۔ اور جو کمی ان اقوال غالی شیعون کو صحیح تسلیم کرنے سے قران مین متوہم ہوتی ہے اسکے وجود پر خود قران مجید کی شہادت پائی نہین جاتی بلکہ ان ہی اقوال کی شہادت پائی جاتی ہے جو صرف بعض اشخاص کی شہادت یا راے ہے۔ جس سے انکار کرنے

اور اسکو ناقابل قبول ٹہرانے کی باقی تمام مسلمانون کو گنجایش ہے۔

ان اقوال کے جواب مین ایک ادنی مسلمان عیسائیون کو یہہ کہہ سکتا ہے کہ یہہ اقوال آیات قران نہین ہین ہم ان اقوال کو نہین مانتے اور جو کمی قران ان اقوال سے مفہوم ہوتی ہے اسکو ان غالیون کا افترا سمجہتے ہین۔ لہذا تمہارا اس کمی کو جو ان اقوال سے مفہوم ہوتی ہے کمی وزیادتی توریت وانجیل کی مانند سمجہنا اور اس سے تمام مسلمانون پر الزام قایم کرنا بعید از انصاف ہے۔

ہمارے زمانہ کے بعض عاقبت اندیش شیعون نے تہمت اعتقاد کمی قران سے اپنا دامن پاک کرنے اور اس تہمت سے سنیون کو ملوث و متہم کرنے کی غرض سے سنیون کو ان روایات حدیثیہ کو (جن سے وہ بعض آیات کا منسوخ التلاوۃ ہونا اور اسی وجہ سے ان کا قران مین درج نہونا ثابت کرتے ہین) چہاپکر مشتہر کردیا ہے۔ جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہہ روایت کہ سورہ احزاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین دوسو آیت سے زیادہ پڑہی جاتی تہی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [illegible] اب جو موجود ہے اسکی تعداد تہتر آیت سے زیادہ نہین ہے) اور حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ کوئی یہہ نہ سمجہ لے کہ مینے سبہی قران کو حاصل کرلیا ہے۔ بہت سا قرآن جاتا بہی رہا ہے اور حضرت ابی بن کعب سے یہہ روایت کہ سورہ احزاب مین آیت رجم بہتی (مینے جواب قران مین نہین ہے) اسی قسم کی روایات اور صحابہ سے جنمین بعض آیات[*] اور سورتون کا قران مین نازل ہونا بیان ہوا ہے اور اب ان آیات اور سورتون کا قران مین نشان نہین ہے۔

[*] ان آیات وسورتون کا ذکر عبارات شواہد جواب اول کے ضمن مین ہوگا انشاء اللہ تعالی

نواب شاہ

شاید بے انصاف عیسائی ان روایات سے اپنے خیالی کمی قرآن ثابت کرین یا کرتے ہون - اور اس سے عوام اہل اسلام دھوکا مین آجائین یا آگئے ہون - لہذا ان روایات سے استدلال کا (شیعہ کرین خواہ عیسائی) جواب دینا اشاعۃ السنۃ کا فرض ہے -

وہ جواب ایک نہین تین ہین -

جواب اوّل

جو ان روایات کی تسلیم صحت وقابلیت استدلال پر مبنی ہے

اُن روایات مین سے کسی صحیح روایت مین یہہ تصریح نہین ہوئی کہ وہ آیات یا

نہین ہیہ ثابت ہوتا ہے کہ جن روایات مین اس قسم کی تصریح وارد ہے وہ صحیح نہین ہین - جیسے حضرت عائشہؓ سے روایت مذکورہ بالا جس مین یہہ تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین سورہ احزاب دو سو آیت سے زیادہ پڑھی جاتی تہی اور اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ آپ کے زمانہ مین اسمین کمی نہین ہوئی بعد مین ہوئی ہے - اس حدیث کا راوی ابن لہیعہ ہے (چنانچہ ابو عبیدہ کی روایت مین بیان ہوا ہے) اور یہہ راوی ضعیف ہے - ترمذی نے جامع مین بصفحہ ۱۳ کہا ہے کہ یحیی بن سعید قطان وغیرہ آئمہ نے اسکو ضعیف کہا ہے - اور تقریب مین ہے کہ اس شخص کی کتابین جلگئین تو اسکی روایت مین اختلاط واقع ہوا - ایسی ہی وہ روایت جسکو ابو عبیدہ نے

سورتین جو قران مین درج نہین ہوئین وہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ حیات تک قران مین پڑھی جاتی تھین - یا اُن صحیفون مین جو انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مین لکھے گئے اور پھر صدیقی یا عثمانی عہد مین وہ کام مین آئے - وہ آیات مندرج تھین - حضرت ابوبکر یا حضرت عثمان نے اُن کو قران سے نکال دیا اور اُن کے تصرف ومداخلت سے اُس کمی کا وقوع ہوا بلکہ برخلاف اِسکے بعض روایات مین یہہ تصریح ہوئی ہے (جسکی طرف قران مین بھی اشارہ پایا جاتا ہے) کہ اُن آیات کا پڑھا جانا آنحضرتؐ ہی کے عہد سعادت مہد مین منسوخ ہوا - اور اُٹھا یا گیا تھا - خدا تعالےٰ نے اُن آیات کے پڑھنے سے لوگون کو خود منع کر دیا - یا لوگون کے سینون سے اُسکو بھلا دیا تھا - لہذا اس کمی کا وقوع بر تسلیم صحت روایات مذکورہ تسلیم بھی کیا جاے تو وہ صاحب قران حق جل وعلی کی طرف سے ہے نہ حضرت ابوبکر یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا کسی اَور صحابی کی طرف سے ہے [illegible] کسی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۲

حجاج بن ابی جریج سے اوس نے محمد بن ابی حمید سے اُس نے حمیدہ بنت ابی یونس سے نقل کیا ہے اور اس مین یہہ بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ کے مصحف کو بدل دینے سے پہلے ابی ابن کعب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قران مین آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما کے ساتھ یہہ لفظ بھی پڑھا تھا "وعلی الذین یصلون الصفوف الاول" اس حدیث مین کئی راوی ضعیف وناقابل اعتبار ہین از انجملہ محمد بن ابی حمید ہے جسکو تقریب وغیرہ مین ضعیف کہا ہے -

توریت و انجیل مین واقع ہوئی ہے نظیر نہین ہو سکتی۔

قران مین ارشاد ہے۔ ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہین یا اُسکو بھلا دیتے ہین اس سے بہتر یا اس کی مثل اَور بھیجدیتے ہین کیا تجھے یہہ علم نہین کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

ما ننسخ من اٰیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا۔ الم تعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر

(سورہ بقر ع ۱۳)

اسی اشارہ قرانیہ کی تفصیل و تشریح مین وہ روایات جن مین بعض آیات یا سورتون کا قران مین لکھا نہ جانا بیان ہوا ہے کتب حدیث و تفاسیر مین منقول ہین۔

تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے۔ آیت مذکورہ کی تفسیر مین ابن عباس نے فرمایا ہے۔ آیات منسوخہ کئی قسم ہین۔ از انجملہ یہ کہ لکھی رہین اور اُنکا حکم بدل جائے۔ و از انجملہ یہ کہ اسکا پڑہنا منسوخ ہو اور حکم باقی ہے (جیسے آیت رجم ہے) از انجملہ یہ کہ وہ بالکل اُٹھائی جاوے۔ نہ قران مین لکھی رہی نہ کسیکے یاد ہو۔ جیسے ابو امامہ سے مروی ہے کہ صحابہ سے چند آدمی ایک شب نماز مین ایک سورۃ پڑہنے کی ارادہ سے کہڑے ہوئے۔ پہر بجز بسم اللہ الرحمن الرحیم اسکا ایک حرف نہ پڑہ سکے

قال ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالی ما ننسخ من اٰیۃ ما نثبت خطہا و نبدل حکمہا و منہا ان یرفع تلاوتہا و یبقی حکمہا مثل اٰیۃ الرجم و منہا ان یرفع اصلا عن المصحف و عن القلوب کما روی عن ابی امامۃ بن سہل بن حنیف ان قوما من الصحابۃ قاموا لیلۃ لیقرؤا سورۃ فلم یذکروا منہا الا بسم اللہ الرحمن الرحیم فغدوا الی النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم فاخبروہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لمآئ سورة رفعت تلاوتها واحكامها وقيل كانت سورة الاحزاب مثل سورة البقرة فرفع اكثرها تلاوةً وحكماً (معالم التنزيل ص ۲۴۷)

صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر یہہ حال سنایا تو آپ نے فرمایا وہ سورت حکم اور تلاوت دونو کی نظر سے اٹھائی گئی ہے۔ کہتے ہیں سورۃ احزاب سورۃ بقر کی مانند تھی۔اس کے اکثر حصہ کی تلاوت اور حکم دونوں اوٹھائے گئے ہین +

تفسیر کبیر مین ہے۔منسوخ کیا تو صرف آیت کا حکم ہوگا۔ یا صرف تلاوت یا دونو۔

المنسوخ اما ان يكون هو الحكم فقط او التلاوة فقط او هما معا اما الذي يكون المنسوخ هو الحكم دون التلاوة فكهذه الايات التي عددناها و اما الذي يكون المنسوخ هو التلاوة فقط فكما يروى عن عمر انه قال كنا نقرأ اٰية الرجم الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما البتة نكالاً من الله والله عزيز حكيم وروى لو كان لابن اٰدم واديان من مالٍ لا تبتغى اليهما ثالثا ولا يملاء جوف ابن اٰدم الا التراب ويتوب الله على من تاب واما الذي يكون منسوخ الحكم والتلاوة معا فهو ماروت عائشه رضی اللہ تعالیٰ

صرف حکم کے منسوخ ہونے کی مثالین یہہ آیات ہین جنکو ہم نے گن سنایا ہے (یعنے آیۃ صدقہ بوقت نجوی۔ آیۂ عدت وفات یک سال وغیرہ) صرف تلاوت منسوخ ہونے کی مثال آیہ رجم ہے حضرت عمر سے مروی ہے کہ آیہ رجم (جو حاشیہ کی عربی عبارت مین ہے) ہم پڑہا کرتے ایسی ہی ایک اور آیت مندرجہ عبارت عربی مروی ہے (جسکا مضمون یہ ہے کہ ابن آدم کے پاس دو زر کے جنگل ہوں تو تیسرا بھی چاہیے۔ اسکا پیٹ مٹی سے بہرتا ہے یا توبہ نصیب ہونے سے مصرعہ

یا قناعت پر کند یا خاک گور

عنہا ان القران قد نزل فی الرضاع
بعشر معلومات ثم نسخن بخمس معلومات
فالعشر مرفوع التلاوۃ والحکم جمیعًا
والخمس مرفوع التلاوۃ باقی الحکم
وروی ایضًا ان سورۃ الاحزاب
کانت بمنزلۃ السبع الطوال اوازید
ثم وقع النقصان فیہ تفسیر کبیر صہ ج ۱

حکم اور تلاوت دونوں کے منسوخ ہونے کی
مثالیں حضرت عائشہ سے رصحیح مسلم
مین بصفحہ (۴۶۹) روایت ہوکہ رضاعتیں
(بچہ کو دودہ پلانا جس سے حرمت نکاح
ثابت ہوتی ہے) قران مین دس (یعنی دس
دفعہ بچہ کا پستان کو چوسنا) نازل ہوئی تہین
پہر دس منسوخ ہوئین اور پانچ باقی رہین
(امام رازی فرماتے ہین) دس کا حکم وتلاوت دونو منسوخ ہین۔ پانچ کی صرف تلاوت۔
اور (اسی قسم سے مروی ہے) کہ سورہ احزاب سورۃ بقر وغیرہ کی مانند تھی۔
پہر کم ہوگئی۔

اور تفسیر اتقان مین ہے۔ طبرانی نے کبیر مین حضرت ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ

اخرج الطبرانی فی الکبیر عن ابن عمر
قال قراء رجلان سورۃ اقراھما
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فکان یقران بہا فقاما ذات لیلۃ
یصلیان فلم یقدرا منہا علی
حرف فاصبحا غادین علی رسول
اللہ صلی اللہ وسلم فذکرا ذلک لہ
فقال انہا مما نسخ فالھوا عنہا۔
(تفسیر اتقان صہ ۳۱۷)

دو شخص کوئی سورہ قران
پڑہنے لگے جسکو وہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے پڑہ چکے تھے۔ جب وہ
کھڑے ہوئے تو اسکا ایک حرف بھی نہ پڑہ
سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس وہ صباح کو حاضر ہوکر شاکی
ہوئے تو آپ نے فرمایا وہ منسوخ ہوچکی ہے
(یعنی اسکا حکم اور پڑہا جانا) اب اسکو
جانے دو۔

بخاری اور مسلم مین قاریان بیر معونہ (مکان کا نام ہے) کے قصہ مین انس

وفی الصحیحین عن انس فی قصة
اصحاب بیر معونة الذین قتلوا
وقنت رسول الله صلی الله علیه
وسلم یدعوا علی قاتلیهم قال انس ونزل
فیهم قرانا قراناه حتی رفع ان بلغوا
عنا قومنا انا لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا
وفی المستدرك عن حذیفة ما تقرؤن
ربعها یعنی براءة قال ابو الحسن بن
منادی فی کتابه الناسخ والمنسوخ
ومما رفع اسمه من القران ولم
یرفع من القلوب حفظه سورة القنوت
فی الوتر ویسمی سورتی الخلع والحفد
(اتقان ص ۳۱۷)

(راوی) نے بیان کیا ہے کہ ان کے
حق مین قران نازل ہوا تھا جسکا مضمون
تھا۔ ہماری قوم کو یہہ پیغام پہونچا دو کہ ہم
اپنے رب سے جا ملے۔ وہ ہم سے راضی
ہوا اور اس نے ہمکو راضی کر دیا۔
مستدرک (حاکم کی کتاب ہے) مین
حذیفہ سے روایت ہے کہ سورہ براءة
(جو اب پڑھی جاتی ہے) ایک چوتھائی
بھی نہین ہے۔ یعنے اسکے تین حصہ
سے بڑھکر منسوخ ہوئی۔
ابوالحسن منادی نے اپنی کتاب ناسخ و
منسوخ مین ایک [illegible]
مین جنکا قران مین لکھا جانا منسوخ ہوا
اور انکو یاد سے نہین اوٹھایا سورہ الخلع اور سورہ الحفد کو ذکر کیا ہے (یعنی دعای
قنوت جسکو حنفیہ وترون مین پڑھتے ہین۔ اللھم انا نستعینک ونستغفرک الخ)
اس عبارت مین جس حدیث انس کو بخاری ومسلم کیطرف منسوب کیا گیا ہے وہ
بخاری مین بصفحہ ۵۸۶ اور مسلم مین بصفحہ ۲۳۷ مروی ہے اور اسمین صاف
تصریح ہوئی ہے کہ وہ (حصہ) قران جو ان لوگون کے حق مین نازل ہوا تھا
پیچھے منسوخ ہوا (یعنے اسکا پڑھا جانا)
رجم کی آیت کا قرآن مین نازل ہونا جو تفسیر کبیر و معالم کی عبارت مین بیان
ہوا ہے۔ یہہ حضرت عمر سے بخاری نے بصفحہ ۱۰۰۹ اور مسلم نے بصفحہ ۶۵ج۲

نقل کیا ہے۔ مگر ان ہی حضرت سے دوسری روایات مین صاف آچکا ہے کہ
اس آیت کا قرآن مین لکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا تھا۔
چنانچہ **تفسیر اتقان** مین ہے۔ حاکم (ابو عبداللہ) نے کثیر بن صلت کی سند سے

اخرج الحاکم من طریق کثیر بن الصلت
قال کان زید بن ثابت وسعید بن
العاصی یکتبان المصحف فمرا علی
ھذہ الایة فقال زید سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول الشیخ والشیخة اذا زنیا
فارجموھما البتة فقال عمر لما نزلت
اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقلت اکتبہا فکانہ کرہ ذلک فقال
عمر الا تری ان الشیخ اذا زنا ولم
یحصن جلد وان الشاب اذا زنا
وقد احصن رجم قال ابن حجر فی شرح
البخاری فیستفاد من ھذا الحدیث
السبب فی نسخ تلاوتہا لکون العمل
علی غیر الظاہر من عمومہا قلت و
خطر لی فی ذلک نکتة حسنة وھو
ان سببہ التخفیف علی الامة
بعدم اشتہار تلاوتہا وکتابتہا

نقل کیا ہے کہ زید بن ثابت اور سعید
بن عاصی مصحف لکھنے کے وقت
موقع آیت رجم پر پہونچے۔ تو زید بن
ثابت نے کہا۔ مینے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے یہ آیت سنی ہے
حضرت عمر نے فرمایا جب یہ آیت
اتری مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض
کیا یا رسول اللہ اس آیت کو لکھ لین؟
آپ نے اس امر کو پسند نفرمایا۔
نسائی نے نقل کیا ہے کہ مروان نے
زید بن ثابت (کاتب قران) کو کہا
کہ تم اس آیت کو کیون درج قران
نہین کرتے۔ انہون نے جواب دیا
کہ یہ نہین ہو سکتا۔ تم نہین دیکھتے
(اسکا ظاہری مطلب مراد نہین)
دو جوان مرد عورت بہی (زنا کی سبب)
رجم کئے جاتے ہین۔ حالانکہ اس مین

فی المصحف وان کان حکمها باقیاً لانه اثقل الاحکام واشدها و اغلظ الحدود وفیه الاشارة الی ندب الستر واخرج النسائي عن مروان بن الحکم قال لزید بن ثابت الا تکتبها فی المصحف قال لا الاتري ان الشابین الثیبین یرجمان ولقد ذکرنا ذلك فقال عمر انا اکفیکم فقال یا رسول الله اکتبنی اٰیة الرجم قال لا استطیع قوله اکتبنی ای ایذن لی فی کتابتها ومکنی من ذلك (اتقان ص ۳۱۸)

یہہ کہا گیا ہے کہ شیخ یعنے بوڑہے مرد و عورت زنا کرین تو وہ سنگسار کئے جاوین۔ یہ ذکر مین نے حضرت عمر کے پاس کیا تو اونہون نے کہا اس امر کا تصفیہ مین اپنے ذمہ لیتا ہون۔ پہر اونہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سوال کیا کہ آیت رجم کے لکہنے کی آپ اجازت دیتے ہین آپ نے فرمایا مین اجازت نہین دے سکتا۔ ابن ضریس نے زید بن ثابت سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر نے خطبہ مین فرمایا۔ لوگو تم رجم مین شک نہ کرو۔ وہ حق ہے۔ مین نے چاہا تہا کہ آیت رجم کو قران مین درج کرون۔ پہر مینے ابی بن کعب سے پوچہا تو اونہون نے کہا کیا آپکو یاد نہین کہ ایک دن آپ آئے تہے اور مین یہہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑہ رہا تہا۔ آپ نے میری سینہ مین ہاتہہ مارا اور کہا کیا تم آنحضرت سے آیت رجم پڑہتے ہو اور لوگون کا یہہ

واخرج ابن الضریس فی فضائل القراٰن عن یعلی بن حکیم عن زید بن اسلم ان عمر خطب الناس فقال لا تشکوا فی الرجم فانه حق ولقد هممت ان اکتبه فی المصحف فسالت ابی ابن کعب فقال الیس اتیتنی وانا استقرئها رسول الله صلی الله علیه وسلم

قد فعت فی صدری وقلت اتستقرئه آیة الرجم وهم یتسافدون تسافد الحمر قال ابن حجر وفیه اشارة الی بیان السبب فی رفع تلاوتها وهو الاختلاف (اتقان ص ۳۱۹)

حال ہے کہ وہ گدہون کی مانند عورتون پر چڑہ رہے ہین (یعنے عموماً زنا مین مبتلا ہین) بڈہون کو اس سے خصوصیت نہین ہے جنکا ذکر اس آیت مین ہے ابن حجر نے فرمایا کہ اس روایت مین اس آیت کی تلاوت کے منسوخ ہونے کا ایک سبب بیان ہوا ہے وہ یہہ کہ لوگون نے اسکے معنے سمجہنے مین اختلاف کیا تہا"

ان اقوال فاروقی سے صاف ثابت ہے کہ آیت رجم کا قران مین لکہا جانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود منع کر دیا تہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسکا علم حاصل تہا۔

سنن ابی داؤد مین حضرت عمر سے مروی ہے کہ اگر یہہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہینگے

وایم اللہ لولا ان یقول الناس زاد ع[illegible] فی کتاب اللہ لکتبتها (ابوداؤد ض ۲۵)

[illegible] مین ازخود ملا دی ہے۔ تو مین آیت رجم قرآن مین لکہہ دیتا۔

اس قول سے بہی مفہوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت عمر کے نزدیک منسوخ التلاوة ہو چکی تہی اور آپکو یہہ خبر تہی کہ لوگون کو اسکا منسوخ ہونا معلوم ہے۔ پہر مین نے اسکو قران مین درج کیا تو لوگ کہین گے۔ یہہ آیت تو منسوخ تہی حضرت عمر نے ازخود یعنے اپنی راے سے اسکو قران مین کیون درج کیا اور چونکہ درصورت اندراج آیت لوگون کا ایسا کہنا یقینی تہا اور اسکا وجود لازمی لہذا حضرت عمر کا اس آیت کو لکہنا ممکن نہ تہا۔ اسلئے اسکے لکہنے کی آرزو اسکے منسوخ ہونے کے مخالف نہوی اور اس آرزو سے فائدہ ومقصود اسکے منزل ہونے کے اثبات مین مبالغہ ہے۔

اس قول فاروقی کی مراد کو صاحب برہان نے نہین سمجہا اور اس ملازمت کو جو آپ کی کلام مین ہے مشکل قرار دیا ہے چنانچہ عبارت اتقان مین صاحب برہان کا استشکال منقول ہوگا۔

ان روایات و عبارات سے صاف ثابت ہے کہ جو کمی ان روایات سے مفہوم یا ثابت ہوتی ہے وہ نزول قران کے زمانہ مین صاحب قران (خدای عزوجل) کے حکم سے ہوئی ہے۔ کسی بشر کی طرف سے نہین ہوئی اور نہ بعد تقرر و کتابت قران عمل مین آئی ہے۔ ان روایات کو صحیح و قابل احتجاج تسلیم کیا جاے تو یہہ بات بھی تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ لہذا ان روایات کی دستاویز بھی نہ تو نا عاقبت اندیش شیعون سُنیون کو اعتقاد کمی قران سے متہم کر سکتے ہین اور نہ عیسائی مسلمانون کو یہ الزام دے سکتے ہین کہ "قران مین اس قسم کی کمی ہوئی ہے جو توریت و انجیل مین پائی جاتی ہے۔ لہذا وہ مثبت تحریف توریت و انجیل ہے تو یہہ بھی مثبت تحریف [illegible]

دوسرا جواب

جو ان روایات کے نا قابل احتجاج ہونے پر مبنی ہے

ان روایات مین بعض ایسی ہین جنکی صحت مسلم نہین ہے اور بعض جو صحیح تسلیم کی گئی ہین وہ اس قابل نہین ہے کہ ان سے قرآن کی آیات کا اثبات پہر انکا نسخ ہوسکے۔

وجہ یہہ ہے کہ قران یقین اور متواتر نقل سے ثابت ہوا ہے اور یہہ روایات اخبار احاد ہین۔ یعنے ایک دو راویون کی نقل و روایت۔ لہذا ان روایات سے

نہ اثبات قران ممکن ہے نہ نسخ قران روایات غیر صحیحہ کے صحیح ہونیکی تفصیل ہم اس مقام مین نہین کر سکتے اور اسکی تمثیل حاشیہ صفحہ (۲۳۸) مین مرقوم ہو چکی ہے - روایات صحیحہ کی مثبت قران و نسخ قران نہ ہونے پر شہادت علماے سلف پیش کی جاتی ہے -

شیخ جلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقان مین کہا ہے - قاضی ابو بکر نے

حکی القاضی ابوبکر فی الانتصار عن قوم انکار ھذا الضرب لان الاخبار اسماد ولا یجوز القطع علی انزال قران ونسخہ باخبار احاد لاحجة فیہا وقال ابو بکر الرازی نسخ الرسم والتلاوة انما یکون بان ینسیہم الله ایاہ ویرفعہ من اوہامہم و یامرہم بالاعراض عن تلاوتہ وکتبہ فی المصحف فیندرس علی الایام کسائر کتب الله القدیمة التی ذکرھا فی کتابہ فی قولہ ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم وموسی ولا یعرف الیوم منہا شئ ثم لا یخلو ذلک من ان یکون فی زمان النبی صلی الله علیہ وسلم حتی اذا توفی لا یکون متلوا من القران او یموت وھو متلو

ایک جماعت اہل اسلام نے آیات منسوخ التلاوۃ کے وجود سے انکار کیا ہی کیونکہ ان کے باب مین جو روایات وارد ہین وہ اخبار احاد (ایک دو راویون کی روایات ہین) اور ایسی روایات سے جو قابل دست آویز نہین قران کے نازل ہونے پر منسوخ ہونیکا یقین نہین ہو سکتا - ابوبکر رازی نے فرمایا ہے - نسخ تلاوت و کتابت آیات ہو تو یون ہو سکتا ہے کہ خدا تعالی وہ آیات لوگون کو بہلا دے اور ان کے خیالون سے اٹھا دے اور ان کے پڑہنے لکھنے سے لوگون کو منع کر دے - پہر وہ زمانہ گذر جانے کے بعد بے نشان ہو جائین - جیسے حضرت ابراہیم وغیرہ کے صحیفے جنکا

موجود بالرسم ثم ینسیه الله الناس ویرفعه من اذهانهم وغیر جائز نسخ شئی من القرآن بعد وفات النبی صلی الله علیه وسلم (اتقان ص ۳۱۸)

ذکر قرآن میں ہے۔ اور ان صحیفوں کو کوئی نہیں جانتا۔ بھلا دینا اُن آیات کا دو صورتوں سے ہو سکتا ہے ایک یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں وہ آیات بھلائی گئیں۔ جب آپ فوت ہوئے تو ان کو کوئی نہ پڑہتا تھا۔ دوسری یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے وقت وہ پڑہی جاتی تھیں۔ مگر آپ کے بعد وہ لوگوں کے سینوں سے بھلادی گئیں۔ مگر کسی آیت کا منسوخ ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جائز نہیں ہے۔ یعنے آیت کا بھلا دینا یا لوگوں کے سینوں سے اُسکو اُٹھا دینا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ہو سکتا ہے مگر منسوخ ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہیں ہو سکتا۔

صاحب برہان نے حضرت عمر کے اس قول کے متعلق جو بصفحہ ۲۴۶ سنن ابی داود

وقال فی البرهان فی قول عمر لولا ان یقول الناس زاد عمر فی کتاب الله لکتبتها یعنے آیة الرجم ظاهره ان کتابتها جائزة وانما منعه قول الناس والجائز فی نفسه قد یقوم من خارج ما یمنعه واذا کانت جائزة لزم ان یکون ثابتة لان هذا شان المکتوب وقد یقال لو کانت التلاوة باقیة لبادر

سے منقول ہوا ہے) کہا ہے کہ اِسکے ظاہر الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے کہ اس آیت کا لکھنا جائز تو تھا۔ مگر لوگوں کے معترضانہ گفتگو اس سے مانع ہوئی اور ایک امر جو بجائے خود جائز ہو۔ خارجی اسباب سے ممنوع ہو سکتا ہے اور جب اس آیت کا لکھنا جائز ہوا تو وہ ثابت ٹہری نہ منسوخ کیونکہ آیت

عمر لم يعرج على مقالة الناس لان
مقال الناس لا يصلح مانعاً وبالجملة
فهذه الملازمة مشكلة ولعله كان
يعتقد انه خبر واحد والقران لا
يثبت وان يثبت الحكم ومن هنا
انكر ابن ظفر في الينبوع عد هذا
مما نسخ تلاوته قال لان خبر الواحد
لا يثبت القران قال وانما هذا
من المنسأ لا النسخ وهما مما يلتبسان
والفرق بينهما ان المنسأ لفظه
قد يعلم حكمه انتهى وقوله لعله كان
يعتقد انه خبر واحد مردود فقد
صح انه تلقاها من النبي صلى الله
عليه وسلم (اتقان صـ ۳۶۸)

لائق کتابت کا یہی حال ہے۔ برعکس اسکے
یون بھی کہا گیا ہے کہ اگر اسکی تلاوت باقی
ہوتی تو حضرت عمر اسکو بیچ قران کرتے
اور لوگون کے اعتراض کی طرف توجہ
نفرماتے۔ کیونکہ لوگون کا اعتراض ایک
امر جائز کو ممنوع نہین بنا سکتا۔ الحاصل
اس قول فاروقی مین جو ملازمت بیان
ہوئی ہے۔ اسکا ثبوت مشکل ہے۔ شاید
حضرت عمر کا یہہ اعتقاد ہوگا کہ آیت رجم کا
ثبوت خبر واحد سے ہے جس سے قران
ثابت نہین ہو سکتا اگرچہ حکم عملی ثابت
ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ابن ظفر نے
کتاب ینبوع مین آیت رجم کو منسوخ
التلاوۃ آیات مین شمار کرنے سے انکار
کیا اور کہا ہے کہ یہہ بُھلائی گئی* آیات مین سے ہے اور کہا کہ ان دونون مین

* یہہ آیت تو لوگون کو ابتک یاد ہے۔ اسکے بُھلائے جانے سے شاید یہہ مراد ہے
کہ جسقدر لوگون کو یاد ہے وہ پوری آیت نہین ہے۔ اس کی تائید اس
کمی بیشی الفاظ آیت سے ہوتی ہے۔ جو اس کی مختلف روایات مین پائی
جاتی ہے۔
بعض روایات مین اسکے الفاظ یہہ آئے ہین۔ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا

استشباہ ہوجاتا ہے اور ان مین فرق یہہ ہے کہ جو آیہ بہلائی جاتی ہے۔ اس کا حکم معلوم رہتا ہے (امام سیوطی فرماتے ہین) صاحب برہان کا یہہ کہنا کہ شائد آپ اس روایت کو خبر واحد سمجھتے تھے اسلئے اس آیت کو درج قران نہین کیا" مردود ہے۔ یہ آیت تو اونہون نے آنحضرت سے خود سنی اور سیکھی تھی۔

فارجموھما جزاءً بما کسبا نکالاً من اللہ اس روایت کو اصولیین نے ذکر کیا ہے۔ اسمین "جزاءً بما کسبا" کا لفظ زائد ہے جو دوسری روایات مین نہین ہے۔ بعض روایات مین اسطرح آیا ہے۔ اذا زنا الشیخ والشیخۃ فارجموھما البتۃ نکالاً من اللہ اسمین البتۃ کا لفظ زائد ہے۔ جو پہلی روایت مین نہین ہے۔ بعض روایات مین اسکے یہہ الفاظ ہین۔ اذا زنا الشیخ والشیخۃ فارجموھما البتۃ بما قضیا من اللذۃ۔ اسمین بما قضیا من اللذۃ زیادہ ہے جو دوسری روایتون مین نہین ہے۔ (یہ دونون روایتین تفسیر اتقان مین ہین)

بعض روایات کے الفاظ یہہ ہین الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ نکالاً من اللہ (یہہ روایت تفسیر کبیر مین منقول ہے) اسکے الفاظ گو دوسری آیت سے ملتے ہین۔ مگر ترتیب الفاظ مین فرق ہے۔ اس لفظی اختلاف سے خیال کیا جا سکتا ہے کہ پوری آیت کسیکو یاد نہین ہے اور ابن المظفر کا اس آیت کو بہلا دی گئی آیات مین شمار کرنا محل اعتراض نہین ہے۔ اور اگر کوئی اس اختلاف کو اختلاف قراءۃ پر حمل کرکے جمیع الفاظ اسکو محفوظ خیال کرے تو اسکے جواب مین یہہ کہا جا سکتا ہے کہ یہہ تمام قران کی مانند کثرت و تواتر سے لوگون کو یاد نہین۔ صرف ایک دو شخصون کو

خاکسار (مولف رسالہ) کہتا ہے۔ صاحب برہان کا یہ قول ہے کہ شاید حضرت عمر نے اس روایت کو خبر واحد سمجھا ہوگا۔ جس سے قرآن ثابت نہیں ہو سکتا بہت درست ہے۔ اور صاحب اتقان کا اس قول کو مردود کہنا نہایت نازیبا ہے۔

یہ مانا کہ اس آیت یا حکم رجم کو حضرت عمر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا یا سیکھا تھا۔ مگر صرف آپ یا ایک آدہ اور صحابی کی سنی ہوئی بات یا روایت رتبہ خبر واحد سے ترقی نہیں کر سکتی اور نہ وہ مثبت قرآن (جسکے لئے تواتر نقل بکار ہے) ہو سکتی ہے۔

اسکے سامع حضرت عمر یا ایک آدہ اور صحابی اسکے قران ہونے کا یقین بھی رکھتے تو وہ صرف اپنے یقین سے اسکو قران نہیں بنا سکتے تھے جب تک اسکی نقل پر تواتر کا مشاہدہ نہ کرتے۔ اور کس و ناکس سے اُسکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہونا دیکھ لیتے۔ پھر اسکا منسوخ ہونا بھی صرف اپنے سامع و

ان النسیان یصح بان یامر اللہ تعالی بطرحہ من القران واخراجہ من جملہ ما یتلی ویوتی بہ فی الصلوۃ او یحتج بہ فاذا زال الحکم التعبدیہ وطال العہد نسی او ان ذکر نقل طریق ما یفد کو خبرا لواحد فیصیر بھذا الوجہ منسیا عن الصدور

(تفسیر کبیر صفحہ ۶۶۲ جلد ۱)

یاد ہے۔ اور یہ بھی ایک قسم کا نسیان ہے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں کہا ہے کہ اگر آیت فراموش شدہ کسی کو یاد بھی ہو تو وہ خبر واحد کے طور پر یاد ہو گی اس وجہ سے بھی وہ سینوں سے (یعنے اکثر کے) بھلائی گئی کہلائے گی +

یقین سے قرار نہ دے سکتے تھے جب تک اُس نسخ کا شہرہ بھی عام نہ پاتے - یہ کسی شخص کا خواہ وہ کیسا ہی جلیل القدر ہو منصب نہیں ہے کہ صرف اپنی روئت ورِوائیت سے کوئی آیت قران قرار دے پھر اپنی ہی روئت ورِوائیت سے منسوخ ٹھراوے -

حضرت عمر فاروق سے جو بخاری مسلم مین حکم رجم یا آیت رجم کا قران مین ہونا بیان ہوا ہے اور اسی کے مطابق جواب اوّل مین حضرت عمر کو قائل آیت رجم وقائل نسخ تسلیم کیا گیا ہے - وہ اس باب مین نص قاطع نہیں ہے کہ حضرت عمر نے اسکو درحقیقت آیت یا حکم قران سمجھے تھے - احتمال ہے کہ آپنے اسکو بطور مجاز آیت قران قرار دیا ہو - اس خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی بشہادت اس حکم خداوندی

وما اتاکم الرسول فخذوہ ومانہاکم عنہ فانتہوا - ( )	[illegible] قبول کرو حکماً ومعناً قران ہی کہلاتا

ہے جیسا کہ ابن مسعود نے ممانعت وشم (جسم گودنا) وغیرہ کو جو حضرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ قران سے حکم قرآنی قرار دیا تھا -

چنانچہ صحیح مسلم مین مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود نے جسم گودنے والی اور

عن علقمۃ عن عبد اللہ قال لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ قال فبلغ ذلك امرءۃ من بنی اسد یقال لہا ام یعقوب وکانت تقرء	گودوانے والے اور چہرہ سے بال چننے والی اور چنوانے والی اور دانتون کو باریک کرنے والی اور کروانے والی عورتون کو لعنت کی ام یعقوب اسدیہ جو قران پڑھی ہوئی تھی بولی کہ

القران فاتته فقالت ما حدیث بلغنی عنک انک لعنت الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق الله فقال عبد الله وما لی ولا العن من لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم وھو فی کتاب الله عز وجل فقالت المرءة لقد قرأت مابین لوحی المصحف فما وجدته فقال لئن کنت قرأتیه لقد وجدتیه قال الله عز وجل ما اتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا (صحیح مسلم طبع مصر)

کہ تو ان عورتوں کو لعنت کرتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جنکو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور وہ خدا کی کتاب مین موجود ہے مین کیون لعنت نہ کرون - وہ بولی مینے تو سبھی قران کو جو دو لوح (پٹھون) مین ہے پڑہا - اسمین مینے کہین ان کی لعنت کا ذکر نہین پایا - آپ نے کہا کہ اگر تو قران پڑہتی تو اس مین یہ ذکر پاتی - خدا تعالی فرماتا ہے کہ جو کچھ تمکو رسول صلے اللہ علیہ وسلم حکم کرے تم قبول کرو اور جس سے ہٹائے ہٹے رہو - (یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان عورتون کو لعنت کی ہے تو وہ بحکم اس آیت قران کے گویا قران مین موجود ہے -)

اس احتمال کا موید حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا وہ قول بھی ہے جس مین اونہوں نے رجم کو ایک اور حکم کتاب اللہ (درّے لگانے) کے مقابلہ مین حکم سنت قرار دیا ہے - چنانچہ صحیح بخاری اور سنن نسائی مین شعبی سے منقول ہے کہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے ایک عورت (شراحہ نامی) کو زنا کی سزا مین پنجشنبہ کے دن درّے لگائے اور جمعہ کے دن سنگسار کیا تو کسی نے آپ پر دو سزاون کو

قال سمعت الشعبی عامر بن شراحیل یحدث عن علی رضی الله عنه حین رجم المرأة یوم الجمعة فی روایة علی بن الجعد ان علیا اتی

بامرأة زنت فضربها یوم الخمیس و رجمها یوم الجمعة وکذا عند النسائی من طریق بہز بن اسد عن شعبة

قال قد رجمتها بسنة رسول الله (قسطلانی صہ ج ۱۰)

جمع کرنے کے سبب اعتراض کیا۔ آپ نے فرمایا مین نے کتاب اللہ کے حکم سے دُرّے لگائے گئے ہین اور حکم سنت سے سنگسار کیا ہے۔

یہ قول حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اس بات پر نص صریح ہے کہ آپ حکم رجم کو حکم کتاب اللہ نہ سمجھتے بلکہ حکم سنت جانتے اور رجم کے باب مین جو کچھ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اسکو ایک حدیث نبوی خیال کرتے نہ آیت قرانی۔ کیونکہ اگر وہ اس حکم کو حکم قران جانتے اور مشہور آیت الرجم کو آیت قران خیال کرتے تو وہ اپنے معترض کے جواب مین اسکا قران مین پایا جانا ظاہر فرماتے اسکو ایک حکم قرانی (دُرّے لگاتے) کے مقابلہ مین حکم سنت ہرگز نہ قرار دیتے۔

جو لوگ اس قول فاروقی کو (جو بخاری وغیرہ مین مروی ہے) مشہور آیت الرجم کی آیت قرآن ہونے مین نص سمجھین وہ اس قول مرتضوی کا (جو اس کے آیت قرانی نہونے مین نص ہے اور وہ اسی بخاری وغیرہ مین مروی ہے) جواب دین۔ اور ان دونو قولون مین کوئی وجہ تطبیق و موافقت بیان کرین۔ جو پیدا ہونی آسان نہین ہے۔

اس احتمال کا موید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ قول بھی ہے جو صحیح مسلم

عن عبادة قال قال رسول الله صلعم خذوا عنی خذوا عنی فقد جعل الله لهن سبیلا البکر بالبکر جلد مائة ونفی سنة والثیب بالثیب جلد مائة والرجم (مسلم صہ ۶۵ جلد ۲)

مین مروی ہے اور اس مین آپ نے حکم رجم کی نسبت خذوا عنی خذوا عنی (یعنے مجھ سے لو مجھ سے لو) فرمایا ہے ۔

یہ حکم رجم قران مین نازل ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موقعہ پر جبکہ لوگون کو خداتعالی کی طرف سے حسب وعدہ سورہ نساء نزول قران کا تحت انتظار تہا۔ صاف فرماتے کہ خداتعالے نے قران مین ان عورتون کے حق مین یہ حکم نازل فرمایا ہے۔ اور پہر آیت رجم پڑہ سُناتے ۔

> والتی یاتین الفاحشة من نسائکم فاستشهدوا علیهن اربعة منکم فان شهدوا فامسکوهن فی البیوت حتی یتوفهن الموت او یجعل الله لهن سبیلا (نساء ع ۳۶)
>
> امر بذلک اول الاسلام ثم جعل الله لهن سبیلا بجلد البکر مائة وتغریبها عاما و رجم المحصنة وفی الحدیث لما بین الحد قال صلعم خذوا عنی خذوا عنی قد جعل الله لهن سبیلا (جلالین لکھنوی ص ۶۳)

ان مویدات سے اس احتمال کی پوری تائید ہوتی ہے اور یہہ بات خیال مین آسکتی ہے کہ حضرت عمر نے اس خیال سے آیت رجم کو حکم قرانی کہدیا ہوگا کہ آنحضرت کا فرمودہ بہی معناً قران ہے۔ اور درحقیقت آپ کے نزدیک وہ آیت [illegible] نے اسکی خبر واحد سے ثابت ہونے کے سبب اسے آیت قران نہین سمجہا درست ہے۔ اور اسپر امام سیوطی کا اعتراض بیجا و نا زیبا ہے۔ اس امر کو کوئی نہ مانے اور حضرت عمر کو آیت رجم کے آیت قران ہونے کا قایل ہی قرار دے تو اس کے مقابلہ مین علاوہ اس بات کے جو جواب اول مین لکہی گئی ہے یہہ بہی کہا جاسکتا کہ اس صورت مین آیت رجم کا آیت قران ہونا حضرت عمر کا قول ہوگا۔ اور صرف حضرت عمر یا ایک آدہ اور صحابی کے قول سے کسی عبارت کا آیت قران ہونا ثابت نہین ہوسکتا۔ جب تک کہ وہ شہرت و تواتر کو نہ پہنچے خصوصاً ایسی حالت مین کہ اس عبارت کا آیت قران نہ ہونا۔ حضرت عمر رضی اللہ کے ہمرتبہ (علی مرتضی جیسے) اعیان صحابہ سے بہی ثابت ہو ۔

اس بحث سے بخوبی ثابت ہوا کہ روایات مذکورہ سے جو روایات صحیح تسلیم کی گئی ہین
وہ اکابر علماے اسلام کے نزدیک باوجود صحیح ہونے کے اس قابل نہین ہین کہ
اون سے کسی آیت قرآن کا اثبات ہوسکے یا اس کا منسوخ ہونا ثابت کیا جاسکے
اور کوئی عیسائی یا شیعی ان روایات سے قران مین کمی کا وقوع غلطی* سے
بھی نکال سکے ؂

تیسرا جواب

(جو ان روایات کے قابل احتجاج ہونے پر مبنی ہے اور وہ صرف عیسائیون کا مسکت و مفحم ہے)

ان سب روایات کو صحیح و قابل احتجاج مان لینے کی صورت مین ان کے جواب مین
یہہ بھی کہا جاسکتا ہے (جو استدلال اقوال غالی شیعون کے جواب دوم مین
کہا گیا ہے) کہ اس صورت فرض و تسلیم مین جو کمی قران ان روایات سے ثابت و
مفہوم ہوتی ہے وہ اس کمی و بیشی کی مانند نہین ہوسکتی جو توریت و انجیل مین
پائی جاتی ہے۔ کیونکہ توریت و انجیل کی کمی و بیشی پر خود ان کتابون (توریت
و انجیل) کی شہادت پائی جاتی ہے جس سے کسی یہودی یا عیسائی کو گنجائش
انکار نہین ہے۔ اور اس کمی پر جو روایات مذکورہ سے مفہوم ہوتی ہے صرف

* اس لفظ مین یہہ اشارہ ہے کہ ان روایات کو صحیح و قابل احتجاج ماننے پر اُنسے کمی کا استنباط کی
و اثبات غلطی ہے۔ جس کا بیان جواب اول مین ہوچکا ہے ~

ان ہی روایات کی شہادت ہے جو قرانی شہادت نہین ہے - صرف بعض روایات اور بعض راویون کی شہادت ہے جس سے ہر ایک مسلمان کو جو ان روایات کو صحیح نہ جانے یا قابل احتجاج نہ مانے - انکار کی گنجایش ہے -

فشتان بینہما۔

تیسرے نتیجہ واعتراض کا جواب

رسالہ نمبرہ جلد ۱۱ مین بصفحہ ۱۲۶ وغیرہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عثمان نے اُن صحیفون کو جن سے قران اخذ و نقل کیا تھا نہین جلایا بلکہ حضرت حفصہ کے پاس واپس بھیجدیا تھا - اور جن نسخون کو آپ نے جلادیا تھا وہ اور نسخے تھے جو دوسرے لوگون کے پاس موجود تھے - اور ان مین بعض آیات مین محاورات غیر قریش بھی درج تھے - جن کے اختلاف کے ساتھ پڑھے جانے کے سبب لوگون مین فساد شروع ہونے لگا تھا اور وہی فساد اُن نسخون کے جلا دینے پر باعث ہوا تھا -

اس بیان سے پادریون کے بیان سراپا بہتان اور اسکے نتیجہ و اعتراض کا (جو نمبر ۷ جلد ۱۱ مین بصفحہ ۲۱۰ منقول ہے) پورا جواب ادا ہوا -

معترض (پادری فانڈر) کی اس جرأت سے تعجب ہے کہ حضرت حفصہ کے پاس صحیفون کا واپس کیا جانا اور مختلف طور پر قران پڑھے جانے کے سبب بعض مسلمانون مین فساد واقع ہونا اور اس فساد کو دیکھکر حضرت عثمان کا قران کو موجودہ صورت مین لکھوانا انھون نے خود مشکوٰۃ سے نقل کیا ہے - پھر ان باتون سے آنکھ کو بند کرکے یہہ کہدیا ہے کہ "حضرت عثمان نے اگلے سب نسخون کو جلا دیا تھا اور اسکا سبب یہ تھا کہ اگلے نسخون مین ہر ایک درجہ کا تھا" جسکا ابطال اُن ہی کی نقل کردہ روایات مین موجود ہے -

پادری فانڈر نے میزان مین یہہ بھی کہا ہے (جو نمبر ۷ جلد ۱۱ مین منقول نہین ہو چکا) کہ اُس نسخے کو جو حفصہ کے پاس تہا اور عثمان نے نیز اسکو پھیر دیا تھا اسکی خبر پھر کسی کو نہ ملی اور نہ کسی نے اسکو پھر دیکھا شاید عثمان نے بعدہ اسکو

حتی اذا انسخوا الصحف فی المصاحف رد عثمان الصحف الی حفصة) فکانت عندها حتے توفیت فاخذها مروان حین کان امیرا علی المدینة من قبل معاویة فامر بها فشققت وقال انما فعلت هذا لان [illegible] خشیت ان طال بالناس زمان ان یرتاب فیها مرتاب رواہ ابن ابی داؤد وغیرہ (قسطلانی صفحہ ۵ جلد ۷)

جلا دینے کا بھی حکم دیا ہو" اسکا جواب یہہ ہے کہ وہ صحیفے حضرت عثمان کے تمام مدت خلافت مین حضرت حفصہ کے پاس رہے پھر حضرت علی مرتضی کے مدت خلافت مین رہے۔ پھر حضرت امام حسن کے ایام خلافت مین رہے پھر امیر معاویہ کے زمانہ حکومت مین [illegible] اُس زمانہ مین اُن کے نائب مروان نے اون کو پھاڑ دیا اور یہہ عذر کیا کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ درازی زمانہ کے بعد ان صحیفوں کو دیکھکر کوئی شک کریگا (یعنے بعض محاورات غیر قریش کو ان صحیفوں مین موجود اور موجودہ نسخون مین مفقود دیکھکر یہہ خیال کرے کہ ان مین نقصان واقع ہوا ہے۔

یہہ فعل مروانی بھی گو محل اعتراض مخالفین ہو۔ مگر اس سے موجودہ قران مین شک کرنیکی کسیکو گنجایش نہین ہے۔ کیونکہ موجودہ قران کا تین خلافتون (عثمانی مرتضوی اور حسنی) اور زمانہ حکومت امیر معاویہ مین اشتہار عام و شیوع تام

ہو چکا تھا اور بے شمار حفاظ قران نے اسکے مقدار و الفاظ کو صحیح وسالم تسلیم کر لیا اور کسی نے اسپر یہ اعتراض نہ کیا تھا کہ "اس مین فلان آیت چھوٹی ہوئی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری وقت تک قران مین سے پڑھی جاتی تھی۔ اور فلان آیت مین الفاظ کی یہہ تبدیلی ہوئی ہے"۔ اور اگر اسمین کچھ نقصان یا تغیر واقع ہوتا تو اُن زمانون کے صحابہ وتابعین کا اسپر سخت اعتراض ہوتا جیسا کہ اور امور خلاف حق پر ان کا اعتراض ہوا ہے۔ اور کسی خلیفہ کی خلافت کا رعب ان کو اعتراض سے مانع نہین ہوا (جس کی تفصیل ہمارے مضمون مخفیات و مواخذات صحابہ وتابعین مین بضمن ضمیمہ جات شائع ہو چکی ہے) لھذا ان صحیفون کے پھٹ جانے پر بھی موجودہ قران شک نقصان وتغیر کا محل نہین ہوسکتا تھا۔ اسی خیال سے مروان نے ان صحیفون کو باقی رکھنا غیر ضروری سمجھا اور ان کی بناء پر عوام مین کسی وقت وقوع اختلاف کا خوف ان صحیفون کے پھاڑ دینے پر اسکو باعث ہوا۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضرت حفصہ کے صحیفے باقی رہتے تو ایک زمانہ کے بعد وہ اکثر لوگون کے لئے بیکار ہوجاتے جب ان صحیفون کو دیکھنے والے اور ان کے رسم خط کے پہچاننے والے معدوم ہوجاتے۔ اسوقت ان صحیفون کی تصدیق بجز ایسی زبانی اور ایمانی (یعنے تسلیمی) شہادتون کے کہ ان صحیفون مین وہی کچھ لکھا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت مہد یا حضرت ابوبکر و حضرت عثمان کے عہد خلافت مین پڑھا جاتا تھا نہ ہوسکتی اور وہ بھی ایک دو شخاص مین جو ان کی رسم خط کو پہچانتے منحصر و محدود ہوتی۔ چنانچہ اسوقت کے بعض قلمی نسخون اور عمارات دیرینہ کے کتبون اور روپیہ پیسہ کے سکون مین جو عربی خط کوفی وغیرہ یا اور زبانون کی تحریرون مین ہین اور ان کو نزار ون

بلکہ لاکھون مین صرف چند اشخاص پڑہتے اور پہچانتے ہین اور باقی سبھی انکے بیان پر ایمان لے آتے ہین) اسی قسم کی شہادت پائی جاتی ہے جو مثبت یقین نہین ہوتی اور نہ کسی کتاب آسمانی کی مثبت ہو سکتی ہے۔ جب تک کہ اسکے ساتھ زبانی شہادت متواتر موجود نہو۔ بالجملہ فعل مروان اچھا ہوا ہے خواہ بُرا قران کے صحیح وسالم ہونے مین شک کا موجب نہین ہو سکتا۔ اس فعل سے پہلے قران کا متقرر ہونا اور پہلی صدی کے بیشمار حفاظ کے سینون مین اسکا محفوظ ہونا اور موجودہ قران کا تینون خلافتون اور زمانہ معاویہ مین اسی محفوظ کے مطابق تسلیم کیا جانا۔ اس شک سے قران کو بری کرتا ہے۔

بیان امر دوم (جو نمبر ۷ جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۵ سے شروع تہا) پورا ہوا اور اس سے ثابت ہے کہ [illegible] قران کی بابت جو کچھہ پادری [illegible] نے کہا ہے اور وہ نمبر ۵ جلد ۱۱ مین صفحہ ۱۳۷ مین مجملاً اور نمبر ۷ صفحہ ۲۱۶ مین مفصلاً بیان ہو چکا ہے وہ محض بہتان ہے۔ اور اس بیان سے جو کچھہ نتایج ومعارضات واعتراضات وہ نکالتے ہین وہ محض خیالات ہین اور قران مین وہ کمی وزیادتی ہرگز نہین ہوئی جو توریت وانجیل مین پائی جاتی ہے۔

بیان امر سوم

(کہ ان کتابون کے احکام یا اخبار کا رتبہ حدیث صحیح کے برابر نہین ہے)

ہر چند حدیث کا صحیح ہونا ایک اصطلاحی واجتہادی واختلافی امر ہے وبنا بر علیہ

حدیث صحیح کی تعیین و تشخیص مین بھی اہل اسلام کا آپس مین اختلاف ہے - ایک شخص حدیث کے راویون کے باہمی ملاقات کے ثابت ہونے کو شرط صحت حدیث قرار دیتا ہے اور معصر ہونے کے لحاظ سے امکان ملاقات کو کافی نہین سمجھتا - دوسرا صرف ان کا ثقہ و معصر ہونا دیکھکر امکان ملاقات کو صحت حدیث کے لئیے کافی سمجھتا ہے - ایک ارسال کو (تابعی کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرنا اور اس صحابی کا جس سے حدیث سُنی ہو نام نہ لینا) اور تدلیس کو (اپنے ہمعصر سے ایسی روایت جو اس سے سُنی نہو ایسے الفاظ (عن وغیرہ) سے جن سے سننے کا وہم پیدا ہو نقل کرنا) عیب قادح صحت حدیث جانتا ہے اور حدیث مرسل اور روایت تدلیس کو صحیح نہین مانتا دوسرا اسکو عیب نہین جانتا اور مرسل اور مدلس کی روایت کو بلفظ بہ صحیح [illegible] دیانت امانت و اہل حفظ و ضبط سمجھکر اسکی روایت کو مقبول و لائق اعتبار خیال کرتا ہے - دوسرا اسکو بیدین یا بے ضبط سمجھکر اسکی حدیث کو مردود و لائق انکار جانتا ہے - وعلی ہذا القیاس - ولیکن باانہمہ اختلاف بعض کتب حدیث یا ان کتب کے بعض احادیث ایسی بھی ہین جو اہل اسلام مین اتفاق کے ساتھ مانی جاتی ہین اور اُن مین جملہ شروط صحت علی اختلاف المذاہب متحقق و موجود ہین - اور ان شروط کے مطابق عقل و موافق فطرت ہونے کے لحاظ سے اقوام غیر کو بھی ان شروط کا بنظر انصاف ماننا ضروری ہے - و بنا ًعلیہ ان احادیث کو (جن مین وہ شروط پائی جاتی ہین) صحیح و لائق اعتبار تسلیم کرنا بحکم عقل واجب ہے اس قسم کی حدیثین اہل اسلام کے ہر فرقہ (شیعہ - سنی - خارجی - معتزلی وغیرہ) کی کتابون مین موجود ہین - اور وہ باتفاق کل صحیح تسلیم کیجاتی ہین -

اور بعض فرقون مین بعض کتب یا ان کتب کی بعض احادیث (جیسے سُنّیون
مین صحیح بخاری و صحیح مسلم یا اُن کی وہ احادیث جن مین دارقطنی وغیرہ نے
کچھ گفتگو نہین کی اور شیعون مین کتاب کلینی وغیرہ مسلم الصحت ہین -)

اِس قسم کی حدیثون مین شروط اربعہ صحت (راوی کا عدل و ضبط سند کا اتصال
عدم شذوذ - عدم علت) پوری اور اتفاق کے ساتھ پائی جاتی ہین - انکے
راویون کا عدل و ضبط ایسا ثابت و محقق ہوتا ہے کہ اسمین کسیکو مجال اختلاف
نہو - انکا آپس مین ملاقات رکھنا اور ایک کا دوسرے سے اخذ روایت
کرنا اور کسی راوی کا سلسلہ اسناد سے چھوٹ نہ جانا سب کے نزدیک مسلم
ہوتا ہے - ان حدیثون کے متابعات و شواہد ایسے موجود ہوتے ہین جو ان کو
علت و شذوذ سے بری کرتے ہین -

اسی قسم کی حدیثون کو ہمنے [illegible]
اور ان کتابون کے احکام و اخبار کو صحت و ثبوت مین ان ہی احادیث سے
موخر ٹہرایا ہے - جو باتفاق اہل اسلام واجب التسلیم ہے -

کل مذاہب کی متفق علیہ احادیث باتفاق کل اور خاص خاص مذاہب شیعہ
سُنّی وغیرہ کے مسلّم احادیث باتفاق علماے خاص اس فرقہ کے جو ان
احادیث کو صحیح مانتے ہین - ان کتابون سے صحت و ثبوت مین مقدم ہین -
ایک سُنّی جو صحیح بخاری یا صحیح مسلم کو قران کے بعد اصح الکتب مانتا ہے اس کتاب
کی احادیث بلا کلام کو ان کتابون سے مقدم سمجھتا ہے اور ایک شیعہ جو
کتاب کلینی کو اصح جانتا ہے - اس کتاب کی حدیثون کو ان کتب سے مقدم
سمجھتا ہے - اور جن احادیث کتب مذکورہ پر فریقین اور دیگر فرقہ ہاے اسلامی کا
اتفاق ہے وہ باتفاق کل ان کتب سے مقدم ہین -

اس تسلیم و اعتقاد پر اہل اسلام کی دلیل ان احادیث مین اتفاقی شروط صحت کا (باتفاق کل اہل اسلام ہو خواہ باتفاق فرقہ ہاے خاص) موجود ہونا ہے اور کتب عہد عتیق و جدید مین ان شروط کا مفقود ہونا۔

احادیث صحیحہ مین ان شروط کا پایا جانا ان احادیث کے اسانید دیکھنے اور ان راویون کے تحقیق حال کے لئے کتب اسماء الرجال و طبقات رواۃ و شروح کتب حدیث کی طرف مراجعت کرنے سے بآسانی ثابت ہوسکتا ہے۔

اہل اسلام (محدثین) نے ایک ایک حدیث اور ایک ایک راوی اور ایک ایک لفظ سند اور متن حدیث پر چھونبڑی ڈال رکھی ہے۔ کہین راویون کے حالات سے (کہ وہ [illegible] اور کب پیدا ہوئے اور کہان کہان رہے اور کب فوت ہوئے۔ کس کس سے اونہون نے حدیث کو روایت کیا اور کس کس نے اون سے اخذ روایت کیا۔ اُن کے صدق و امانت کا کیا حال تہا۔ اُنکا ضبط و تدین کس رتبہ کا وعلی ہذا القیاس) بحث ہو رہی ہے۔ کہین اسناد کے حالات سے (کہ اسمین سے کوئی راوی چھوٹ تو نہین گیا یا کوئی بڑہایا تو نہین گیا؟ کسی راوی کا دوسرے نے خلاف کیا ہے یا اسکی تائید و موافقت مین کچھ کہا ہے؟ وعلی ہذا القیاس) بحث ہوتی ہے۔ کہین متن و الفاظ حدیث کے حالات سے کہ فلان حدیث کے الفاظ بعینہ منقول ہین یا اسمین روائیت و حکایت بالمعنی ہوئی ہے اسکے الفاظ مین راوی کو وہم تو نہین ہوا؟ اس لفظ کی متابعت و موافقت کس کس سے ہوئی ہے؟ فلان متن کتنی سندون سے مروی ہے؟ فلان شاذ و فرد ہے۔

وعلی ہذا القیاس بحث جاری ہے۔

اور کتب عہد عتیق وجدید مین ان شروط کا مفقود ہونا اور ان کے الفاظ و ناقلون کی نسبت ایسے مباحث کا وجود مین نہ آنا ایسا ظاہر و مسلم ہے کہ خود ان کتب کے حامیون اور پیروان کو اسکا دعوی نہین ہے۔ پہر اہل اسلام احادیث صحیحہ کو ان کتب پر عمل و اخذ مین کیونکر مقدم نہ سمجہین *

یہان شاید کوئی یہہ **اعتراض** کرے کہ یہہ کتب عہد عتیق وجدید تواتر سے منقول ہین

وانما ابہمت شروط التواتر فی الاصل بان لم یبین احوال تلک الکثرۃ من العدالۃ وغیرہا لانہ ای التواتر علی ہذہ الکیفیۃ ای احوال الکثرۃ لیس من مباحث علم الاسناد اذ علم الاسناد یبحث فیہ عن صحۃ الحدیث وضعفہ لیعمل بہ او یترک من حیث صفات الرجال او صیغ الاداء والمتواتر لا یبحث عن رجالہ بل یجب العمل بہ من غیر بحث عنہا فلا یکون من علم الاسناد من ہذہ الحیثیۃ انما یکون من حیث انہ یوجب العلم ویجب العمل بہ۔ فان قیل قد اشترط فی کتب الفقہ العدالۃ فی رجال المتواتر۔ قلنا قد حملہ شارحوہا

(شرح نخبہ معہ شرح الشرح)

جیسا کہ قران لہذا ان کے راویون اور ناقلون کی توثیق اور اُن کی اسانید کی تحقیق وتفتیش ضروری نہین ہے۔ یہہ تحقیق وتفتیش اُن خبرون مین ضروری ہوتی ہے جنکے ناقل ایک دو ہوں چنانچہ اسلامی کتب شرح نخبہ وغیرہ مین مصرح ہے نقل متواتر مین کوئی محقق اس تفتیش کو ضروری نہین سمجہتا۔

اسکے **جواب** دو ہین۔ **اول** یہہ کہ ان کتابون کا بجمیع الفاظ واجزا متواتر ہونا ثابت ہو تو اہل اسلام کو ان کتب پر عمل کرنے اور اعتماد رکہنے سے انکار کیون ہو۔ اور ان کتب پر ان احادیث کو جو اخبار آحاد کہلاتی ہین ترجیح دینیکی جرأت کیونکر ہو۔ اس انکار و ترجیح کی تو اُن کو تب ہی

جرأت ہوئی ہے کہ وہ ان کتب کو متواتر نہین مانتے - اور نہ ان کتب کے حامی اُن سے یہ تواتر تسلیم کرا سکتے ہین - وہ اُن سے کیا تسلیم کرائینگے جب وہ خود ہی اِس تواتر کو نہین مانتے - اور ان کتابون کے بہت سے الفاظ و فقرات و ابواب کا مصنفین کتب سے بتواتر منقول ہونا اور کمی بیشی سے محفوظ ہونا وہ خود تسلیم نہین کرتے بلکہ برعکس اسکے وہ بڑے زور شور سے بیان کر رہے ہین کہ فلان الفاظ و فقرات و ابواب اِن کتابون مین محفوظ نہین ہین اور ان مین کمی و بیشی و تبدل و تغیر واقع ہوا ہے -

یہ مدعا ہمارے بیان سابق مین بصفحہ ۲۱۹ اور وہ صفحات جنکا حاشیہ صفحہ ۲۱۹ مین حوالہ ہے اور صفحہ (۲۲۵) و (۲۳۵) بتفصیل ثابت ہو چکا ہے - اِس مقام مین ہم بیان سابق کی تائید مین ایک عبارت اعجاز عیسوی (جسکی نقل کرنیکا وعدہ ہم نے خاتمہ [illegible] مگر اسکے الفاظ ہم کو موقع نملا) نقل کرتے ہین -

کتاب اعجاز عیسوی مین صفحہ ۲ سے ۱۳ تک یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جو کتب عہد عتیق باتفاق جمہور اہل کتاب تسلیم کی گئی ہین ان مین بہی اِس قسم کے اختلافات موجود ہین کہ وہ کب اور کہان تصنیف ہوئین اور اُن کے مولف کون شخص تھے - اور وہ الہامی تھین یا نہین - اور اِن کتابون کا ہر ایک جز (ابواب و آیات) اصل مصنفون کی تصنیف ہے یا ان مین غیر کی طرف سے بہی ملونی ہے -

پہر بصفحہ ۱۳ لغایت ۱۷ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جو کتب عہد جدید باتفاق جمہور عیسائیون کے تسلیم کی گئی ہے اُن مین بہی اس قسم کے اختلافات موجود ہین - اور انجیل متی اصل زبان عبرانی مین دنیا مین نہین رہی اور موجودہ انجیل عبرانی اسکے ترجمہ یونانی سے ترجمہ کی گئی ہے جسکے مترجم کا بہی کوئی پتہ نہین ہے"

پہر بصفحہ ۱۸ لغایت ۲۴ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جن کتب عہد عتیق و جدید کی تسلیم مین جمہور اہل کتاب کا اختلاف ہے اُن مین سے اختلافات مذکورہ کا کچہہ ٹہکانا ہی نہین اُس بحث کے ضمن مین بصفحہ ۲۱ کہا ہے ۔

بہرحال سنہ ۳۲۵ء تک حال کتب عہد عتیق اور جدید کا کچہہ پریشان تہا اور اوس سال مین جو قسطنطین کے حکم سے شہر نائس مین کونسل مقرر ہوئی تو اوس کونسل مین کتاب جوڈت واجب التسلیم ٹہری اور یہہ امر اس مقدمہ سے کہ جیروم نے اوس کتاب پر لکہا ہے واضح ہوتا ہے پس اب بحکم کونسل نائس کے ایک کتاب اور بہی مقدس ماننی پڑی پہر سنہ ۳۶۴ء مین کونسل لوڈیسیا جمی اِس کونسل نے سات کتابین اور عہد عتیق عہد جدید واجب التسلیم کر دین اِس تفصیل سے ۱ کتاب استیر ۲ نامہ یعقوب کا ۳ نامہ دوم پطرس کا ۴ اور ۵ نامہ دوم اور سوم یوحنا کے ۶ نامہ یہودا کا ۷ نامہ عبرانین کا اور یہ حکم چہٹی کونسل جنرل (یعنے عام) سے مستحکم ہوا اور ان دونون کونسلون مین مشاہدات [illegible] ۳۹۷ [illegible] تیسری کونسل کارتہیج جسمین اگسٹین اور ۱۲۶ الیکسو چہبیس اور پادری تہے جمی اور اس کونسل نے سات کتابین واجب التسلیم بنائین اور ایک کے واجب التسلیم ہونیکو موکد کیا اس تفصیل سے ۱ کتاب جوڈتہ جو وجوب تسلیم اوسکے کا موکد ہوا ۲ کتاب وزڈم ۳ کتاب ٹوبیاس ۴ کتاب باروق ۵ کتاب ایکلیزیاسٹیکس ۶ اور ۷ دو کتاب مقابیس کی ۸ مشاہدات یوحنا اور حکم اس کونسل کا چہٹی کونسل ٹرلوسی مستحکم ہوا اور جو باروق پیغمبر سکتر یرمیا علیہ السلام کے تہے تو ان کی کتاب تتمہ کتاب یرمیا علیہ السلام کا سمجہی گئی اِسلئے کونسل کارتہیج نے نام اوس کتاب کا علیحدہ فہرست مین نہ لکہا ۔ اور کونسل کارتہیج کے حکم کو کونسل ٹرلونی اور کونسل فلورنس نے اور کونسل ٹرنٹ نے بجا اور مسلم رکہا اور دونو کونسلون پچہلی نے کتاب باروق کا نام فہرستون مین درج کیا بعد اسکے یہہ بیچاری کتابین کہ اُنہون نے خدا خدا کرکے

تین صدی گذرنے کے بعد مختلف وقتون مین کونسلون کے تصدق سی لقب واجب التسلیم
اور قانونی ہونیکا پایا تہا قریب بارہ سو برس کے واجب التسلیم سب فرقون مسیحیون مین
بنی رہین اور رومن کیتہلک آجتک اُنکو واجب التسلیم سمجہتے ہین مگر فرقہ پروٹسٹنٹ
نے اون کتابون سے ایک حصہ کتاب استیر اور تمام کتاب باروق اور کتاب ٹوبیاس
اور کتاب جوڈتہ اور کتاب وزڈم اور کتاب ایکلیزیاسٹیکس اور دو نو کتابون مقابیس کو
نکالڈالا اور ان آٹہون کو واجب التسلیم نمانا اور منجملہ عذرون کے یہہ عذر پیش کئے
کہ تمام کلیسیا نے انہین نہین مانا اور ان مین تحریف ہوئی اور جہوٹ بنائی گئین
اور ان مین جہوٹی باتین موجود ہین اور ان عذرون سے پچہلے عذرون کو ہم نے
بسروچشم قبول کیا اور اس فرقہ کے اقرار کے موافق ثابت ہوگیا کہ مسیحیون سلف کا
جو چوتہی صدی مین اور بعد اسکے گذرے اعتبار نہین اور انکا اجماع اور اتفاق
قابل اعتداد نہین بلکہ دیانت سے بے نصیب تہے کہ سینکڑون ہزارون علما اتفاق
کرکے جہوٹی اور مصنوعی کتابونکو واجب التسلیم ٹہراکے [illegible] کو بے ایمانی پر
جمع کرتے تہے اور چیزون واجب الرد کو واجب الاعتقاد بتلاتے تہے اور انکے
نزدیک رومن کیتہلک جو گروہ انکا چہہ گونہ زائد اس فرقہ سے ہوگا اب تک اوسی
بلامین پڑے ہین اور انکے اقرار کے موافق تحریف اسلاف سے بہی ثابت ہوئی
مگر عذر اول ہم غریبون کی سمجہہ مین نہین آتا اسلئے اس عذر کے موافق چاہئے تہا
کہ تمام کتاب استیر اور مشاہدات اور نامہ دوم اور سیوم یوحنا اور نامہ دوم پتریس
اور نامہ یہودا اور نامہ یعقوب اور نامہ عبرانیون کو بہی خارج کرتے تمام کلیسیا نے
اول اُن کونسلون کے اُنہین بہی نہین مانا تہا بالخصوص مشاہدات اور کتاب استیر کو
یہانتک کہ بعضے مشاہدات کو کلام سرن ٹہس ملحد کی بتلاتے تہے اور وہ کہتے تہی کہ یہہ
تو ایک بے عقلی اور بے معنی اور بڑا حجاب جہالت کا ہے اور محاورہ عبارت سے

معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً اسکا مصنف یوحنا انجیلی نہین اور کتاب استیر تو ظاہر ہی
مین الہامی نہین ہوتی اسلئے کہ ساری کتاب مین کہین ذکر خدا کے نام کا بھی نہین
آیا اور نہ اُسکے مصنف کا پتہ لگتا ہے شارحین بیبل کے اٹکلون سے کچھہ کچھہ کہتے
ہین بعضے طرف علماء معبد خانہ کے جو عزرا کے زمانہ سے سیمن کے زمانہ تک گذری
نسبت کرتے ہین اور فلو یہودی تصنیف یہوکین کی جو بیٹا اُس یسوع کا ہے جو قید
بابل سے رہائی پاکر آیا تھا بتلاتا ہے اور اگسٹائین تصنیف عزرا کی اور بعضی تصنیف
مردکی کی اور بعضی تصنیف مردکی اور استیر کی اور بہت قدما عیسائیون کو اوسپر
شبہہ رہا ہے کاتلک ہرلڈ کی جلد دوم کے صفحہ ۳۴۷ مین ہے سینٹ ملیٹو نی
کتب واجب التسلیم کی فہرست مین اسکا نام درج نہین کیا چنانچہ یوسی بیس نے
اپنی تاریخ کلیسا کے باب ۲۶ کتاب چہارم مین لکھا ہے اور سنت گریگری نازین زن
نے اپنے شعرون مین صحیح کتابون کے نام ضبط کئے ہین اور نام اس کتاب کا نہین
لکھا اور سنت ایمفی لوکیس نے اپنے شعرون مین جو سلیوکس کو لکھین تھین
(اسکے واجب التسلیم ہونے پر) شبہ کیا ہے اور سنت اتھاشیش نے اپنی
۳۹ چٹھی مین اس کتاب کو رد اور ناپسند کیا اور مصنف ساپس نے اُسے
رد کیا ہے انتہی یہان تک صاف واضح ہوا کہ مقدس کتابون کی کوئی سند متصل
اہل کتاب کے پاس نہین (اعجاز عیسوی صفحہ ۲۱ تا ۲۴)

صاحب اعجاز عیسوی نے تو ان اختلافات سے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ ان کتب
کے متصل سند اہل کتاب کے پاس نہین ہے۔ ہم اس سے یہہ نتیجہ نکالتے ہین
کہ ان اختلافات کے زمانہ تک یہ کتب تواتر کو نہین پہونچین۔ پہنچتی تو ان
مین یہہ اختلافات واقع نہوتے کیونکہ تواتر سے علم یقین پیدا ہوتا ہے۔ اور
یقین اختلاف کا رافع ہوتا ہے نہ موجب ٭

دوسرا جواب

فرض کیا اور مان لیا کہ یہہ اختلافات لائق لحاظ نہین اور ان کتب کے زمانہ تصنیف اور مکان تالیف اور مصنفین کے تعیین مین کوئی اختلاف نہین - پہر بھی اونکا اپنے مصنفون سے بنقل متواتر منقول ہونا ثابت و مسلم نہین ہے - کیونکہ نقل متواتر کے لئے اہل اسلام کے نزدیک یہہ شرط ہے (جسکو اقوام غیر کا تسلیم کرنا بہی بحکم عقل بعید نہین) کہ اسکے ابتدا اور وسط مین بہی ویسی ہی کثرت ہو جیسی کہ انتہا مین ہو اور کسی درجہ مین ایسی قلت نہو جس سے اوس کے ناقلین کا کذب پر اتفاق ممکن ہو اور ان کتابون کے یہہ حالات اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ جلد ۱۱ مین بصفحہ ۱۱۵ و صفحہ ۱۱۹ وغیرہ بیان ہو چکے ہین کہ "زمانہ بخت نصر مین کتب عہد عتیق کا نام و نشان باقی نہ رہا تہا - پہر عزرا نے اون کو اپنی یادداشت سے [illegible] ہوگیا [illegible] کتابون کی صداقت پر کوئی نشان نہ تہا جب تک مسیح اور حواریون کا ظہور نہوا - اور سنہ ۳۰۳ مین عہد جدید کی کتابون کو نیست و نابود کیا گیا" اور یہہ بات مسلم کل ہے کہ ان کتابون کو زبانی یاد رکہنے کا پہلے زمانون مین رواج نہ تہا اور نہ پچھلے زمانون مین اب تک رواج ہے جیسا کہ قرآن مجید و فرقان حمید کو حفظ کرنے کا رواج صدر اول سے اسوقت تک چلا آتا ہے - اِن حالات کے ساتھ کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اِن کتابون کی نقل مین تواتر پایا جاتا ہے ٭

تیسرا جواب

جس سے مجموعہ عہد جدید کا متواتر نہونا اور بفرض

تواتر اِس کا لائق اعتبار نہونا ثابت ہوتا ہے

یہہ بھی فرض کیا اور مان لیا کہ عہد جدید کو کسی وقت مین زوال نہین آیا اور جن لوگون (متی - یوحنا - پولوس وغیرہ) کی طرف یہہ کتابین منسوب ہین انہی سے اِنکا ہر ایک جزو بنقل متواتر ثابت ہے - پھر بھی ان کتب کے مضامین و ہدایات کا حضرت مسیح علیہ السلام سے (جنپر انجیل کا نازل ہونا اہل اسلام کے نزدیک مُسلَّم ہے) بتواتر منقول ہونا ثابت نہین ہوتا ہے - کیونکہ اس تواتر مفروض الوجود کا سلسلہ انہین لوگون (متی وغیرہ) پر ختم ہوتا ہے - ان سے اوپر حضرت مسیح علیہ السلام [illegible] نہین جاتا.

> وقفینا علی آثارھم بعیسی بن مریم مصدقا لما بین یدیہ من التوراۃ -
>
> (مائدہ ۶ ۷)

✤ اہل اسلام کے نزدیک وہی انجیل واجب التسلیم والایمان ہے - جو حضرت مسیح علیہ السلام پر نازل ہوئی نہ موجودہ مجموعہ عہد جدید جسے اَوَرون نے تصنیف کیا ہے اسباب مین ۱۸۵۷ء سے پیشتر علمائے دہلی نے ایک فتوی شائع کیا تہا جو اعلام عوام کے لئے اس مقام مین نقل کیا جاتا ہے :-

چہ میفرمائید علمائے دین کثرہم اللہ تعالی درینباب کہ ہر مجموعۂ عہد جدید کہ الحال مادریی صاحبان ترجمہ ہائے او تقسیم مینمایند و مشتملست بر چہار صحیفہ کہ در آن حالات مسیح و اقوال شان بطور تاریخ از اول ولادت تا عروج آسمان مرقوم ہست و در چہار مصرحست کہ مسیح مصلوب شدہ و مشتملست بر کتاب اعمال حوارین کہ تصنیف لوقا تابعیست و در و حال حوارین بطور تاریخ مرقوم است و بر چہاردہ نامہ پولوس و یکنامہ یعقوب و دو نامہ

لہذا یہہ کتابین اور اون کی ہدایات باوجود تسلیم تواتر مفروض اصل صاحب کتاب حضرت عیسی علیہ السلام سے بتواتر منقول نہین ہین بلکہ جو کچھہ ان مین حضرت عیسی علیہ السلام سے منقول ہے وہ بنقل احاد (متی وغیرہ) منقول ہے اور خبر واحد کے حکم مین ہے اور وہ اون احادیث نبویہ کی مانند ہے جنکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک یا دو یا چار اصحاب نے نقل کیاہے گو اونکے بعد

پطرس وسنہ نامہ یوحنا آیا اہل اسلام اطلاق کلام ربانی بر وفق مذہب خود میسازد وانجیلیکہ در قرآن ذکر آن شدہ ہمین مجموعہ ایست یا آن انجیل عبارت ازان کلام ربانی کہ فقط بر عیسیٰ نازل شدہ بود بینوا توجروا

جواب

نزد اہل اسلام انجیل عبارت ازان کلام ربانی است کہ بر حضرت عیسےٰ علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نازل شدہ بود مشتمل بر ہدایت ونور ومصدق احکام توریت ونصیحت برای پرہیزگاران نہ ازین مجموعہ عہد جدید قال اللہ سبحانہ وقفینا علے آثارھم بعیسے ابن مریم مصدقا لما بین یدیہ من التوریۃ واتیناہ الانجیل فیہ ھدی ونور ومصدقا لما بین یدیہ من التوریۃ وھدی وموعظۃ للمتقین ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتب ومھیمنا علیہ قال فی تفسیر البغوی ومعنی آیات القران ما قال ابن جریج القران امین علے ما قبلہ من الکتاب فما اخبر اھل الکتاب عن کتابھم فان کان

اون کے نقل مین تواتر ہو گیا ہے - یا اون کتب حدیث کی مانند مین جنکو ایک ایک امام (بخاری و مسلم وغیرہ) نے تالیف کیا ہے گو پھر اُن سے ہزار ون اشخاص نے ان کتب کو نقل و روایت کیا ہے - و معہذا ان احادیث و کتب احادیث کو آنحضرت سے متواتر نہین مانا جاتا اور اگر کوئی کہے تو تواتر قوم غیر سے اسکی تسلیم کی توقع نہین ہے پھر اون کتب یا اون کی ہدایات کو جو حضرت مسیح علیہ السلام سے صرف ایک دو یا چار اصحاب (حواریون) کی روایت سے مروی ہین کیونکر متواتر تسلیم کیا جائے ؛

اِس جواب کے جواب مین شاید عیسائی یہہ کہین کہ اون کتابون کے مؤلف

فی القرآن فصدقوہ والا فکذبوہ قال سعید بن المسیب والضحاک قاضیًا وقال الخلیل رقیبا و حافظا والمعانی متقاربة ومعنی الکل ان کل کتاب یشهد بصدقه القرآن فهو کتاب الله و مالا فلا انتہی قال فی التفسیر المظہری بعد قوله فکذبوہ یعنی ان کان تکذیبه فکذبوہ و ان کان القرآن ساکتا عنه فاسکتوا عنه لاحتمال الصدق والکذب من اهل الکتاب والله سبحانه ولی التوفیق -

مہر محمد کریم الله ۱۲۸۳	فقیر احمد سعید احمدی	دین محمدی ور فرید آمده
مہر مولوی کریم الله صاحب ساکن لال چاہ مدرس مسجد متصل حوض قاضی ساکن شہر شاہجہان آباد	مہر جناب فیض انتساب سجادہ نشین شاہ ابوسعید قدس سرہ شاہ احمد سعید صاحب دام فیوضہم	مہر مولوی فخر الدین صاحب مدرس جامع مسجد ساکن شاہجہان آباد

خود ملہم و رسول تھے انپر روح القدس اُتری - اور یہہ کتابین اُنہون نے الہام سے
تالیف کی اور جو حالات و ہدایات مسیح علیہ السلام کی ان مین موجود ہین وہ

الجواب الثانی

جواب در صورت مرقومہ بر مستبصران شریعت بیضاء و متدیّنان ملت بیضا اظہر من الشمس
است کہ بودن این تراجم مذکورہ با اصل آنہا ہم اگر مطابق ہمین تراجم مسطورہ است
ہمان انجیل یعنے کلام ربانی کہ او تعالی جلشانہ بانزال فرمودن آن بر حضرت عیسی علی
نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام در قرآن مجید خبر دادہ نزد علماء شریعت محمدیہ علی صاحبہا
الف صلوۃ و تحیۃ بخبر احاد ہم مروی و محفوظ نیست چہ جاکہ خبر مشہور شدہ و اعمال حواریین
کہ تصنیف لوقا تابعی است و ہمچنین نامجات پولوس وغیرہ بر مذہب ما داخل نیستید
بلکہ انجیل نزد ما فقط عبارت از ان کلام حضرت عیسی بود کہ موافق وحی ربانی ارشاد
[illegible] - بلکہ
اطلاق کلام ربانی بر اصل توریت کہ بزبان عبرانی بود و بر مجموع اصل انجیل بسبب تحریفات
کثیرہ ہم نمیتواند شد زیرا کہ تحریفات بشتر در اصل ہر دو کتاب توریت و انجیل
از ایشان واقع شدہ و قرآن شریف بر تحریفات ایشان ناطق است - قال اللہ تعالی
فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم الآیۃ - یحرفون الکلم
عن مواضعہ ویقولون علی اللہ الکذب وھم یعلمون و
یقولون ھو من عند اللہ وما ھو من عند اللہ ویلبسون
الحق بالباطل ویکتمون الحق وھم یعلمون الایات و دیگر بسیارے
از آیات کریمہ بر تحریفات ایشان دلالت میکنند کالشمس فی رابعۃ النہار لہذا اہل تفسیر
گفتہ اند لانھم یحرفونہا و ینکرون وجود تلک الایات الدالۃ علی

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۷۳)

اگرچہ بنقل احاد غیر متواتر منقول ہین مگر رسولون کی خبر واحد بھی اہل ایمان کے لئے اورون کی نقل متواتر کے برابر بلکہ اوس سے بڑھکر ہے - اسکا جواب یہ ہے کہ اہل اسلام کے نزدیک ان لوگون کا ملہم اور خدا کی طرف سے رسول ہونا ثابت و مسلم*

نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم - کذا فی التفسیر النیشاپوری وغیرہ

ونیز باید دانست کہ تحریفات لفظیہ ومعنویہ ہر دو دران شان واقع شدہ وقد صرح کثیر بان الیہود والنصاری بدلوا الفاظا کثیرۃ من التوریۃ والانجیل واولوا لغیرہا من قبل انفسہم وحرفوا ایضا کثیرا من المعانی بتاویلہا علی غیر الوجہ کذا فی القسطلانی وقد سرد ابن حزم فی الفصل فی الملل والنحل اشیاء کثیرۃ من ہذا الجنس منہا ان ابنتی لوط بعد ھلاک قومہ [illegible] اباھما بعد ان [illegible] کلا منہما محملتا بہ وغیر ذلک من الامور المنکرۃ کذا فی فتح الباری مختصرا پس ہرگاہ کہ حال اصل انیست تراجم این را چہ اعتبار کما لا یخفی علی ذوی الابصار واللہ اعلم بالصواب -

(بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۲۷۴)

نوازش علی | محمد ضیاء الدین | محمد قطب الدین | سید محمد نذیر حسین

مہر جناب مولوی نوازش علی صاحب مدرس مسجد دار البقاء

مہر مولوی ضیاء الدین صاحب دہلوی

مہر جناب محمد قطب الدین شاہجہان آبادی

مہر جناب مولوی محمد نذیر حسین صاحب دام فیوضہم

دار الہدیہ نو قمیر شیخ حسین بخش سوداگر

سراج العلماء ضیاء الفقہاء مفتی عدالت العالیہ سلطانی سید رحمت علیخان

* اہل اسلام کے نزدیک کیونکر مسلم ہو جبکہ بعض رسولون کا رسول ہونا عیسائیون مین

نہین ۔ نہ خداتعالی کی کلام مین اون کا رسول ہونا بیان ہوا ہے نہ پیغمبر علیہ السلام کی کلام مین کہین اسکا ذکر پایا جاتا ہے ۔ اِن ہی کتب مین اون کے الہام و رسالت کا ذکر ہے سو اہل اسلام کے نزدیک محرف و غیر محفوظ ہونے کے سبب لائق اعتماد

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۵

بالاتفاق مسلم نہین ہے ۔ وہ انکو رسول آدمی نہین جانتے اور اونکی ہدایتون اور نصیحتون کو حق نہین مانتے اور ان کی کلام مین غلطیون کا پایا جانا بیان کرتے ہین ۔ عیسائیون مین ابیونی دو فرقے تھے ہین اِن دونو فرقون کے لوگون کا عقیدہ یہہ تہا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو محض آدمی جانتے تہے ۔ اور اِس فرقہ کے لوگ صرف متی کی انجیل کو قبول کرتے تہے (رومن تواریخ کلیسیا صفحہ ۹۷) یعنی عبرانی انجیل متی کو وہ مانتے تھے اور نسب نامہ اوس انجیل مین نہ تہا اور یہی ابیونی فرقہ پولوس کے ناجات کو رد کرتا تہا اور پولوس کو توریت سے پھرا ہوا کہتا تہا لارڈنر اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۲۷ء جلد ۶ صفحہ ۳۸۳ مین قول اورجن کا نقل کرتا ہے کہ فرقہ ابیونی کے دونو گروہ کے لوگون نے پولوس کے ناجات کو رد کیا اور پولوس کو دانا اور نیک آدمی نہ جانتے تہے انتہی (رسالہ انعام عام ص ۱۵)

رد لکس اور اور پروٹسٹنٹ کہتے ہین کہ نامون پولوس مین سب کلام پاک نہین اور چند چیزون مین اُسنے غلطی کی ہے ۔ مسٹر فلک پطرس حواری پر الزام غلطی اور جہالت انجیل کا لگاتا تہا ۔ میگڈبی برجنس حواریون خصوصاً پولوس پر الزام غلطی کا لگاتے ہین ۔ وای ٹیکر کہ بڑا عالم فرقہ پروٹسٹنٹ کا ہے کہتا ہے کہ بعد عروج مسیح کے آسمان پر اور نزول روح القدس کے سب کلیسیا نے غلطی کی ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص نے بہی بلکہ حواریون نے بہی جو غیر اسرائیلیون کے دعوت طرف ملت مسیحی کے کی اور پطرس نے اور بہی غلطی رسوم مین کی اور یہہ بڑی غلطیان حواریون سے

نہین ہے۔ خصوصاً اون ہی کتب اور اُن ہی کے مصنفون کے دعاوی کی شہادت مین
جو مدعی کی شہادت اپنے حق مین بنتی ہین۔

عیسائی پہلے اِن لوگون کا الہامی اور خدا کی طرف سے رسول ہونا ثابت کرلین اور ان
کتب کی تحریف وتصرف غیر سے محفوظ ہونا مدلل کر دکھائین پھر اِن لوگون کی خبر واحد کا
نقل متواتر کے برابر یا اس سے بڑھکر ہونے کا دعوی کرین۔

اہل اسلام عہد عتیق وجدید کے اکثر حصہ کو جو حضرت موسی وحضرت داؤد وعیسے علیہم السلام (جنکو
وہ رسول جانتے ہین) کی طرف منسوب نہین ہے۔ خصوصیت کے ساتھ واجب التسلیم*
نہین مانتے ان کی نسبت یہی اجمالی ایمان "امنا بالله وما انزل الینا" یعنے جو خدا
کی طرف سے نازل ہوا ہے اُسپر ہم ایمان لائے - وتسلیم رکھتے ہین اگو
اون کے مصنفون سے اون کا بنقل متواتر منقول ہونا مان لین اور اون
باتون سے جو [illegible] بحث کرین اور اس
تسلیم مین وہ یہی عذر کرتے ہین کہ ہماری کتاب مین اون کتب اور اون کے
مولفون کی تصدیق وشہادت نہین پائی جاتی اور ان کتابون پر ان کی تحریف
وتغیر کے سبب ہمارا اعتماد نہین۔ اس بحث وبیان سے صاف عیان ہے
کہ کتب عہد عتیق وجدید کی نسبت دعوے تواتر نقل محض فضول وخلاف عقل ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۶)

بعد نزول روح القدس کے ہوئی ہین - لواتھروس کہتا ہے کہ بعضے علمار کبار پیرو لوتھر کے کہتے
تھے کہ ہم پولوس کے مسئلہ پر تو شبہہ کرین لیکن مسئلہ لوتھر اور کلیسہ اسپرگ کی کتاب عقاید پر
شبہہ نہین کرتے - (اعجاز عیسوی ص ۲۰۶ وغیرہ)

* اہل اسلام کیونکر مانین جبکہ بعض کتب کو خود اہل کتاب نہین مانتے دیکھو اعجاز عیسوی ص ۲۴۵ سے تک
جسکا خلاصہ صفحہ (۲۶۶ وغیرہ) مین منقول ہوا۔

تادر

اور ان کتب اور ان کی روایات کے لئے سند و تحقیق رجال کی ایسی حاجت ہے جیسا کہ ایک خبر واحد کے لئے واہ انجا کہ یہ سند و تحقیق ان کتب مین مفقود ہے اور حدیث صحیح مین موجود لہٰذا حدیث صحیح کو ان کتب پر ترجیح ہے - اور اسی کا امر سوم مین دعویٰ تہا۔

شاید بیان امر سوم کے مقابلہ مین کوئی شخص عیسائیون اور نیچریون کے وہ نو اعتراضات جو حدیث پر وہ کرتے ہین پیش کرے - اور ان اعتراضات کی نظر سے کتب عہد عتیق و جدید کو حدیث پر ترجیح دے - عیسائیون کے یہہ پانچ اعتراض۔

(۱) حدیث کے راوی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صحبتی و قرابتی تھے -

(۲) کتب حدیث کے مولفون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہین [illegible] اور نہ ان سے کچھ سُنا ہے -

(۳) اکثر احادیث کا مضمون نفس الامر و عقل کے مخالف ہے -

(۴) بہت سی احادیث کا مضمون قرآن کا مخالف ہے -

(۵) حدیثون مین باہم تناقض و تخالف ہے -

نیچریون کے یہہ چار اعتراض :-

(۱) روایت حدیث بالمعنی ہوتی ہے جس مین خطا و اجتہاد کا بھی دخل ہے +

(۲) حدیث کی روایات اُن الفاظ "عن" وغیرہ سے ہوتی ہے جنمین احتمال ہے کہ نیچے کے راویون نے اوپر کے راویون سے حدیث کو سُنا ہو -

(۳) بہت سی حدیثون کو جو در حقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

کی نہین ہین۔ حکماً آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث قرار دیا گیا ہے۔

(۴) موقوف و معلق وغیرہ ضعاف کو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث قرار دیا گیا ہے۔

ان اعتراضات کے جوابات اشاعۃ السنۃ جلد پنجم کے نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ مین اس زور و تفصیل کے ساتھ دیئے گئے ہین کہ ان مین عیسائیون و نیچریون کو دم مارنے کی مجال نہین اور ان مین یہہ ثابت کیا گیا ہے کہ منجملہ اعتراضات مذکورہ اکثر تو محض غلط ہین اور مغالطات پر مبنی۔ اور جو قدر قلیل انہین سے صحیح ہین وہ حدیث کو نے اعتبار نہین کرتی اور اوس کی مثل بلکہ اوس سے بڑھکر کتب عہد عتیق و جدید مین موجود ہے۔ جو لوگ ان اعتراضات کو وقعت کی نگاہ سے دیکھین اور اُن کے سبب حدیث کی صحت و اعتبار مین متردد ہو جاوین وہ ہمارے ان چار پرچون کو ملاحظہ فرما کر جو فیصلہ کرنا چاہین کرین۔ صرف ان شبہات کو سُنکر یکطرفہ ڈگری نہ کر بیٹھین۔ وہ چارون پرچے اہل وسعت کو بقیمت چار روپیہ (للعہ) متوسطین کو بقیمت دو روپیہ (عہ) اور کم وسعت کو بقیمت عصہ مل سکتے ہین ۔

امر سوم کا بیان پورا ہوا اور ہمارا یہہ دعوی کہ کتب عہد عتیق و جدید کا رتبہ بلحاظ صحت و ثبوت حدیث صحیح کے برابر نہین ثبوت کو پہونچا۔

اس دعوے اور اس کے دلائل مین جو **صحیح** ہونے **حدیث** کی **قید** لگائی گئی ہے۔ اس مین یہہ **اشارہ** ہے کہ حدیث صحیح نہو تو اوسکو ان کتب پر کوئی ترجیح نہین بلکہ جیسے ان کتب کے اخبار و احکام ہین (جنکی تصدیق قرآن و حدیث سے نہو) توقف واجب ہے ویسے ہی اُن احادیث کی (جنکی صحت ثابت نہو)

تصدیق یا تکذیب مین توقف واجب ہے اور کسی حکم شرعی حلال و حرام یا کسی عقیدہ اسلامی کے اثبات کے لئے ان احادیث سے استدلال و تمسک جایز نہین ہے ہ

یہہ بات اہل اسلام مین مسلم ہے اور کتب اصول فقہ مین مدلل و محقق ہو چکی ہے اور ہمارے رسایل و ضمیمہ جات مین بھی بارہا اسکا ثبوت دیا گیا ہے۔ اس مقام کو بھی اسکے ذکر و بیان سے خالی رکہنا مناسب معلوم نہین ہوتا۔ لہذا چند اقوال محدثین کو اسکی تائید مین ذکر کیا جاتا ہے۔

رسالہ اصول حدیث مین (جو ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی کے اول مین ملحق اور سید شریف علی جرجانی کی طرف منسوب ہے اور درحقیقت وہ سید جمال الدین صاحب روضۃ الاحباب یا طیبی شارح مشکوۃ کی تالیف ہے) مرقوم ہے۔ کہ احادیث مین بعض ایسی ہین جن کی تصدیق واجب ہے۔ یہ وہ احادیث ہین جنکا صحیح ہونا ائمہ حدیث نے بتصریح بیان کیا ہے۔ بعض ایسی ہین جن کو

الخبر اما ان یجب تصدیقہ وھو ما نص الائمۃ علی صحتہ واما ان یجب تکذیبہ وھو ما نص الائمۃ علی وضعہ او یتوقف فیہ لاحتمال الصدق والکذب کسائر الاخبار (رسالہ اصول حدیث)

جہوٹہا سمجہنا واجب ہے یہہ وہ ہین جن کو ائمہ حدیث نے موضوع (بناوٹی) قرار دیا ہے۔ بعض ایسی ہین جن کی تصدیق و تکذیب مین توقف واجب ہے۔ کیونکہ ان مین سچ و جہوٹہ دونو کا احتمال ہے۔ باقیماندہ احادیث مین (جن کو نہ تو ائمہ حدیث نے صحیح کہا ہے اور نہ موضوع یا ضعیف قرار دیا ہے) توقف واجب ہے۔

اور شرح نخبۃ الفکر مین مرقوم ہے کہ اسوجہ (شرط بخاری کی صحت مین ارجح ہونے

ومن ثمہ ای من ھذہ الجھۃ وھی
ارجحیۃ شرط البخاری قدم صحیح البخاری
علی غیرہ ثم صحیح مسلم لمشارکتہ
البخاری فی اتفاق العلماء علی تلقی
کتابہ بالقبول سوی ما علل ثم یقدم
فی الارجحیۃ من جھۃ الاصحیۃ ما وافقہ
شرطھما وان کان علی شرط احدھما
فیقدم شرط البخاری وحدہ علی شرط
مسلم فخرج لنا من ھذہ ستۃ اقسام
تتفاوت درجاتھا وثم قسم سابع
وھو ما لیس علی شرطھما اجتماعًا
وانفرادًا - ای [illegible]
غیرھما من الائمۃ المعتمدین ولیس علی
شرطھما وعلی شرط احدھما کصحیح
ابن خزیمۃ ثم ابن حبان ثم الحاکم
وترتیب ھذہ الثلثۃ فی الارجحیۃ
ھکذا -

(شرح نخبۃ مع شرح الشرح ص ۲۳)

سے صحیح بخاری اور کتابون سے مقدم ہی
پھر صحیح مسلم کیونکہ وہ بھی قبولیت کتاب
مین بخاری کا شریک - پھر وہ حدیث
جو دونون مین ہو مگر ان دونون کی
شرط کے موافق ہو پھر وہ حدیث جو صرف
شرط بخاری کے موافق ہو - پھر وہ حدیث
جو صرف شرط مسلم کے موافق ہو -
یہہ حدیث صحیح کے چھہ قسم ہوئے یہان
ایک قسم ہفتم بھی ہے کہ وہ حدیث
ان دونون یا ایک کی شرط پر بھی نہون
مگر اوس کو اور ائمہ لائق اعتماد نے صحیح
کہا ہے [illegible] خزیمہ -
پھر احادیث صحیح ابن حبان پھر احادیث
صحیح حاکم - ان تینون کے مراتب صحت
مین اسی ترتیب سے ہین -

اور امام نووی کی شرح مسلم
مین ہے - صحیح بخاری و صحیح مسلم مین
اور دوسری کتب حدیث مین یہی
فرق ہے کہ ان دونون کتابون کی حدیثین ایسی صحیح ہین کہ اُن پر بلا بحث و

انما یفترق الصحیحان وغیرھما من الکتب
فی کون ما فیھما صحیحًا لا یحتاج الی النظر فیہ

تحقیق صحت عمل واجب ہے اور دوسری
کتابون کی احادیث پر ہرگز عمل جائز

بل یجب العمل به مطلقا وما کان من غیرهما لا یعمل به حتی ینظر و یوجد شروط الصحة
(شرح مسلم ج ۱ ص۷)

نہین جب تک کہ اون کی صحت کو دیکہا نہ جائے اور شروط صحت اُن مین موجود ہون۔

امام ابن الصلاح نے (جو بشہادت ذہبی امام نووی اور مولفین رسائل مذکورہ بالا سے پیشتر ۶۴۳ھ مین ہوچکی ہین) احادیث غیر صحیحین کے دائرہ تصحیح کو تنگ کردیا ہے اور یہہ کہا ہے کہ ان احادیث کی صحت کو ہم خود نہین دیکہہ سکتے اور نہ اپنی تحقیق سے شروط صحت ثابت کرسکتے ہین اِس تصحیح و تحقیق شروط مین ہم سابقین ائمہ حدیث کے بیان کے محتاج ہین۔ اور اُسی حدیث کو صحیح کہہ سکتے ہین جسکو ائمہ سابقین نے صحیح کہہ دیا ہو۔ ان ائمہ سے بہی ہر ایک امام زمانہ سابق کی تصحیح پر اعتماد نہین کرسکتے ہین۔ صرف اُن ائمہ سابقین کے قول پر اعتماد کرسکتے ہین جو باب تصحیح و تحسین مین متساہل (ڈہیلے) نہین ہین جیسے [illegible] آپ اپنی کتاب مشہور "مقدمہ" مین فرماتے ہین۔ جب ہم کسی حدیث یا اُسکے

اذا وجدنا فیما یروی من اجزاء الحدیث وغیرها حدیثا صحیح الاسناد ولم نجده فی احدی الصحیحین ولا منصوصا علی صحته فی شیٔ من مصنفات ائمة الحدیث المعتمدة المشهورة فانا لا نتجاسر علی جزم الحکم بصحته فقد تعذر فی هذه الاعصار الاستقلال بادراك

ٹکڑے کو صحیح الاسناد پاوین اور اوس کو صحیحین (بخاری و مسلم) مین سے کسی ایک مین موجود نہ دیکہین اور نہ ائمہ کی تصانیف مین جو مشہور و لائق اعتبار ہین اسکو صحیح ہونے پر تصریح پاوین تو ہم اس حدیث کو صرف اسناد کی نظر سے صحیح کہنے کی جراُت نکرسکین گے کیونکہ اس قسم کی اسنادون کے راوی

الصحیح بمجرد اعتبار الاسانید لانہ
ما من اسنادٍ من ذالک الا وتجد فی
رجالہ من اعتمد فی روایتہ علی
ما فی کتابہ عریا عما یشترط فی الصحیح
من الحفظ والضبط والاتقان قال
فآل الامر اذن فی معرفۃ الصحیح والحسن
الی الاعتماد علی ما نص علیہ ائمۃ الحدیث
فی تصانیفہم المعتمدۃ التی یومن فیہا
لشہرتہا من التغیر والتحریف وصار
معظم المقصود ما یتداول من الاسانید
خارجا عن ذالک ابقاء سلسلۃ
الاسناد التی خصت بہا ہذہ
الامۃ زادہا شرفا

× × × × × × × × × × ×

ثم ان الزیادۃ فی الصحیح ما فی الکتابین
تتلقاہا طالبا مما اشتمل علیہ احد
المصنفات المعتمدۃ المشہورۃ لائمۃ
الحدیث کابی داود السجستانی وابی
عیسی الترمذی وابی عبد الرحمن
النسائی وابی بکر ابن خزیمۃ وابی
الحسن الدارقطنی وغیرہم منصوصا

شرط صحت سے معرا ہوتے ہیں - لہذا
حدیث صحیح و حسن کی پہچان کے لئے
ائمہ حدیث کی تصحیح اور بیان صریح کیطرف
جو ان کی تصانیف مشہورہ و محفوظ مین
ہو رجوع کرنا پڑتا ہے اور (اس صورت
مین) اسناد کے استعمال سے مقصود
صرف اِس امت کے خاصہ (اسناد)
کو باقی رکہنا ہے - نہ اسکے ذریعہ سے
صحت احادیث کو ثابت کرنا -
اور آپنے فرمایا ہے صحیحین کے
علاوہ تصانیف مشہورہ ائمہ حدیث
ابی داود - ترمذی - نسائی - ابن
خزیمہ - دارقطنی وغیرہ مین جو احادیث
پائی جاتی ہین وہ اسی حالت مین
لائق اخذ و قبول ہین کہ ان ائمہ نے
کتب مذکورہ مین ان احادیث کو
صحیح کہا ہو - اس اخذ و قبول کیلئے
صرف ایسی کتب مین جو صحیح و ضعیف
سب قسم کی حدیثون پر مشتمل ہون
ان احادیث کا پایا جانا کافی نہین ہے
یہہ پایا جانا کافی ہے تو صرف اُنہی

علی صحته فیها ولا یکفی فی ذلك مجرد
کونه موجوداً فی کتاب ابی داؤد
وکتاب الترمذی وکتاب النسائی
وسائر من جمع فی کتابه بین الصحیح
وغیره ویکفی مجرد کونه موجوداً فی کتب
من اشترط منهم الصحیح فیما جمعه ککتاب
ابن خزیمة وکذلك ما یوجد فی
الکتب المخرجة علی کتاب البخاری
وکتاب مسلم ککتاب ابی عوانه
الاسفرائنی وکتاب ابی بکر الاسماعیلی
وکتاب ابی بکر البرقانی وغیرها من تتمة
لمحذوف اوزیادة شرح فی کثیر من
احادیث الصحیحین وکثیر من هذا
موجود فی الجمع بین الصحیحین لابی
عبد الله الحمیدی واعتنی الحاکم
ابو عبد الله الحافظ بالزیادة
فی عدد الحدیث الصحیح علی ما
فی الصحیحین وجمع ذلك فی کتاب
سماه المستدرك اودعه ما لیس
فی واحدٍ منهما وهو واسع الخطو فی
شرط الصحیح متساهل فی القضاء

کتب مین ہے جن مین صحت کا التزام
ہے جیسے ابن خزیمہ کی صحیح۔ ایسی ہی
وہ کتابین جو صحیح بخاری یا مسلم کی
شرط پر جمع کی گئی ہین جیسے ابو عوانہ کی
کتاب اور ابوبکر اسماعیلی کی کتاب
اور ابوبکر برقانی کی کتاب جن مین
اکثر احادیث صحیحین کے اجزاء
محذوفہ یا زیادات شارحہ کا بیان ہے
اس قسم کی بہت سی روایات حمیدی
کی کتاب جمع بین الصحیحین مین بھی
موجود ہین۔ ابو عبد اللہ حاکم نے (شمار)
احادیث صحیحین کو بڑھا دیا ہے اور
اپنی کتاب مستدرک مین ان احادیث
کو جو صحیحین مین نہین ہین روایت
کیا ہے اور اُن احادیث کو بخاری و
مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے جس مین
وہ تیز قدم چلا ہے اور اون کو صحیح
قرار دینے مین اُس سے تساہل ہوا
ہے۔ اسکی نسبت معتدل و متوسط فیصلہ
یہہ ہے کہ جس حدیث کو اُس نے صحیح
کہا ہو اور کسی اور امام نے اسکو صحیح یا

بہ فالاولی ان نتوسط فی امرہ فنقول ما حکم بصحتہ ولم نجد ذلک فیہ لغیرہ من الائمۃ ان لم یکن من قبیل الصحیح فھو من قبیل الحسن یحتج بہ ویعمل بہ الا ان تظھر فیہ علۃ توجب ضعفہ ویقاربہ فی حکمہ صحیح ابی حاتم بن حبان البستی رحمہم اللہ اجمعین (مقدمہ ابن الصلاح)

ضعیف نہ کہا ہو تو وہ اگرچہ صحیح نہو مگر از قسم حسن ضرور ہوگی بجز اس حالت کے کہ اُس مین کوئی عیب ظاہر ہو۔ اسی کے قریب اور اسکے حکم مین ابن حبان کتاب صحیح ہے یعنے اسکا مصنف بھی حدیث کو صحیح قرار دینے مین ڈھیلا ہی اور اسکی تصحیح کا وہی حکم ہے جو تصحیح حاکم کا حکم بیان ہوا ہے۔

ہماری دیار ہند کے خاتمۃ المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین جو واقعی اسم با مسمے ہے اور اہل اسلام بلکہ کافہ انام کے لئے دین اسلام کی حجت بالغہ ہے ۔ ۔ ۔ کتب حدیث کے چار طبقے (درجے) مقرر کئے ہین و از انجملہ صرف طبقہ اوّل و دوم کو عامہ محدثین کا محل اعتماد قرار دیا ہے اور طبقہ سوم کو خاص کر ان ماہر محدثین کے علم و استدلال سے مخصوص کیا ہے جو اسماء الرجال (راویون کے نامون) کے حافظ ہون اور حدیث کے عیوب پہچانتے ہون اور طبقہ چہارم کو محض ناقابل عمل ٹھہرایا اور صاف فرمایا ہے کہ اس طبقہ کی حدیثون سے استنباط و استدلال ان ہی لوگون کا کام ہے جو اہل بدعت رافضی معتزلے وغیرہ ہین اور وہ تکلف سے کام لیتے ہین۔ آپ فرماتے ہین "حدیث کی کتابین مختلف طبقات اور باہم متفاوت درجات پر ہین۔ ان درجات کی پہچان ضروری امر ہے اسلئے ہم بیان کرتے ہین کہ وہ کتب بلحاظ صحت و شہرت چار طبقہ (درجہ) پر ہین صحت سے ہماری مراد یہ ہے

وكتب الحديث على طبقات مختلفة
ومنازل متباينة فوجب الاعتناء
بمعرفة طبقات كتب الحديث فنقول
هي باعتبار الصحة والشهرة على
اربع طبقات × × × ×
× × × × ×
فالصحة ان يشترط مولف الكتاب
على نفسه ايراد ما صح او حسن غير
مقلوب ولا شاذ ولا ضعيف الا
مع بيان حاله فان ايراد الضعيف
مع بيان حاله لا يقدح في الكتاب
والشهرة ان يكون الاحاديث
المذكورة فيها دائرة على السنة
المحدثين قبل تدوينها وبعد
تدوينها فيكون ائمة الحديث
قبل المؤلف رووها بطرق شتى
واوردوها في مسانيدهم ومجاميعهم
وبعد المؤلف اشتغلوا برواية
الكتاب وحفظه وكشف مشكله
وشرح غريبه وبيان اعرابه وتخريج
طرق احاديثه واستنباط فقهها

کہ مولف کتاب نے یہہ شرط کرلی ہو کہ
وہ اپنی کتاب مین حدیث صحیح یا حسن
درج کریگا ضعیف شاذ وغیرہ بجز اسکے
کہ اُس کا ضعف وشذوذ بیان کردے
کتاب مین نہ لائیگا۔ شہرت سے یہہ
مراد ہے کہ ان کتابون کی احادیث
تصنیف کتب مذکورہ سے پہلے اور
پیچھے اور محدثین کی زبانون پر دائر وسائر
ہون۔ مصنفین سے پہلے محدثین
نے اُن کو اپنی مسندون اور جامعون
یا مجموعون مین درج کیا ہو اور بعد تصنیف
کتاب اسکی روایات کو نقل کرنے
اور اُن کو محفوظ رکھنے اور اُن کے
مشکل الفاظ اور مطالب کو حل کرنے
اور اُن کے طرق واسانید کو بیان کرنے
اور اُن سے مسائل استنباط کرنے کی
طرف وہ متوجہ ہوے ہون اور اُنکی
احادیث کی صحت وقبولیت کو مان
چکے ہون۔ عام لوگ بھی اُن کتابون
کی تعظیم واعتقاد سے خالی نہ ہون۔
یہہ دونون صفت (صحت وشہرت)

والفحص عن احوال رواتها طبقة بعد
طبقة الی یومنا هذا حتی لا یبقی شئ
مما یتعلق به غیر مبحوث عنه الا ما شاء
الله ویکون نقاد الحدیث قبل
المصنف وبعده وافقوه فی القول
بها وحکموا بصحتها وارتضوا رای
المصنف فیها وتلقوا کتابه بالمدح
والثناء ویکون ائمة الفقه لا یزالون
یستنبطون عنها ویعتمدون علیها
یعتنون بها ویکون العامة لا یخلون
عن اعتقادها وتعظیمها وبالجملة
فاذا اجتمعت هذه الخصال
کملا فی کتاب کان من الطبقة الاو
ثم وثم وان فقد تارأسا لم یکن له
اعتبار وما کان اعلی حد فی الطبقة
الاولی فانه یصل الی حد التواتر
وما دون ذلک یصل الی الاستفاضة
والصحة القطعیة او الظنیه وهکذا
ینزل الامر فالطبقة الاولی منحصرة
بالاستقراء فی ثلثه کتب الموطا[1]
وصحیح البخاری[2] وصحیح مسلم[3]

پوری پوری کسی کتاب مین جمع ہون
تو وہ کتاب پہلے طبقہ مین ہو گی اور جسمین
کچھہ کمی ہو وہ دوسرے مین - و
علی ہذا القیاس - اور جن مین یہہ
صفتین بالکل مفقود ہون وہ محض
نا قابل اعتبار ہین - * * *

طبقہ اول تین کتابون موطا و صحیح بخاری و صحیح مسلم مین
منحصر ہے - امام شافعیؒ نے فرمایا ہے
قرآن کے بعد سب کتابون سے صحیح
کتاب موطا ہے اور عام اہل حدیث کا
اتفاق ہے کہ اس کتاب مین جو
کچھہ موجود ہے - وہ امام مالک کے
نزدیک صحیح ہے - اور ون کے نزدیک
بھی جو کچھہ اس مین مرسل و بے سند
روایات ہین وہ دوسری جگہہ صحیح
باسند ہو چکی ہین - اس کتاب کیطرف
فقہا و محدثین کی ہر زمانہ مین توجہ رہی
ہے - وہ ہمیشہ سے اسکی روایات
کی اسانید بیان کرتے رہے ہین - اور
اس کے مشکل مطالب و الفاظ کو حل و

قال الشافعیؒ اصح الکتب بعد
کتاب اللہ موطا مالك واتفق
اھل الحدیث علی ان جمیع ما فیہ
صحیح علی رای مالك ومن
وافقہ واما علی رای غیرہ فلیس
فیہ مرسل ولا منقطع الا قد
اتصل السند بہ من طرق اخری
فلا جرم انھا صحیحۃ من ھذا الوجہ

× × × × × ×

× × × × ×

وقد اشتھر فی عصرہ حتی بلغ علی جمیع
دیار الاسلام ثم اتی زمان
الا وھو اکثر لہ شھرۃ واقوی بہ
عنایۃ وعلیہ بنی فقہا الامصار
مذاھبھم حتی اھل العراق فی
بعض امرھم ولم یزل العلماء
یخرجون احادیثہ ویذکرون متابعاتہ
وشواھدہ ویشرحون غریبہ
ویضبطون مشکلہ ویبحثون عن
فقھہ ویفتشون عن رجالہ الی غایۃ
لیس بعدھا غایۃ وان شئت

ضبط کرتے چلے آئے ہین - اس باب
مین تو حق صریح دیکھنا چاہئے - تو اس
کتاب کا امام محمد کی کتاب آثار اور امام
ابو یوسف کی کتاب امالی سے مقابلہ
وموازنہ کر - ان ہین اور اس مین تو دو
مشرقون کی دوری مشاہدہ کریگا -
کسی محدث یا فقیہ کو تو نے نہ سنا ہوگا
کہ ان دونون کی طرف وہ متوجہ
ہوا ہو - صحیح بخاری وصحیح مسلم
کی نسبت تو تمام محدثون کا اتفاق ہے
کہ جو کچھ ان کتابون مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے بسند
متصل منقول ہے وہ صحیح ہے اور یہ
کتابین اپنے مصنفون سے بتواتر
منقول ہین اور جو شخص ان کتابون
کے رتبہ کو ہلکا سمجھے وہ مبتدع ہے جو
مسلمانون کی راہ چھوڑکر اور راہ چلتا
ہے - اُن کی نسبت تجھے حق صریح
دیکھنا ہو تو ان کتابون کا کتاب ابن
ابی شیبہ سے (جو بخاری ومسلم کا اُستاد
ہے) اور کتاب طحاوی اور مسند خوارزمی

الحق الصراح فقس كتاب الموطا بكتاب الاثار لمحمد والامالى لابى يوسف تجد بينه وبينهما بعد المشرقين فهل سمعت احداً من المحدثين والفقهاء تعرض لهما واعتنى بهما اما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على ان جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع وانهما متواتران الى مصنفيهما وانه كل من يهون امرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين وان شئت الحق الصراح فقسهما بكتاب ابن ابى شيبة وكتاب الطحاوى و[illegible] وغيرها تجد بينها وبينهما بعد المشرقين وقد استدرك الحاكم عليهما احاديث هى على شرطهما ولم يذكراها وقد تتبعت ما استدركه فوجدته قد اصاب من وجه ولم يصب من وجه وذلك لانه وجد احاديث مروية عن رجال الشيخين بشرطهما فى الصحة والاتصال فاتجه استدراكه عليهما من هذا الوجه ولكن الشيخين

(جس مین حضرت امام ابو حنیفہ کے مرویات کو آپکے بعد ۲۸۶ھ مین جمع کیا گیا ہے) مقابلہ کر دیکھہ ان تینون اور ان دونون مین تو دو مشرقون کی دوری پائیگا - ابو عبد اللہ حاکم بخاری مسلم سے چہوٹی ہوئی احادیث کو جو ان کی شرط پر ہین کتاب مستدرک مین جمع کیا ہے - ہم نے اس کتاب کی حدیثونکو دیکہا تو حاکم کو ایک وجہ سے صواب پر پایا اور ایک وجہ سے خطا پر صواب کی وجہ تو یہہ ہے کہ اُس نے بخاری [illegible]ن کی شرط صحت و اتصال کے مطابق ان احادیث کو نقل کیا ہے جو بخاری و مسلم مین نہین ہین خطا کی وجہ یہہ ہے کہ بخاری و مسلم نے صرف شرط صحت و اتصال کا لحاظ نہین فرمایا بلکہ جن احادیث کو اپنی کتابون مین نقل کیا ہے اُنپر بعد بحث و مناظرہ اپنے مشائخ کے اتفاق محدثین ثابت کر لیا ہے چنانچہ مسلم نے خطبہ کتاب مین لکہا ہے کہ مین نے اس

لا یذکران الا حدیثا قد تناظر فیه
مشائخهما واجمعوا علی القول به
والتصحیح له کما اشار مسلم حیث
قال لم اذکر ههنا الا ما اجمعوا علیه
وجل ما تفرد به المستدرک کالموکی
علیه المخفی مکانه فی زمن مشائخهما
وان اشتهر امره من بعد اوما اختلف
المحدثون فی رجاله فالشیخان
کاساتذتهما کانا یعتنیان بالبحث
عن خصوص الاحادیث فی الوصل
والانقطاع وغیر ذلک حتی یتضح
الحال والحاکم یعتمد فی الاکثر علی
قواعد مخرجة من صنایعهم
کقوله زیادة الثقات مقبولة واذا
اختلف الناس فی الوصل والارسال
والوقف والرفع وغیر ذلک فالذی
حفظ الزیادة حجة علی من لم یحفظ
والحق انه کثیرا ما یدخل الخلل فی الفاظ
من قبل الموقوف ووصل المنقطع لا
سیما عند رغبتهم فی المتصل المرفوع
وتنویههم به فالشیخان لا یقولان بکثیرها

کتاب مین اسی حدیث کو وارد کیا ہے
جسکی صحت پر سب کا اتفاق پایا - اور
حاکم کی مرویہ حدیثین اکثر ایسی ہین جنپر
سرہند لگایا گیا ہوا ہے یعنے وہ محدثین
سے مخفی ہین اور ان کا ٹہکانا
نامعلوم ہے - اور اون کو بخاری اور
مسلم کے مشایخ سے کوئی نہ جانتا تہا
اگرچہ پیچھے کر ان کا اشتہار ہو گیا یا
وہ احادیث ایسی ہین جنکے راویون
مین محدثین کا اختلاف ہے - شیخین (بخاری و مسلم)
اور ان کے استادون نے تو احادیث کے
[illegible] حالات [illegible] انقطاع کو دیکہا ہے
یہان تک کہ ان کا حال وصل و انقطاع
کہل گیا - اور حاکم نے اکثر ان قواعد
پر اعتماد کیا ہے جو محدثین کے روش سے
نکالی گئی ہین - جیسے یہہ قاعدہ کہ
ثقہ کوئی بات اورون سے بڑھکر
کہے تو وہ بات مقبول ہے اور حدیث
کے وصل و انقطاع مین اختلاف ہو
تو وہان کیا کرنا چاہئے - شیخین ان
قواعد کے اکثر حصہ کے قایل نہ تھے

ما یقوله الحاکم والله اعلم وهذه الکتب الثلثة التی اعتنی القاضی عیاض فی المشارق بضبط مشکلها ورد تصحیفها الطبقة الثانیة کتب لم تبلغ مبلغ الموطا والصحیحین ولکنها تتلوها کان مصنفوها معروفین بالوثوق والعدالة والحفظ والتبحر فی فنون الحدیث و لم یرضوا فی کتبهم هذا بالتساهل فیما اشترطوا علی انفسهم فتلقها من بعدهم بالقبول واعتنی بها المحدثون والفقهاء طبقة بعد طبقة واشتهرت فیما بین الناس وتعلق بها القوم شرحا لغریبها وفحصا عن رجالها واستنباطا لفقهها وعلی تلک الاحادیث بناء عامة العلوم کسنن ابی داؤد وجامع الترمذی ومجتبی النسائی وهذه الکتب مع الطبقة الاولی اعتنی باحادیثها رزین فی تجرید الصحاح وابن الاثیر فی جامع الاصول وکاد مسند احمد یکون من جملة هذه الطبقة فان الامام احمد جعله اصلا یعرف به الصحیح والسقیم

جن کا قایل حکم ہوا ہے اور ان قواعد سے اُس نے احادیث کو صحیح قرار دیکر مستدرک مین وارد کیا ہے طبقہ دوم وہ کتابین ہین جو موطا اور صحیحین کے رُتبہ کو نہین پہونچین ولیکن اُن کے قریب قریب ہین اُن کے مؤلف بھی ثقہ عادل حافظ ومعتبر ہین - اُنہون نے اپنی کتابون مین ایسی احادیث کو وارد کرنا پسند نہین کیا جو اُن کی شرط کے موافق نہون ان کتابون کو بھی محدثین نے مان لیا اور اُن کے غریب الفاظ کی شرح اور راویون کے حالات سے بحث اور اُن کے مسایل فقیہ کے استنباط کا قصد کیا ہے - اسی قسم کی حدیثون پر اکثر کتابون کی بنا قایم ہے جن مین سنن ابی داؤد - جامع ترمذی - مجتبی نسائی وغیرہ کتب ہین امام احمد کی مسند بھی اسی طبقہ سے شمار ہو سکتی ہے کیونکہ اسکے مؤلف امام احمد نے اسکو حدیث صحیح وضعیف کی تمیز کا معیار بنایا ہے

قال مالیس فیہ فلا تقبلوا والطبقة
الثالثة مسانید وجوامع ومصنفات
صنفت قبل البخاری ومسلم وفی
زمانهما وبعدهما جمعت بين الصحيح
والحسن والضعيف والمعروف والغريب
والشاذ والمنكر والخطاء والصواب
والثابت والمقلوب ولم تشتهر
في العلماء ذلك الاشتهار وان
زال عنها اسم النكارة المطلقة ولم
يتداول ما تفردت به الفقهاء كثير
تداول ولم تفحص عن صحتها وسقمها
المحدثون كثير فحص ومنه ما لم
يخدمه لغوی بشرح غريبه ولا فقيه
بتطبيقه بمذاهب السلف ولا محدث
ببيان مشكله ولا مؤرخ بذكر اسماء رجاله
ولا اريد المتاخرين المتعمقين وانما
كلامي في الائمة المتقدمين من اهل
الحديث فهي باقية على استتارها
واختفائها وخمولها كمسند ابي على
ومصنف عبد الرزاق ومصنف
ابي بكر ابن شيبة ومسند عبد بن حميد

طبقہ سوم وہ مسندین اور جامع اور
مصنفات ہین جو بخاری ومسلم کے زمانہ
سے پہلے اور اُن کے زمانہ مین اور
اُن کے بعد تالیف ہوئی ہین جن مین
صحیح وحسن وضعیف ومعروف ومنکر و
غریب وشاذ وخطا وصواب اور ثابت
اور مقلوب سبھی درج ہین۔ اور وہ
علما مین چندان مشتہر نہین ہوئین
اگرچہ مطلق غیر معروف ہونے کا اطلاق
اُن پر نہین ہوسکتا اِن کتابون کی تفرد
حدیثون سے نہ فقہا نے تعرض کیا
ہے نہ محدثین نے اُن کی صحت کو
جانچا ہے۔ نہ لغت کے مولفون نے
اُن کے مشکل ونادر الفاظ کو حل کیا ہے
نہ مورخین نے اُن کے راویون کے
بیان حالات سے تعرض فرمایا ہے۔
اس سے میری مراد پچھلے علما نہین ہین
جو تکلف سے کام لیتے ہین۔ مین اُن
علما اہل حدیث سے ان باتون کے
بیان کی نفی کرتا ہون جو پرانے زمانہ مین
تھے۔ لہذا وہ کتابین اب تک اسی حالت

والطیالسی وکتب البیهقی والطحاوی
والطبرانی وکان قصدهم جمع ما وجدوه
لا تلخیصه وتهذیبه وتقریبه من العمل و
الطبقة الرابعة کتب قصد مصنفوها
بعد قرون متطاولة جمع ما لم یوجد فی
الطبقتین الاولیین وکانت فی المجامیع
والمسانید المختفیة فنوّهوا بامرها وکانت علی
السنة من لم یکتب حدیثه المحدثون ککثیر من
الوعاظ المتشدقین واهل الاهواء والضعفاء او
کانت من آثار الصحابة والتابعین ومن اخبار بنی اسرائیل
او من کلام الحکماء والوعاظ خلطها الرواة بحدیث
النبی صلی الله علیه وآله وسلم
سهوا وعمدا او کانت من محتملات
القرآن والحدیث الصحیح فرووها
بالمعنی قوم صالحون لا یعرفون غوامض
الروایة فجعلوا المعانی احادیث
مرفوعة او کانت معانی مفهومة
من اشارات الکتاب والسنة جعلوها
احادیث مستبدة برأسها عمدا
او کانت جملا شتی فی احادیث
مختلفة جعلوها حدیثا واحدا

خفا روزاویہ گزینی مین ہین جسپر کہ تہین
اُن کی مثال مسند ابو یعلی ہے اور مصنف
عبد الرزاق ومصنف ابوبکر بن
ابی شیبہ ومسند عبد بن حمید
وطیالسی وکتب بیہقی وکتب
طحاوی وکتب طبرانی - ان لوگون کا
مقصود ان کتابون کی تالیف سے
صرف یہہ تہا کہ جو کچہہ ان کو ملا ہے
وہ یکجا جمع ہو جاوے نہ یہ کہ وہ تہذیب
تلخیص کے بعد لائق عمل ہو -
طبقہ چہارم وہ کتابین ہین جن کے
مؤلفون نے زمانہ دراز کے بعد ان
احادیث کو جمع کرنا چاہا جنکا پہلے دو
طبقون مین وجود نہ تہا - صرف مخفی
مسندون اور مجموعون مین اُن کا اثر
پایا جاتا تہا - اور اُن لوگون کی زبان
پر جنکی حدیث کو قبول نہ کیا جاتا تہا
جیسے اکثر مونہہ پہٹ واعظ اور اہل
بدعت اور ضعیف الحدیث لوگ
ہوتے مین اُنکا وجود پایا تہا وہ درحقیقت
صحابہ وتابعین کے اقوال تہے یا بنی اسرائیل

بنسق واحد وسطنة هذه الاحاديث
كتاب الضعفاء لابن حبان وكامل
ابن عدي وكتب الخطيب وابي
نعيم والجوزقاني وابن عساكر
وابن نجار والديلمي وكاد مسند
الخوارزمي يكون من هذه الطبقة
واصلح هذه الطبقة ما كان ضعيفاً
محتملاً واسوءها ما كان موضوعاً
او مغلوباً شديد النكارة وهذه
الطبقة مادة الكتاب الموضوعات
لابن الجوزي وطبقة خامسة [illegible]
منها ما اشتهر على السنة الفقهاء
والصوفية المورخين ونحوهم
وليس له اصل في هذه الطبقات
الاربع ومنها ما دسه الماجن في
دينه العالم بلسانه فاتى باسناد
قوي لا يمكن الجرح فيه وكلام
بليغ لا يبعد صدوره عنه
صلى الله عليه وآله وسلم
فاثار في الاسلام مصيبة عظيمة
لكن الجهابذة من اهل الحديث

اور حکماء کے اخبار و مقولات ان کو
راویوں نے عمداً یا سہواً آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے
ملا دیا اور نبوی حدیث بنا کر روایت کیا
یا وہ آیات قرآنی یا احادیث کی بعض
اشارات و تاویلات تھیں ان کو
بعض نادان دینداروں نے بالمعنی
روایت کیا اور احادیث مرفوعہ قرار
دیا یا وہ قرآن و احادیث کی اشارات
تھیں ان کو مستقل احادیث بنا دیا
یا وہ کسی [illegible] کے متفرق ٹکڑے
تھیں - ان کو ایک حدیث قرار دیا -
اس قسم کی احادیث کا محل ابن حبان
کی کتاب الضعفا اور ابن عدی
کے کامل اور خطیب بغدادی اور
ابی نعیم اور جوزقانی اور ابن عساکر
اور ابن نجاری اور دیلمی کی کتابیں
اور مسند خوارزمی بھی قریب ہے کہ اسی
طبقہ سے ہو - اس طبقہ کی جو بہترین احادیث
کہلاتی ہیں وہ ضعیف ہیں اور جو بدترین
ہیں وہ موضوع ہیں اور مقلوب سخت

یوردون مثل ذلک علی المتابعات والشواھد فتھتک الاستار و تظہر العوار اما الطبقۃ الاولے والثانیۃ فعلیھما اعتماد المحدثین وحوم حماھا مرتعھم ومسرحھم واما الثالثۃ فلا یباشرھا للعمل علیہ والقول بہ الا النحاریر الجھابذۃ الذین یحفظون اسماء الرجال و علل الاحادیث نعم ربما یوخذ منھا المتابعات والشواھد وقد جعل اللہ لکل شی قدرا واما الرابعۃ فالاشتغال بجمعھا او الاستنباط منھا نوع تعمق من المتاخرین وان شئت الحق فطوائف المبتدعین من الرافضہ والمعتزلۃ وغیرھم یتمکنون بادنی عنایۃ ان یلخصوا منھا شواھد مذاھبھم فالانتصار بھا غیر صحیح فی معارک العلماء بالحدیث واللہ اعلم حجۃ البالغہ صفحہ ۱۳۳ لغایت ۱۳۴

لائق انکار - ابن الجوزی کی کتاب موضوعات کا مادہ یہی طبقہ ہے - یہاں ایک اور طبقہ پانچوان ہے - اس طبقہ کے بعض احادیث ایسی ہیں جو صرف فقہا اور صوفیون اور مورخون کی زبان پر جاری ہین اور ان چارون طبقون میں اُن کا نام و نشان نہیں ہے اور بعض ایسی حادیث ہین جنکو بیدینون نے جو عربی زبان سے واقف تھے از خود بنا کر قوی سندون کی طرف جن میں کوئی جرح و قدح نہو سکے منسوب کر دیا [illegible] ہین جنکا صدور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعید نہو وارد کیا ہے - جس سے اسلام مین بڑی مصیبت اٹھائی یا ولیکن محدثین ماہرین نے اُن کی پردہ دری کر کے اُن کی قلعی کہولدی ہے ان طبقات اربعہ سے طبقہ اول و دوم ہی ایسا ہے جسپر عامہ

محدثین کا اعتماد ہے اور اسی کے آس پاس اُن کے مواشی (ضروریات) کا چراگاہ ہے - اور طبقہ سوم سے خاصکر وہی لوگ تمسک کر سکتے ہین جو حدیث کے

ماہر ہین اور اسمار الرجال کے حافظ اور حدیث کے عیوب سے واقف ۔ طبقہ چہارم کی روایات واحادیث کو جمع کرنا اور اس سے مسایل استنباط کرنا متاخرین کا کام ہے جو تکلف ہے ۔ سچ پوچھو تو اس سے وہی لوگ کام لیتے ہین جو رافضی معتزلے وغیرہ اہلبدعت ہین ۔ وہ اپنی تہوڑی سی توجہ کے ساتھ اپنے مذاہب باطلہ کے شواہد ان کتب سے نکال سکتے ہین ۔ ان کتابون سے مدولینا علمای اہل حدیث (اہل سنت) جایز و صحیح نہین ہے"۔

اس کلام ہدایت نظام کا خلاصہ مطلب آپ کے خلف رشید مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے رسالہ عجالہ نافعہ مین بیان فرمایا ہے ۔ اسکے خاتمہ مین طبقہ چہارم کی نسبت یہہ ارشاد فرمایا ہے ۔

"طبقہ رابعہ احادیثے کہ نام و نشان آنہا در قرون سابقہ معلوم نبود و متاخران آن را روایت کردہ اند پس حال آنہا از دو شق خالی نیست یا سلف تفحص کردند و آنہا را اصلے نیافتند تا مشغول بروایت آنہا مے شوند یا یافتند و دران قدحے و علتے دیدند کہ باعث شد ہمہ آنہا را بر ترک روایت آنہا و علی کل تقدیر ۔ این احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملی بآنہا تمسک کردہ شود ولنعم ما قال بعض الشیوخ فی امثال ہذا شعر

فَاِنْ کُنْتَ لَا تَدْرِیْ فَتِلْکَ مُصِیْبَۃٌ
وَاِنْ کُنْتَ تَدْرِیْ فَالْمُصِیْبَۃُ اَعْظَمُ

و این قسم احادیث راہ بسیارے از محدثین زدہ است وبجہت کثرت طرق این احادیث کہ درین قسم کتب موجود اند مغرور حکم شدہ حکم بتواتر آنہا نمودہ و در مقام قطع ویقین بدان تمسک جستہ بر خلاف احادیث طبقات اولی و ثانیہ و ثالثہ مذہبے بر آوردہ اند و درین قسم احادیث کتب بسیار مصنفہ شدہ اند بعضے را بشماریم کتاب

الضعفا لابن حبان و تصانیف الحاکم کتاب الضعفا للعقیلی کتاب الکامل لابن
عدی تصانیف ابن مردویہ تصانیف خطیب تصانیف ابن شاہین تفسیر ابن جریر
فردوس دیلمی بلکہ سائر تصانیف او تصانیف ابی نعیم تصانیف جوزقانی تصانیف
ابن عساکر تصانیف ابو الشیخ تصانیف ابن نجار و بیشتر مسامحہ و وضع احادیث
درباب مناقب و مثالب و در تفسیر و بیان اسباب نزول و درباب تاریخ و ذکر اعمال
بنی اسرائیل و قصص انبیاء سابقین و ذکر بلدان و اطعمہ و اشربہ و حیوانات واقع شدہ
و در طب و رقی و عزائم و دعوات و ثواب نوافل نیز این حادثہ روداده ابن الجوزی
در موضوعات خود غالب این احادیث را مجروح و مطعون ساختہ دلایل وضع و کذب
آنہارا مبرہن نمودہ کتاب تنزیہ الشریعۃ در رفع غایلہ این احادیث کافی است واکثر
مسائل نادرہ مثل اسلام ابوین آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم در روایات مسیح
الرجعین از ابن عباس و امثال این نوادر ازہمین کتب مے برآید و بایہ تصانیف
شیخ جلال الدین سیوطی [illegible] احادیث
این کتب و استنباط احکام از انہا لاطایل مے نماید و معہذا اگر کسے را رغبت تحقیق
این کتب باشد میزان الضعفا ذہبی و لسان المیزان ابن حجر عسقلانی برائے احوال
رجال این کتب بکارش مے آید"
ان شواہد و اقوال سے صاف ثابت ہے کہ احادیث مین ایسی روایات بھی
موجود ہین جو صحیح نہین ہین - اور ان احادیث سے کسی قول یا اعتقاد کے
اثبات کے لئے تمسک جائز نہین ہے اور بہت سی احادیث ایسی ہین جنکی
صحت و سقم کا حال معلوم نہین - انسے تمسک و استدلال مین بھی توقف واجب
ہے - اور ان دو نو قسم کی احادیث کو کتب عہد عتیق و جدید پر کوئی مزیت
و فوقیت و ترجیح نہین ہے - ان کتابون پر ترجیح ان ہی احادیث کو ہے جو

صحیح ثابت ہو چکی ہین وبس۔

اقوال وعبارات منقولہ بالا سے گروہ اہلحدیث کے خواص وعوام بھی نفع اٹھاٸین اور عمل بالحدیث کے وقت یہہ تحقیق کرلیا کرین کہ جس حدیث سے وہ تمسک کرتے ہین وہ صحیح ہے یا نہین خواص علماء اس تحقیق کے لئے کتب حدیث کے شروح وتخریجات کی طرف رجوع کیا کرین۔ اور عوام اس تحقیق کا کام ان علماے وقت سے لین جو مراجعت شروح وتخریجات کی استطاعت رکھین۔

علماء کو یہہ لایق نہین کہ ہر ایک حدیث خصوصاً احادیث طبقہ رابعہ سے بلا تحقیقِ صحت تمسک کرین اور نہ عوام کو یہہ زیبا ہے کہ جو حدیث کسی کی زبان سے سُن لین یا تراجم کتب حدیث مین دیکھ لین اس سے بلا تحقیق صحت و مراجعت علماے وقت لپٹ جایا کرین اور اتنی ہی بساط پر اہلحدیث* کہلاٸین اور مطلق تقلید کو بالفاظ "قحبہ زال"، "نقالی" وغیرہ وغیرہ" صلواتین سناٸین اور مقلدین مذاہب مجتہدین کو برائی سے یاد کرین۔ ایسی اندھا دہند حدیث پر عمل کرنے والے محققون اور مذاہب مشہورہ کے مقلدون مین سرِ مو فرق نہین ہے۔ ہان یہہ فرق ہے کہ وُہ ائمہ مجتہدین مسلم الاجتہاد کے مقلد ہین اور یہہ غیر مجتہدین کے مقلد (علماے وقت ہون جن مین اکثر نام کے علما ہین خواہ مولفین ومترجمین کتب حدیث جن مین اکثر مجتہد نہ تھے) ومعہذا یہہ اپنے آپ کو محقق اور تقلید کے تارک اور عامل بالحدیث کہین اور پیروان مذاہب مجتہدین پر غیر محقق اور عمل بالحدیث کے تارک اور مقلد ہونے کا طعن کرین تو یہہ بڑی بے ضبطی و بے انصافی ہے یہہ بے ضبطی و ناانصافی زیادہ تر اُن لوگون سے ہوتی ہے جو باوجود دعوی ترکِ تقلید اصول اسلامیہ اور عقاید سنیہ مین حنبلیون وغیرہ اہل ظواہر کے مقلد ہو رہے ہین اور معہذا پیروان عقائد ماتریدیہ (حنفیہ

نوٹ لایق ملاحظہ محتاطین

* اہلحدیث کہلانا محل اعتراض و انکار نہین ہے بلکہ اہلحدیث کہلا کر مقلد ہونا اور معہذا مقلدین کو برا کہنا محل اعتراض ہے ان لوگون کا مقلد ہونا رسالہ نمبر ۸ جلد ۸ اور نمبر ۲ جلد ۹ مین بیان ہو چکا ہے اور عنقریب مضمون مُراسلات مین بھی اسکا ثبوت ہوگا انشاء اللہ تعالے اور عمل بالحدیث بلا تحقیق صحت کی نسبت بھی کچھہ کہا جائیگا جو توجہ اہل تقلید و اہل تحقیق دونو کے لایق ہے

واشاعرہ (شافعیہ) پر مقلد ہونے کا طعن کرتے ہین۔

یہ مقلد مدعیان ترک تقلید بعض مسائل اعتقادیہ مین کسی حدیث یا اثر سے تمسک کرتے ہین تو صرف الفاظ "قال قال فلان" کو دیکھکر اسکو حدیث لایق تمسک سمجھ لیتے ہین اور اتنا نہین جانتے کہ وہ حدیث جس سے ہم تمسک کر رہے ہین صحیح ہے یا نہین اور اگر صحیح ہے تو وہ اس درجہ کی قطعی ہے؟ جس سے کوئی عقیدہ اسلامیہ یا سنیہ ثابت ہو سکے۔ ومعہذا وہ اس عقیدہ کے (جو اس حدیث سے ثابت ہو) منکر کو دایرہ اسلام یا سنیت سے خارج اور زمرہ اہل بدعت واہل نار مین داخل کرتے ہین اور مباح المال والدم قرار دیتے ہین۔

ان کی اس بے ضبطی و ناانصافی نے عام مسلمانون خصوصاً سنی فرقون کے دلون مین ان لوگون کی عداوت کا بیج بو دیا ہے اور باوجود اُن کے اہل السنت والجماعت ہونے کے سنیون کے دفترون سے انکا نام کو خارج کرا دیا ہے کوئی اُن کو وہابی کہتا ہے۔ کوئی غیر مقلد ولامذہب نام رکھتا ہے کوئی مشبہ و مجسم قرار دیتا ہے کوئی ان کو اسلام سے خارج کرتا ہے اور اگر یہہ دعوی ترک تقلید مین بے ضبطی و ناانصافی نہ کرتے اور ترک تقلید وہان تک ہی کرتے جہان تک یہ ترک تقلید کے مجاز اور تقلید کے غیر محتاج تھے۔ اور محل احتیاج تقلید مین مجتہدین و محدثین کے مقلد کہلاتے اور اس قسم کے مقلدون کے حق مین بے انصافی عمل مین نہ لاتے اور اُنکو بدعتی وناری نہ بناتے تو یہ ان سنیون اور عام مسلمانون سے "وہابی" "غیر مقلد" "لامذہب" "مجسم" وغیرہ نہ کہلاتے بلکہ باوجود اختلاف فروعی کے اُن کے بھائی کہلاتے جیسا کہ اور مختلف فرقے سنیون کے حنفی۔ شافعی۔ حنبلی۔ مالکی آپس مین بھائی بھائی کہلاتے ہین۔

یہ مقلد نام کے محقق جیسے احادیث غیر صحیحہ کے تسلیم مین بے ضبطی کر رہے ہین ویسے

تو اس تقلید سے خدا و رسول بھی نہین بچے اور نہ وہ مہربان یہہ سمجھہ سکے ہین کہ فقرات محل اعتراض سے اس تقلید کا جواز نکلتا ہے جس سے مخالف کو بھی انکار نہین اس تقلید کا جسکو آپ قحبہ زال سمجھکر طلاق دے چکے ہین (اسکی تفصیل دوسری مہربان معترض کے کلام کے ذیل مین ہوگی انشاء اللہ تعالی)

اور ایک مہربان اشاعۃ السنہ کے فقرات منقولہ حاشیہ پر ان کو مثبت تقلید شخصی یا تقلید معارض نص خیال فرماکر) ایک جنگی اخبار مین اسپر بعنوان "ریویو" بالفاظ ذیل نکتہ چینی فرماتے ہین اور اگر اس سے یہہ مراد ہے کہ مسایل اجتہادیہ و قیاسیہ مین جنکا سمجھنا مجتہد سے مخصوص ہے عامی کو تقلید ضروری ہے تو مسلم ہے - اہل حدیث اسکا انکار نہین کرتے - اور اگر یہہ مراد ہے کہ عامی کو ہر مسئلہ مین خواہ وہ ظاہر نص مفسر سے مستفاد ہو - یا بذریعہ اجتہاد و قیاس مفہوم ہو تقلید

بر خلاف یہ بات جملہ اقتباس ہماری ایمانیات ... اشاعۃ السنہ وغیرہ مین بھی ہے مگر جو اس مسئلہ کے محل صدق وہی لوگ ہین جو بصیرت رکھتے ہون - انہی لوگون کے لئے خاص ان ہی مسائل مین جنمین انکو بصیرت حاصل ہو ترک تقلید جایز بلکہ ضروری ہے - ولیکن جو لوگ قران و حدیث سے خبر نہ رکھتے ہون علوم عربیہ جو خادم قران و حدیث ہین) سے محض ناآشنا ہون بصرف اردو فارسی تراجم پڑہکر یا لوگون سے سنکر یا ٹوٹی پہوٹی عربی جانکر مجتہد اور بربات مین تارک التقلید بن بیٹھین انکو حق مین ترک تقلید سے بجز ضلالت کسی ثمرہ کی توقع نہین ہوسکتی -

پچیس برس کے تجربہ سے ہمکو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھہ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہین وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہین - اشاعۃ السنہ نمبر (۲) جلد (۱۱) صہ ۵۳ -

ضروری ہے تو غیر مسلم ہے" پہر فرماتے ہین ایک شخص عامی کا عالم واقف سے یہہ
سوال کرنا کہ فلان مسئلہ مین کتاب سنت کے موافق کیا حکم ہے اور روایت و خبر کا
طلب کرنا تقلید مین داخل نہین ہے اور اسپر امام شوکانی کے اس قول سے " ان
التقلید انما ہو قبول رای الغیر دون روایۃ استشہاد فرماتے ہین۔

اِس نکتہ چینی پر ایک شفق ناصح نے ان سے سوال کیا کہ اس ریویو (نکتہ چینی)
سے آپکا منشا کیا تقلید شخصی کے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری کب قائل
ہین کہ آپ اس مین اگر مگر کو داخل کرکے اپنی رائے سے ایک جھگڑا کھڑا کرنا چاہتے
ہین" تو آپ اسکے جواب مین لکھتے ہین "آجی حضرت منشا صرف اظہار حق ہے
ریویو سے یہی غرض ہوتی ہے کہ خطا و صواب کو بخوبی آشکارا کر دیا جاوے اسین یہ
صاف معلوم ہوتا ہے کہ فقرات مذکورہ " اشاعۃ السنۃ " مین حق نہین کہا گیا۔ یا
حق بباطل معلوم کان مین اشتباہ ہے)

اور وہ ترک تقلید کے جواز مین اب تک [illegible] یہہ خیال نہین
فرماسکے کہ ان فقرات اشاعۃ السنۃ مین الفاظ " بصیرت " و " ترک تقلید جائز ہے"
" ہر بات مین تارک التقلید " ۔ " مجتہد مطلق " ۔ " مطلق تقلید کے تارک " ۔ ایسے صریح
الفاظ ہین جنکو ادنی غور کے ساتھ ملاحظہ کرنے سے صاف سمجھہ مین آتا ہے کہ جس
مسئلہ مین کسیکو قرآن و حدیث سے (اپنے ذاتی علم سے یا کسی اہل علم کے بتانے
سے) بصیرت حاصل ہو اسمین ترک تقلید جائز ہے اور ترک تقلید کا عدم جواز
اُسی حالت سے مخصوص ہے کہ اسکو اس مسئلہ مین قرآن و حدیث کا علم نہو جسکو
معترض نے خود تسلیم کیا ہے اور ان الفاظ سے یہہ ہرگز مفہوم نہین ہوتا کہ ظاہر و
نص و مفسر کا کسی کو علم ہو جاوے تو پہر بہی وہ تقلید کو لازم سمجہی پہر ان فقرات
سے اس عموم کا مراد ہونا آپنے کیون تجویز کیا اور اگر بلا کر اسکے مراد ہونے کا سوال

کیون چھپا دیا - اور معہذا اس سوال کا منشاء اظہار حق تبایا اور یہہ خیال ظاہر فرمایا کہ یہہ باطل کو حق سے ملانا ہے نہ حق کا باطل سے ممتاز و آشکارا کرنا -

یہان یہہ امر باقی رہا کہ بے علم کو حدیث و قرآن کا علم کیونکر ہوسکتا ہے اور اس علم کے ساتھ وہ کس حالت میں محقق اور کس صورت مین مقلد کہلاتا ہے اور قول امام شوکانی (جس سے پیروی روایت کا تقلید نہونا ثابت ہے) کیا معنے رکھتا ہے - سو ہمارے جواب سوالات مین بخوبی طے ہوگا - انشاء اللہ تعالی -

ان تمثیلات سے ہمارے خواص کا ترک تقلید مین غلو ثابت ہے تو اس سے عوام کے غلو کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے - اور مسئلہ ترک تقلید مین مسلک اعتدال کے بیان کی ضرورت مخفی نہین رہتی و از انجا کہ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ سے ملک ہندوستان مین مسئلہ ترک تقلید کی اسقدر اشاعت ہوئی ہے جس کی نظیر ایک اقرار سے پائی نہین گئی - لہذا اس غلو کا (جو اس مسئلہ مین لوگون کی غلط فہمی سے پیدا ہوا) تدارک بھی اُسکا ایک بڑا بھاری فرض ہے - اسوجہ سے ان جوابات کو اس رسالہ مین شائع کرنا اور آئندہ اسباب مین ایک مستقل و مفصل مضمون لکھنا ایک ضروری اور اہم امر ہے جو عمل مین آتا ہے اور آئیگا انشاء اللہ تعالی - اختتام مراسلت کے بعد اخوان مقلدین کے نخیہ تیتمین بھی کچھ گذارش ہوگا جسمین انکے تشدد کا ازالہ منظور ہے *

نقل مراسلت متضمن سوالات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد خاکسار * بخدمت بابرکت عالیجناب مخدومنا و مولانا مولوی ابوسعید

* مراتم خط نے اپنے نام کی اشاعت کی اجازت نہین دی لہذا نام ظاہر نہین کیا -

محمد حسین صاحب مدظلہم العالی۔ بعد عرض السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ التماس کرتا ہے۔ کہ رسالہ کا انتظار حد سے گذر گیا اور روز بروز اشتیاق بڑھ رہا ہے براہ توجہ تجویز اجراے رسالہ فرمائے۔ ضمیمہ جات کی رسالہ سے بھی زیادہ ضرورت ہے خصوصاً ہم جیسی بعلموں اور ناواقفون کے لئے اون کا معرض تعویق والتوا مین رہنا نہایت ہی مضرت بخش ہے۔ ہماری دانست مین یہہ بات متحقق ہے کہ آپ کے بابرکت ضمیمہ سے بہت سے خدشات اور شبہات رفع ہون گے اور مسائل اختلافیہ کی نہایت ہی عمدہ توضیح و تنقیح ہو جائیگی اور جو امر حق ہے اور راج ہے عامہ اہلحدیث پر منکشف ہو جائیگا اور اہل تقلید و ارباب مذاہب بھی جو منصف مزاج و بے تعصب ہین اوس کے اقبال سے چشم پوشی نفرماوین گے اور کم سے کم اتنا تو ضرور ہوگا کہ اہلحدیث کے مسائل کے دلائل کی تقویت اور ترجیح معلوم ہوگی اور اپنی معترضین و مخالفین کو جواب دینے کے لئے ایک تائید مناسب حاصل ہوگی۔

اگرچہ ابھی تک جو رسائل [illegible] تالیف و تصنیف ہوئے ہین [illegible] اسلام اور نیز عامہ اہلحدیث متمسک و مستدل ہوتے ہین لیکن خاکسار کے خیال مین آپ کا طرز بیان و تحریر و تفہیم مطالب سب سے علیحدہ اور اوقع فی النفوس پائی جاتی ہے اس نواح کے بعض احباب اور خاصکر اس خاکسار نے اپنے بہت سے شبہات کا دفیعہ مطالعہ ضمیمہ کے اوپر منحصر رکہا ہے دیکھئے کب یہہ امر ظہور مین آتا ہے۔ خداوند کریم سے التجا ہے کہ جلد تر ضمیمہ شائع ہونے کے اسباب مہیا فرما دے اور موانعات کو دفع کرے۔

مبحث تقلید مین خاکسار اور نیز اکثر میرے احباب کو بہت سے شبہات و خدشات ہین اسلئے ایسے بیان یا برہان و دلائل واضحہ کی سخت ضرورت ہے جس سے اطمینان قلب حاصل ہو۔

منجملہ اون شبہات کے ایک یہہ ہے کہ درحالیکہ بے علمون کو اہل علم سے دریافت کرکر مسائل و احکام شرعی کی تحقیقات کرنیکا حکم ہے اور اپنے اجتہاد اور فہم سے کسی مسئلہ پر عمل کرنا اون کو جائز نہین ہے تو ایسی حالت مین ترک تقلید کہان متصور ہے اور جب زمانہ حال کے موجودہ علما سے عامی کو مسائل دریافت کرلینا اور اُن کے قول پر عمل کرنا جائز ہے تو ائمہ مجتہدین کی تقلید سے دست کش ہونے مین کیا فائدہ۔ حالانکہ وہ بہ نسبت علمائے زمانہ حال کے بدرجہا افضل و اکمل تھے اور یہہ امر بھی ثابت ہے کہ مجتہدین اربعہ کے مسائل فقہی بھی سب ہی بے دلیل نہین ہین اور کوئی نہ کوئی اصل اون کے مسائل کی دین مین پائی جاتی ہے اور وہ اپنے اجتہاد سے اوسکو تحقیق کرچکے ہین تو پہر اس تقلید معین اور غیر معین مین کیا فرق ہے۔

دوسرا یہہ کہ معائنہ بعض کتب سے واضح ہوتا ہے کہ ائمہ مذاہب کے مستند احادیث وغیرہ مثل اسکے بھی ہین جنکی تصحیح و تنقید وہ کرچکے ہین اور اون ہی تمسک مسائل شرعیہ مین کرتے ہین جب یہہ بات ثابت ہے تو پہر اہلحدیث کے نزدیک اون مسائل و دلائل کی بے اعتباری کیون ہے اور اون کے طرز استدلال اور فقہا کے طرز استدلال مین کیا فرق ہے جس سے یہہ معتبر اور وہ غیر معتبر متصور ہون۔ اور جب ایک جانب کی احادیث پر عمل کیا جائے اور دوسرے متروک العمل ہون تو پہر جملہ احادیث پر عمل کیونکر ممکن ہے ایسا ہی جو احادیث متعارض ایک دوسرے کی ہین اون مین جمع و توفیق کی کیا صورت ہے اور جن احادیث کو ایک فریق ضعیف بتلاتا ہے اور دوسرا اُسکو قوی و صحیح تو ایسی حالت مین دار و مدار صحت و ضعف کا کونسا قاعدہ قرار دیا جائیگا محدثین کا یا فقہا کا۔

ایک خیال یہہ بھی ہوتا ہے کہ احادیث جن مین صاف وصریح احکام موجود ہون اور
کسی تاویل یا اجتہاد یا توضیح کی ضرورت نہ واقع ہو بہت ہی تہوڑے ہونگے اور بہت
بڑا حصہ احادیث و آیات کا ایسا ہے جن مین ضرورت تاویل و اجتہاد کی واقع
ہوتی ہے پس ایسی حالت مین بھی اُسی تاویل یا اجتہاد مجتہدین (عام
اس سے کہ مجتہدین سلف ہون یا خلف) کی اتباع ضرور ہوتی ہے خالص احادیث
یا آیات کی اتباع کہان ہو سکتی ہے۔ جب یہہ بات مسلم ہے تو اتباع کے احق
و مستحق مجتہدین سلف ہی ہو سکتے ہین۔ خاصکر وہ جو مشہور اور مقتدا ے
جماعت کثیر ہین۔

بہرحال ایسے اور بہی خیالات و خدشات ہم جیسے نا واقفون اور بے علمون کے
ذہن مین گذرتے ہین جن مین سے بعض بعض کا ازالہ رسالہ اشاعۃ السنۃ اور
اوس کے ضمیمہ سے ہو بھی جاتا ہے لیکن تاہم کامل اطمینان اس وجہ سے
نہین ہوتا کہ ہمارے اذہان قاصر ہین اور مطالب کی بجلد تہ و جلد نہین سکتے۔
لہذا گذارش ہے کہ اگر کوئی ایک مضمون رسالہ اشاعۃ السنۃ مین اس مبحث
کے متعلق جو عام فہم و تسلی بخش اور حاوی جمیع مراتب متعلقہ پر ہو شایع فرمایا
جاوے۔ تو مناسب ہے۔ چنانچہ بعض مقامات رسالہ جلد نہم وغیرہ مین آپنے
وعدہ بھی فرمایا ہے۔

ہماری ایسی موٹی سمجھ ہے کہ ہم اپنے دلی شبہات اور معترض کے اعتراضات
کو بھی بصراحت اور جیسا کہ اپنے ذہن نشین ہے بذریعہ تحریر ادا نہین کر سکتے
اور نہ ہم لوگ کسی اہل علم سے بخوبی پوچھکر اطمینان و ایقان حاصل کر سکتے ہین
بااین ہمارا یہہ دعوی کہ ہم عامل بالحدیث ہین اور تارک تقلید ایک خیال خام
و سوداے محال نظر آتا ہے اور ایسی ہماری حالت کو دیکھکر ہمارے علاتی بھائی

حنفیہ کو خوب موقع اعتراضات بمانئے اور ہمارے اعتقاد اتباع سنت کو رفع کر دینے کا ہاتھ آیا ہے چنانچہ میرے چند احباب کو اور ایک بہت پرانے مشہور اہلحدیث و متبع سنت کو بعض حضرات حنفیہ نے چند کتب مناظرہ مثل چراغ ہدایت مطبوعہ بنگلور و فتح المبین رد ظفر المبین وغیرہ و نیز کتاب ترجمہ اردو شرح سفر السعادۃ مولفہ مولوی عبد الحی صاحب واعظ بنگلور و فصل الخطاب جناب سید شاہ محی الدین صاحب مرحوم ویلوری صرف مطالعہ کے لئے دیکر اونکو خیال اتباع سنت سے پھیر کر مائل بہ تقلید کر لیا ہے چنانچہ جو صاحب پہلے اتباع مین مشہور تھے اب وہ تقلید مین مشار الیہ ہو گئے ہین اور چونکہ وہ بظاہر ہیئت امتیاز دنیوی بھی رکھتے ہین لہذا وہ ساعی ہین کہ بہر حال سب لوگ اپنے ہمخیال ہو جائین اسی غرض سے وہ غربا اہلحدیث بھی جبراً اقرار لیتے ہین کہ خیال عمل بالحدیث سے دست بردار ہو جائین اور عند الاستفسار ظاہر فرماتے ہین کہ اس حکمت عملی سے مقصود یہ ہے کہ لوگ شرک و بدعت سے اجتناب کرین اور موحد و پیرو سنت ہو جائین اس عمل بالحدیث کی وجہ سے جو لوگ شرک و بدعت مین مبتلا ہین وہ راستہ پر نہین آ سکتے بہر حال ہمکو انکی نیت و غرض سے کوئی مقصود نہین ہے ہمکو اپنے خیال کی اصلاح و اعتقاد کی درستی مطلوب ہے حسبتہً للہ آپ ان شکوک کا ازالہ فرمائین اور ہماری اس تحریر سے ہی آپ ہمارے بقیہ شبہات کا اندازہ فرما سکتے ہین۔ لہذا ہمارے اظہار و بیان کی بھی حاجت نہین اور نیز وہ اعتراضات رسائل مناظرہ فریقین مین مندرج ہین۔

مجھسے بعض میرے مخلص احباب اور بعض میرے اکابر نے جو مجھکو تقلید کی طرف مائل کرنا چاہتے ہین یہہ فرمایا ہے کہ تیرے دلمین جو خدشات اس تقلید کے متعلق ہون اونکو بذریعہ تحریر مفصل لکھکر بھیجدے تو اوسکے جوابات دیئے جاینگے اور تشفی کردیجائیگی۔ مجھے نہین سوجھتا کہ مین انکو

کیا لکھوں اور جتنے خدشات میرے ذہن نشین ہیں اونکو تو میں بالمشافہہ و نیز بذریعہ خطوط ظاہر تحریر کر دیا ہے۔ اونکی یہہ خواہش ہے لہذا حضرت سے گذارش ہے کہ براہ عنایت بزرگانہ ایک فہرست سوالات کی عنایت فرمائی جاوے

شملہ ۶ جولائی نمبر ۲۵۴

اِسکا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجبی مکرمی -

سلام علیکم و برکاتہ - آپ کا خط مورخہ ہفتم شعبان سنہ ۱۳۰۶ ہجری کل مجھے پہونچا۔
مسئلہ تقلید میں جو خدشات آپ کے کلام سے مفہوم ہوتے ہیں - وہ سب اس ایک
اجمالی جواب سے رفع ہو سکتے ہیں کہ غیر مجتہد مطلق کے لئے تقلید مجتہدین سے
فرار و انکار کی گنجایش نہیں ہے اسکو کہیں نہ کہیں مجتہدین و محدثین کی تقلید
کرنی پڑتی ہے[*] (بعض مسایل فرعیہ میں ہو خواہ اصول و قواعد استنباط میں یا

---

[*] مسلم الثبوت میں ہے کہ جو مجتہد مطلق نہو گو عالم ہو اسکو اجتہادیات میں جن میں خود قدرت نرکہے مجتہد کی تقلید کرنا ضروری ہے - اگر اجتہاد کو لایق تجزی مانیں۔

غیر المجتہد المطلق ولو عالماً یلزمہ التقلید فیما لا یقدر علیہ من الاجتہادیات علی التجزی ومطلقاً علی نفیہ وقیل انما یلزم بشرط ان تبین لہ الصحۃ بدلیلہ - لنا المجتہدون من الصحابۃ وغیرہم کانوا یفتون من غیر ابداء المستند ویتبعون من غیر نکیر شاع وذاع

جو لوگ اجتہاد کو لایق تجزی نہیں سمجھتے وہ ہر مسئلہ میں غیر مجتہد کے لئے تقلید مجتہد کو ضروری سمجھتے ہیں - بعض علما کا یہہ قول ہے کہ یہہ تقلید اِس صورت میں لازم ہے کہ مجتہد کے قول کی صحت دلیل سے معلوم ہو - ہماری دلیل بلا شرط جواز تقلید پر یہہ ہے کہ

احادیث کے تصحیح و تضعیف میں وعلی ہذا القیاس) یہ بات اشاعۃ السنۃ نمبر ہشتم جلد ہشتم میں بضمن ریویو رسالہ "قول متین" بوضاحت بیان ہو چکی ہے۔ محل انکار اہلحدیث صرف دو قسم کی تقلید ہے ایک تقلید مقابل نص جسکی صورت یہہ ہے کہ ظاہر آیت یا حدیث کسی مذہب کے مقلد کو کوئی مسئلہ ثابت ہو تو وہ اس مسئلہ میں پیروی آیت یا حدیث

(مسلم الثبوت ومثله في المعيار ص ۴۰ نقلا عن شرح المسلم لبحر الاسلام)

صحابہ وغیرہ بلا ذکر سند و دلیل اقوال خود فتوے دیا کرتے اور لوگ بلا انکار انکی پیروی کرتے +

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں ابن حزم نے جو تقلید کو حرام کہا ہے وہ اس شخص کے حق میں ہے جو صاحب اجتہاد ہو اگرچہ ایک مسئلہ میں ہو اور اس شخص کے حق میں [illegible] طور پر معلوم ہو چکا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلان مسئلہ مین ایسا فرمایا ہے یا کسی امر کی ممانعت کی ہے اور یہہ بھی معلوم ہو چکا ہو کہ وہ حکم نبوی منسوخ نہیں احادیث اور اقوال مخالف اور موافق کو وہ تلاش کرکے اس حکم کا ناسخ حکم نہ پاتا ہو یا ایک جماعت اہل علم کا مذہب اس حکم کے موافق دیکھتا ہو اور اس حکم کے مخالف قول کی کوئی سند بجز قیاس نہ پاتا ہو

انما يتم اي قول ابن حزم التقليد حرام فيمن له ضرب من الاجتهاد ولو في مسئلة واحدة وفيمن ظهر عليه ظهوراً بيناً ان النبي صلى الله عليه وسلم امر بكذا ونهى عن كذا وانه ليس بمنسوخ اما بان يتتبع الاحاديث واقوال المخالف والموافق في المسئلة فلا يجد لها نسخا او بان يرى جما غفيرا من المتبحرين في العلم يذهبون اليه ويرى المخالف له لا يحتج الا بقياس او استنباط او نحو ذلك حجة

کی نہ کرے اور اس کے مقابلہ مین تقلید مذہب پر جما رہے - اس مین وہ کسی دلیل کا (قوی ہو خواہ ضعیف) اتباع نہ کرے - صرف اس خیال پہ قایم رہے کہ خدا نے مجھے تقلید مذہب خاص کا حکم دیا ہے - اور اتباع قرآن و حدیث مجھپر واجب نہین کیا قسم دوم تقلید شخصی یا تقلید مذہب معین ہے جسکی صورت یہہ ہے کہ ایک شخص ایک مذہب کی پیروی کو اپنے ذمہ فرض سمجھ لے اور دوسرے مذاہب کے کسی مسئلہ پر عمل کرنے کو جایز نہ جانے خواہ کیسی ہی حالت ضرورت پیش آوے اور اسکے اپنے مذہب مین وہ ضرورت پوری نہو سکے +

ان دونو قسم کی تقلید سے اہل حدیث کو انکار کرنے کی وجہ یہہ ہے کہ ان اقسام کے جواز پر کوئی شرعی دلیل قایم نہین ہے بلکہ اُن کی ممانعت پر اُن دلایل شرعیہ کی شہادت موجود ہے جنمین اتباع ظاہر قرآن و حدیث کا ارشاد ہے اور جملہ اہل علم کی پیروی کی اجازت ہے + آپ سے کوئی ان اقسام کی تقلید تسلیم کرانا چاہے تو آپ اس سے اُنکے جواز کی دلیل پوچھین

لا بسبب المخالفة لحديث النبي صلى الله عليه وسلم الانفاق خفي او حمق جلي وفيمن يكون عاميا و يقلد رجلا من الفقهاء بعينه يرى انه يمتنع من مثله الخطاء وان ما قاله هو الصواب البتة واضمر في قلبه ان لا يترك تقليده وان ظهر الدليل على خلافه + وفيمن لا يجوز ان لا يستفتي الحنفي مثلا فقيها شافعيا وبالعكس ولا يجوز ان يقتدي الحنفي بامام شافعي مثلا فان هذا قد خالف اجماع القرون الاولى وناقض الصحابة والتابعين + حجة البالغة صن ۱۶۰ و ۱۶۱

پہر وہ اس علم نبوی کا خلاف کرے - اور اس شخص کے قول کو نہ چھوڑے - اور اس شخص کے حق مین بھی جو فقہاء سے ایک شخص کو معصوم سمجھ کر اُس کی تقلید کو لازم ٹھیرا لے اور حنفی کا شافعی سے فتویٰ لینا اور ایک کا دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا جایز نہ سمجھے - ایسا شخص اجماع پہلے زمانوں کا مخالف ہے اور صحابہ کا نقیض

زیادہ بحث و سوالات کی کچھ ضرورت نہین ہے۔ اس مجمل جواب سے آپکے جملہ خدشات جو آپ نے ظاہر کیئے ہین یا جو آپ کے خیال مین ہین۔ رفع ہو سکتے ہین تاہم بپاس خاطرِ جناب آپکے بعض سوالات اپنی عبارت مین نقل کر کے اُنکے جوابات تحریر کرتا ہون۔

سوال اول۔ بیعلمون کے لئے اجتہاد نا جایز ہے اور اونپر سوال اہل علم واجب ہے تو پہر انکے لئے ترک تقلید کب متصور ہے۔

جواب۔ عوام اور بیعلمون کے لئے ترک مطلق تقلید کا کوئی قایل نہین بجز حافظ ابن حزم ظاہری جنکا* قول جمہور علماے اسلام کے نزدیک مسلم نہین (دیکھو حجة اللہ البالغ

---

* **حضرت** شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین ابن حزم کا قول مذکور کہ تقلید حرام ہے

ولیس محل ای قول ابن حزم التقلید [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم ولا یعتقد حلالاً الا ما احلہ اللہ ورسولہ ولا حراماً الا ما حرمہ اللہ ورسولہ لکن لما لم یکن لہ علم بما قالہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا بطریق الجمع بین المختلفات من کلامہ ولا بطریق الاستنباط من کلامہ اتبع عالماً راشداً علی انہ مصیب فیما یقول ویفتی ظاہراً متبع سنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان خالف ما یظنہ اقلع من ساعتہ من غیر جدال ولا

اُس شخص کے حق مین نہیں ہے جو آنحضرت [illegible] کے قول کا مطیع کہلاوے اور اس چیز کو حلال یا حرام سمجہے جسکو خدا اور رسول کے حرام ٹھہرایا مگر اسکو کسی مسئلہ مین قول نبوی کا علم نہ ہو یا آنحضرت کے مختلف اقوال کو وہ باہم متفق نہ کر سکے یا اوس قول سے وہ استنباط مسایل نہ کر سکے تو اس وقت کسی مجتہد کی تقلید کر لے اور جب اسکا قول قول آنحضرت کے مخالف معلوم ہو تو اوسکو فوراً چھوڑ دے۔

وعقد الجید حضرت شاہ ولی اللہ و فتوحات مکیہ وغیرہ- اور جو اس وقت کے بعض علما نے کہا ہے کہ عوام کا علماء سے کتاب و سنت کا حکم پوچھکر اسپر عمل کرنا

اصرار فهذا كيف ينكره احد مع ان الاستفتاء والافتاء لم يزل بين المسلمين من عهد النبي صلعم ولا فرق بين ان يستفتي هذا دائما او يستفتي هذا حينا وذلك حينا بعد ان يكون مجمعا على ما ذكرناه — حجة الله صفحه ۱۲۱

ایسی تقلید سے کسیکو انکار نہیں- ایسی تقلید آنحضرت کے عہد سے متواتر چلی آئی ہے- ایسی تقلید ہمیشہ کے لئے ایک شخص کی ہو یا کبھی کسی کی ہو کبھی کسیکی- اسمیں اسمیں کوئی فرق نہیں ہے

اور آپ نے فرمایا ہے منجملہ اسباب تحریف دین ایک غیر معصوم کی تقلید ہے

ومنها التقليد غير المعصوم اعني غير النبي الذي ثبتت عصمته وحقيقته ان يجتهد واحد من علماء الامة في مسئلة فيظن متبعوه انه على الاصابة قطعا او غالبا فيردوا به حديثا صحيحا وهذا التقليد غير ما اتفق عليه الامة المرحومة فانهم اتفقوا على جواز التقليد للمجتهدين مع العلم بان المجتهد يخطي ويصيب مع الاستشراف لنص النبي صلى الله عليه وسلم في المسئلة والعزم على انه اذا ظهر حديث صحيح خلاف ما قلد فيه ترك التقليد واتبع الحديث — حجة الله البالغہ صفحہ ۱۲۷ و مقیاس ص ۴۴

جسکی صورت یہ ہے کہ ایک مجتہد کسی مسئلہ میں اجتہاد کرے اور اس کے پیرو یہ سمجھکر کہ وہ معصوم ہے جو کہتا ہے یقینیا یا غالبا درست کہتا ہے قول مجتہد کی مخالف حدیث کو رد کر دیں یہہ تقلید وہ نہیں ہے جس کے جواز پر اتفاق و اجماع امت ہو چکا ہے- اس جایز تقلید کی یہی صورت ہے کہ مقلد قول مجتہد کو خطا و صواب دونو کا محتمل سمجھ کر اسکی تقلید کرے اور حدیث و آیہ کا متلاشی رہے اور یہہ قصد مصمم رکھے کہ جب اس قول کے مخالف کوئی حدیث معلوم ہو گئی تو اس قول کو چھوڑ دونگا اور اس حدیث پر عمل کرونگا-

تقلید نہین ہے بلکہ اتباع ہے۔ یہہ ایک اصطلاح یا لفظی نزاع ہے جسکو وہ اتباع کہتے ہین اسی کا دوسرے علماء تقلید نام رکھتے ہین کیونکہ تقلید بے دلیل بات ان ہی کا

اور نیز ارشاد فرمایا ہے۔ تقلید کے دو قسم ہین واجب اور حرام۔

اعلم ان تقلید المجتهد علی وجهین واجب و حرام فاحدهما من اتباع الروایة ولو دلالة تفصیله ان الجاهل بالکتاب والسنة لا یستطیع بنفسه التتبع ولا الاستنباط فکان وظیفته ان یسال فقیها ما حکم رسول الله صلعم فی مسئلة کذا و کذا فاذا اخبر اتبعه سواء کان ماخوذا من صریح نص او مستنبطا منه او مقیسا علی المنصوص فکل ذلک راجع الی الروایة عنه صلی الله علیه وسلم ولو دلالة وهذا اتفقت الامة علی صحته قرنا بعد قرن بل الامم کلها اتفقت علی مثله فی شرائعهم وامارة هذا التقلید ان یکون عمله بقول المجتهد کالمشروط بکونه موافقا للسنة فلا یزال متفحصا من السنة بقدر الامکان فمتی ظهر حدیث یخالف قوله نبذه واخذ بالحدیث الخ والوجه الثانی ان یظن بفقیه انه بلغ الغایة

واجب جو درحقیقت روایت کی پیروی ہوتی ہے (جسکی یہہ صورت ہے کہ ایک شخص قرآن و حدیث سے بیخبر ہے اپنے آپ قرآن و حدیث سے مسئلہ نکال نہیں سکتا اسکا یہی کام ہے کہ وہ کسی مجتہد سے یہ سوال کرے کہ اس مسئلہ مین خدا و رسول کا کیا حکم ہے جب وہ اسکو حکم بتاوے صریح نص سے معلوم ہو خواہ اس سے استنباط کیا گیا ہو تو وہ اسکی پیروی کرے اس تقلید کا رجوع روایت حضرت رسالت کیطرف ہی اور اس کے صحیح ہونے پر ہر زمانہ کا اتفاق چلا آیا ہے اسکی علامت یہ ہے کہ مجتہد کے قول پر اسکا عمل اس شرط سے مشروط ہو کہ وہ مخالف سنت نہ ہو اور جب اس قول کے مخالف حکم سنت سے ثابت ہو تو اس قول کو وہ چھوڑ دے اور سنت یا حدیث پر عمل کرے

نام ہے اور عامیون کے عمل واتباع مین یہی امر وقوع مین آتا ہے - عامی کو جو حکم کتاب وسنت کا علماء وقت سے معلوم ہوتا ہے - اسکو وہ بول ہی بیدلیل مان لیتا ہے

القصوی ثلاثہ یمکن ان یخطی فہما بلغہ حدیث صحیح صریح یخالف مقالتہ لم یترک او ظن انہ لما قلدہ کلفہ اللہ بمقالتہ وکان کالسفیہ المحجور علیہ فان بلغہ حدیث واستیقن بصحتہ لم یقبل لکون ذمتہ مشغولۃ بالتقلید فہذا اعتقاد فاسد وقول کاسد لیس لہ شاہد من النقل و العقل وما کان احد من القرون السابقۃ یعتقد ذلک -

(عقد الجید صفحہ ۸۳ و ۸۵ ومعیار صفحہ ۴۲ و ۵۲)

حرام تقلید یہہ ہے کہ ایک شخص سے خطا کا نا ممکن ہونا گمان کرکے اسکی تقلید کریں اور اس کے مخالف حدیث معلوم ہونے پر بھی اسکی تقلید نہ چھوڑیں یا یہہ سمجھ لین کہ جب ہمنے اسکی تقلید کی تو سفیہ ہوگئی جسکا کوئی تصرف ناقد نہیں ہوتا - یہہ بد اعتقادی اور کھوٹی بات ہے جبر نقل وعقل سے کوئی شہادت پائی نہیں جاتی - ایسی تقلید پہلے زمانوں [illegible]

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی فتوحات مکیہ کے خاتمہ

وصیۃ - الذی اوصیک بہ ان کنت عالماً فحرام علیک ان تعمل بخلاف ما اعطاک اللہ دلیلک و یحرم علیک تقلید غیرک مع تمکنک من حصول الدلیل فان لم تکن فی ہذہ الدرجۃ وکنت مقلداً فایاک ان تلتزم مذہباً بعینہ

مین فرماتے ہیں - میں تجھے وصیت کرتا ہون کہ اگر تو عالم ہے تو تجھے اس دلیل (آیۃ یا حدیث) کے جسکا علم خدا نے تجھے دیا ہے مخالف قول پر عمل کرنا اور اسمین کسیکا مقلد ہو جانا حرام ہے اور اگر تو اس تبہ مین نہیں ہے اور تو مقلد ہے تو پھر ایک مذہب کو لازم پکڑنے یعنے

جو عرفاً تقلید کہلاتی ہے - کسی عامی کو کوئی عالم اگر یہہ بھی کہدے کہ یہہ مسئلہ حدیث یا قرآن میں یون آیا ہے - تب بھی وہ اسکے قول کو بے دلیل تسلیم کرلیتا ہے کیونکہ اِس مسئلہ کی دلیل آیہ یا حدیث کا علم اس کو حاصل نہیں ہوتا اور اگر کوئی عامی اسکو

بل اعمل کما امرک الله وھو ان تسأل اھل الذکر ان کنت لا تعلم و اھل الذکر ھم العلماء بالکتاب و السنة واطلب منہم الحجج فی نازلتک ما استطعت واسئل عن الرخصة فی ذلک حتی تجدھا فان الله یقول ما جعل علیکم فی الدین من حرج وان قال لک المفتی ھذا حکم الله او حکم رسولہ فی مسئلتک فخذ بہ و ان قال لک ھذا رأی فلا تأخذ بہ وسئل غیرہ -

(فتوحات مکیہ و معیار صفحہ ۱۲۸)

فرض ٹھہرالیئے سے پچھو - اور کتاب الله و حدیث کے جاننے والون سے یون سوال کرلو کہ فلان مسئلہ مین قرآن و حدیث کا کیا حکم ہے پھر مفتی اگر تیرے جواب میں یہہ کہے کہ یہہ خدا و رسول کا حکم ہے تو تو اسپر عمل کر - اور اگر وہ کہے کہ یہہ میری رائے ہے تو تو اسپر عمل نہ کر اور دوسرے سے کتاب الله و سنت کا حکم پوچھ لے

حضرت شاہ صاحب اور شیخ محی الدین ابن عربی کے کلام مذکور مین اس بیعلم سائل کو جو علماء سے حکم کتاب و سنت پوچھکر اس پر عمل کرے مقلد کہا ہے ایسا ہی عقد الفرید مین ملاحسن شرنبلالی نے اور شرح تحریر مین ابن امیر الحاج نے اور مفتاح الحصول مین فاضل قندھاری نے علماء کی طرف رجوع کرنے کو تقلید کہا ہے فاضل قندھاری نے امام الحرمین سے نقل کیا ہے

حقیقة التقلید العمل بقول من لیس قولہ احدی الحجج الاربعة الشرعیة

آیۃ قرآن یا حدیث پڑھکر بھی سناوے یا طوطے کی طرح یاد کرادے - تب بھی وہ آیہ یا حدیث کے معنے اور حدیث کی صحت تسلیم کرنے مین اس عالم کا مقلد کہلاتا ہے کیونکہ وہ کسی دلیل سے یہہ نہین جانتا کہ آیہ یا حدیث کے وہ معنے جو اس عالم نے اسکو بتائے

بلا حجۃ منہا فلیس الرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاجماع من التقلید (الی) ان کلا منہما حجۃ شرعیۃ الی ان قال نقلا عن الحاوی القدسی لکن یسمے رای تقلید النبی صلی اللہ علیہ وسلم تقلید العرفیا - (عقد الفرید ص۲) لکن العرف علی ان العامی مقلد للمجتہد قال امام الحرمین وعلیہ معظم الاصولیین وقال الغزالی والامدی وابن الحاجب ان سے الرجوع الی الرسول والاجماع والمفتی والی الشہود تقلیداً فلا مشاحۃ (مغتنم الحصول وسیار ص۳۷)

کہ اکثر اصولی اسی پر ہین اور امام غزالی اور آمدی اور ابن حاجب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع یا مفتی یا گواہوں کیطرف رجوع کرنیکا نام تقلید رکہا جائے تو کوئی مضایقہ نہین - ان عبارات محدثین و فقہا و اصولیین کو اس وقت کے اہلحدیث جو تقلید کے نام سے چونکتے ہین حوصلہ کے ساتھ ملاحظہ فرماوین اور اس لفظ سے گہبرانا چھوڑ دین جسکو وہ اتباع و پیروی کہتے ہین - اسکو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب و شیخ محی الدین وغیرہ

علما تقلید کہہ چکے ہین وہ لوگ شوق سے اسکو اتباع کہین - مگر کوئی اسکو تقلید کہے تو وہ اس سے کیون ڈرتے اور گہبراتے اور اپنے مخالفون پر تاب کررہے ہین کہ علم و قول علماء سے اسکو مس نہین ہے - لفظی نزاع اہل علم کی شان نہین ہے اس زمانہ کے اہلحدیث چونکہ اکثر علم سے عاری ہین وہ تقلید کے لفظ مین بہت بحث و نزاع کرتے - انہی حضرات کی نہایش کے لئے یہہ بات جتائی گئی ہے خدا تعالی انکو توفیق فہم عطا کرے -

ہیں کیونکہ صحیح ہین - اور اس حدیث کی صحت کیونکہ ثابت ہے لہذا اسکی یہہ تسلیم بلا دلیل تسلیم ہے جو تقلید کہلاتی ہے گو اوسکو کوئی تقلید نہ کہے اتباع نام رکھے امام شوکانی علیہ الرحمہ نے جو فرمایا ہے کہ تقلید کسی کی راے کی پیروی کا نام ہے نہ اسکی روایت کی پیروی کا یہہ ہمارے اس بیان کا موید ہے نہ مخالف - کیونکہ جن امور مین عوام علماء کی پیروی کرتے ہین اُن کا اکثر حصہ راے ہے نہ روایت - روایت صرف وہ الفاظ حدیث ہین جو قال قال سے بیان کئے جاتے ہین - ان الفاظ کے معانی دقیق کا بیان کرنا راے سے ہوتا ہے انکی صحت و سقم کا اظہار راے سے جن کا اتباع راے کا اتباع ہے -

ہمارے ریویو رسالہ قول متین ہیں بصفحہ ۲۱۶ نمبر ۸ جلد ۸ اشاعۃ السنہ مین جو دعوے کیا گیا ہے کہ محدثین کا اتباع ان امور مین جو نقل اور واقعات کے متعلق ہیں تقلید نہیں ہے بلکہ اتباع دلیل ہے - وہ بھی اس بیان با برہان کے مخالف نہیں ہے یہہ بیان عوام و جہلا کے حقین مین ہے اور وہ دعوی علماء کے حقین جن کے اوصاف مین بیان ہوا ہے کہ وہ تسلیم معانی لغویہ مین اہل لغت پیروی کرتے ہین فہم معانی شرعیہ مین قواعد اصول فقہ سے استمداد کرتے ہین و علی ہذا القیاس - ان ہی علماء کے حقین پہلے تقلید کو بنا بر تنزل تسلیم کیا ہے پھر ان ہی کے حق مین مقلد نہ ہونے کا دعوے کیا گیا ہے

سوال دوم - موجودہ علماء کے قول پر اعتماد اور ان کا اتباع جایز ہے تو تقلید مجتہدین سے جو علمار وقت سے افضل ہین دست کشی کیون ہے ؟

الجواب تقلید مجتہدین سے کوئی اس وقت دست کشی نہین کر سکتا - عامی مین تو وہ بواسطہ علمائے وقت مجتہدین کی تقلید کر رہے ہیں - علمائے وقت کیطرف ان کا رجوع کرنا بعینہ اُن مجتہدین کیطرف رجوع کرنا ہے جن کے پیرو و مقلد وہ علماء ہین

فرق صرف اتنا ہے کہ وہ بلا واسطہ علماء وقت نہ اقوال یا اصول مجتہدین کیطرف رجوع کر سکتے ہین نہ بلا واسطہ مجتہدین کی طرف وہ منسوب ہو سکتے ہین - اسی نظر سے کہا گیا ہے " اَلْعَامِی لَامَذْهَبَ لَهٗ - انما مذهبه مذهب مُفتیه "

اب رہے علماے وقت سو بہت سے مسایل فرعیہ و قواعد اصولیہ مین جن کے دلایل وہ نہین جانتے مجتہدین فقہا کے مقلد ہین اور حدیث کی صحت اور ضعف ان پر بہین (؟) تو اُن کا مقلد ہونا تو ظاہر ہی ہے

سوال سوم - بہت سا حصہ احادیث کا ایسا ہے جسکا ظاہر معمول بہ نہین اور اسکی

✽ شرح تحریر ابن ہمام مین ابن امیر الحاج نے کہا ہے - کہتے ہین کہ عامی کا کوئی مذہب

بل قيل لا يصح للعامی مذهب ولو تمذهب لان المذهب لا يكون الا لمن له نوع نظر وبصيرة بالمذاهب او لمن قرء كتابا فی فروع لمذهب وعرف فتاوی امامه واقواله واما من لم يتاهل لذلك بل قال انا حنفی انا شافعی لم يصر من اهل ذلك المذهب بمجرد هذا كما لو قال انا فقيه ونحوی لم يصر فقيها او نحويا - (شرح تحرير ومعيار ص ۵۲) قلت وايضا قال والعامی لا مذهب له بل مذهبه مذهب مفتيه وعلله فی شرح التحرير بان المذهب انما يكون لمن له نوع نظر واستدلال وبصر بالمذاهب على حسبه او لمن قرء كتابا فی فروع ذلك المذهب وعرف فتاوی امامه واقواله واما غيره ممن قال انا حنفی او شافعی لم يصر كذلك بمجرد القول كقوله انا فقيه انا نحوی (شامی معيار ص ۲۹)

نہین ہے کیونکہ مذہب تو اسکا ہوتا ہے جس کو مذہب مین نظر و بصیرت حاصل ہو اور کتب مذہب کو پڑھ سکے اور امام کے فتوے کو پہچان سکے اور جو ایسا نہ ہو اور یون ہی کہدے کہ مین حنفی المذہب ہون یا شافعی المذہب ہون تو وہ ایسا ہے جیسا کوئی شخص کہدے کہ مین نحوی یا مجتہد ہون ایسا ہی ابن العابدین رد المحتار حاشیہ در مختار مین کہا ہے اُنکے قول کا ترجمہ بعینہ وہی ہے جو عبارت شرح تحریر کا ترجمہ کیا گیا ہے

تکمیل و استدلال مین تاویل و اجتہاد کو بڑا دخل ہے ان احادیث کے عمل و استدلال
کے وقت علما اپنے اجتہاد سے کام لین مجتہدین سابقین کی طرف رجوع نہ کرین
تو اس مین ترجیح مرجوح لازم آتی ہے کیونکہ مجتہدین سابقین بالیقین علم و فہم و دیانت
و استقامت مین علمائے وقت سے بدرجہا راجح تھے۔ اور اگر مجتہدین سابقین کی
طرف رجوع کرین تو اس سے تقلید مجتہدین ثابت ہوتی ہے جو دعوے ترک تقلید
کے مخالف ہے +

الجواب اس قسم کی احادیث پر عمل و استدلال کے وقت مستدل کو (اگر وہ استدلال
کا اہل* ہے) اختیار ہے کہ اپنے فکر و اجتہاد سے کام لے خواہ مجتہدین سابقین کیطرف
رجوع کرے۔ یہہ دونون عمل خیر القرون** مین پائے گئے اور سلف صالحین سے مروی

---

* یعنے ملکہ استنباط رکھتا ہو۔ اس ملکہ کی شرح اور اس اجتہاد کی شرائط کی تفصیل جلد سوم
ضمیمہ اشاعت السنۃ مین ہو چکی ہے۔ ظواہر نصوص پر عمل و استدلال اس قسم سے
نہین ہے اسکی شرط ضمیمہ ۲ جلد اول میں بیان ہوئی ہے

** اس امر کی تفصیل حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ میں کی
ہے جسکی نقل ہمارے ضمیمہ نمبر (۹ و ۸) جلد ۱ مین موجود ہے اس مقام مین اسکے چند
فقرات عربیہ نقل کرتے ہین آپ فرماتے ہین اعلم انه کان من العلماء فی عصر
سعید بن المسیب و ابراهیم و الزهری و فی عصر مالک و سفیان و بعد ذلک
قوم یکرهون الخوض بالرای و یهابون الفتیا و الاستنباط الا لضرورة لا یجدون
منها بدا و کان اکبر همهم روایة حدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم × × × ×
× × × × کان عندهم انه اذا وجد فی المسئلة قرآن ناطق فلا یجوز التحول
منه الی غیره و اذا کان القرآن محتملا لوجوه فالسنة قاضیة علیه فاذا لم یجدوا
فی کتاب الله اخذوا بسنة رسول الله صلی الله علیه وسلم سواء کان مستفیضا

میں حجۃ اللہ البالغہ اور جلد دوم ضمیمہ اشاعۃ السنہ میں اسکی تفصیل موجود ہے
ان دونوں سے عمل دوم پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ
تقلید مذموم نہیں محمود ہے اور یہہ سلف صالحین کا عمل ہے جو خیر القرون میں پایا
گیا ہے اور اس تقلید کے ترک کا دعوی اہل حدیث ہونے کو لازم نہیں ہے —

دایر بین الفقہاء او یکون مختصا باھل بلد او اھل بیت او بطریق خاص
وسواء عمل بہ الصحابۃ والفقہاء او لم یعملوا بہ ومتی کان فی المسئلۃ
حدیث فلا یتبع فیھا خلاف اثر من الآثار ولا اجتھاد احد من المجتھدین واذا
افرغوا جھدھم فی تتبع الاحادیث ولم یجدوا فی المسئلۃ حدیثا
اخذوا باقوال جماعۃ من الصحابۃ والتابعین ولا یتقیدون بقوم دون
قوم ولا بلد دون بلد کما کان یفعل من قبلھم فان اتفق جمھور
الخلفاء والفقہاء علی شیء فھو المقنع وان اختلفوا اخذوا بحدیث اعلمھم
علما واورعھم ورعا او اکثرھم ضبطا او ما اشتھر عنھم فان وجدوا
شیئا یستوی فیہ قولان فھی مسئلۃ ذات قولین فان عجزوا عن ذلک
ایضا تاملوا فی عمومات الکتاب والسنۃ وایماءاتھما واقتضاءاتھما
وحملوا نظیر المسئلۃ علیھا فی الجواب اذا کانتا متقاربتین بادی الرای

× × × × × × × × × × × × × × × وکان بازاء
ھؤلاء فی عصر مالک وسفیان وبعدھم قوم لا یکرھون المسائل ولا
یھابون الفتیا ویقولون علی الفقہ بناء الدین فلا بد من اشاعتہ ویھابون
روایۃ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والرفع الیہ حتی قال
الشعبی علی من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم احب الینا فان کان فیہ
زیادۃ او نقصان کان علی من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابراھیم

اورجو اعتراض عمل اول پہ وارد کیا گیا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ مجتہدین سابقین کا
علم وفہم ودیانت واستقامت میں راجح ہونا مسلم ہے ۔ مگران کا علم وفہم دوسری مستدل
کے لیئے (گو علم وفہم میں آن سے کم ہو) شرعی حجت نہین ہے اور نہ اسکی پابندی
اسپر واجب ہے ۔ خدا تعالی نے ہرایک اہل الراے پر اُسکی فہم کے مطابق عمل کرنا واجب
کیا ہے اورجس کوجس قدر دیا ہے اس سے زیادہ کا خراج طلب نہین کیا لہذا کم فہم
مستدل اپنے فہم پر عمل کرسکتا ہے اور اس عمل کے سبب اسپر یہہ گمان نہین ہوسکتا کہ

اقول قال عبد الله وقال علقمة احب الینا وکان ابن مسعود اذا حدث عن
رسول الله صلی الله علیه وسلم تربد وجهه وقال هکذا او نحوه هکذا او نحوه
وقال عمر حین بعث رهطا من الانصار الی الکوفة انکم تاتون الکوفة فتاتون
قوما لهم ازیز بالقران فیاتونکم فیقولون قدم اصحاب محمد قدم
اصحاب محمد [illegible] عن الحدیث فاقلوا الروایة عن رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال ابن عون کان الشعبی اذا جاء لا شئ اتقی
وکان ابراهیم یقول ویقول اخرج هذه الاثار الدارمی فوقع تدوین
الحدیث والفقه والمسایل من حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك
انه لم یکن عندهم من الاحادیث والاثار ما یقدرون به علی استنباط
الفقه علی الاصول التی اختارها اهل الحدیث ولم تنشرح صدورهم
للنظر فی اقوال علماء البلدان وجمعها والبحث عنها واتهموا انفسهم
فی ذلك وکانوا اعتقدوا فی ائمتهم انهم فی الدرجة العلیا من
التحقیق وکان قلوبهم امیل شئ الی اصحابهم × × × × × ×
فمهدوا الفقه علی قاعدة التخریج وذلك ان یحفظ کل احد کتاب
من هو لسان اصحابه واعرفهم باقوال القوم واصحهم نظرا فی الترجیح

وہ اپنے فہم کو فہم سابقین پر ترجیح دیتا ہے۔ خصوصاً اس حالت مین کہ وہ صاف صاف
یہہ کہہ رہا ہو کہ مجتہدین سابقین بڑے ان کا علم و فہم بڑا۔ مین چھوٹا میرا علم ناقص

فیتامل فی کل مسئلۃ وجہ الحکم فکلما سئل عن شیئ او احتاج الی
شیء رای فیما یحفظہ من تصریحات اصحابہ فان وجد الجواب فیھا
والا نظر الی عموم کلامھم فاجراہ علی ھذہ الصورۃ او اشارۃ ضمنیۃ
لکلام فاستنبط منھا وربما کان لبعض الکلام ایماء او اقتضاء یفھم المقصود
وربما کان للمسئلۃ المصرح بھا نظیر یحمل علیھا وربما نظروا فی علۃ الحکم
المصرح بہ بالتخریج او بالسبر والحذف فاداروا حکمہ علی غیر المصرح بہ
وربما کان لہ کلامان لو اجتمعا علی ھیئۃ القیاس الاقترانی او الشرطی
انتجا جواب المسئلۃ وربما کان فی کلامھم ما ھو معلوم بالمثال والقسمۃ
غیر معلوم بالحد الجامع المانع فیرجعون الی اھل اللسان ویتکلفون
فی تحصیل ذاتیاتہ و ترتیب حد جامع مانع لہ و ضبط مبھمہ و تمییز
مشکلہ وربما کان کلامھم محتملا بوجھین فینظرون فی ترجیح احد المحتملین
وربما یکون تقریب الدلائل خفیا فیبینون ذلک وربما استدل بعض
المخرجین من فعل ائمتھم وسکوتھم ونحو ذلک فھذا ھو التخریج ویقال
لہ القول المخرج لفلان کذا ویقال علی مذھب فلان او علی اصل فلان
او علی قول فلان جواب المسئلۃ کذا وکذا ویقال لھؤلاء المجتھدون
فی المذھب "۔ حجۃ اللہ البالغۃ ص ۱۵۲ وغیرہ

ان فقرات کا ترجمہ ہمنے اسلئے نہین کیا ہے کہ ہمارے ضمیمجات نمبر ۸ و ۹
و ۱۰ جلد اول مطبوعہ ۱۸۸۸ء مین پوری عبارت کے ضمن مین ان کا ترجمہ
ہو چکا ہے ناظرین ان ضمیمہ جات اور ضمیمہ نمبر ۱۱ جلد ۱۱ کا صفحہ ۸۴ و ۸۷ وغیرہ

وفہم کوتاہ مگر مین اپنے فہم پر عمل کرنے کا مامور ہون - سابقین کا فہم عالی اور علم واسع میرے لئے واجب العمل اور حجت شرعیہ نہین ہے -

کو ملاحظہ فرمائیں گے تو پورا حظ اٹھا ئینگے - ان ضمیمجات کا ملاحظہ ان نیک گمان دوستون کے لئے ازبس ضروری ہے - جو ایڈیٹر اشاعۃ السنہ پر اب تجدید و تبدیل خیالات کا گمان رکھتے ہین اور وہ یہہ نہین جانتے کہ ایڈیٹر اشاعۃ السنہ اس سے نوبرس پہلے ضمیمجات میں یہی خیالات ظاہر کر چکا ہے - نوبرس کیا زمانہ تالیف معیار و منح الباری مین اسکے یہی خیالات تھے - ہم انصاف کا خون کرتے ہین کہ بلا مراجعت اسکے تالیفات سابقہ کے اسپر تجدید خیالات کا گمان رکھتے ہین +

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے کلام مین جو بیان ہوا ہے کہ سلف مین ایسے لوگ بھی گذرے ہین جو احادیث (محل اجتہاد کے) نقل و استدلال سے توقف رکھتے اور تقلید سابقین اور تخریج اقوال متقدمین مین مصروف رہتے - اس کی تائید کلام فقہاء مذہب حنفی مین بھی پائی جاتی ہے

قال فی مطالب المومنین التقلید انواع ثلثۃ - تقلید واجب (۱) و تقلید جائز (۲) و تقلید مذموم (۳) - اما الواجب فتقلید الانبیاء علیہم السلام - ولیس ھذا التقلید فی الحقیقۃ بل عمل بالدلیل لان قولھم حجۃ وکذا التقلید للائمۃ الماضیین فیما اجمعوا علیہ واجب وھو ایضاً

چنانچہ مطالب المومنین مین فرمایا ہے تقلید تین قسم ہے تقلید (۱) واجب تقلید (۲) جائز - تقلید (۳) مذموم تقلید واجب انبیاء علیہم السلام کی تقلید ہے اور یہہ درحقیقت تقلید نہین ہے بلکہ یہہ عمل بدلیل ہے کیونکہ انبیا علیہم السلام کا قول ایک شرعی دلیل ہے ایسی ہی تقلید ائمہ سابقین ان اقوال مین جنپر

جن لوگون نے اہل الرائے ہو کر عمل دوم اختیار کیا ہے اور فہم مجتہدین سابقین
کا اتباع اختیار کیا ہے انہون نے بھی اپنے واجب العمل فہم کو محض بیکار نہین چھوڑا

ليس بتقليد في الحقيقة فان اجماعهم
حجة وكذا التقليد العامة للعلماء
في فروع الدين واجب عند الفقهاء
وليس بتقليد في الحقيقة لانهم
لا يقولون الا عن دليل -
واما التقليد الجائز فتقليد العلماء
للفقهاء في فروع الدين واصوله
جائز عند ابو حنيفة وليس بواجب
وعند ابي يوسف ومحمد لا يجوز
هذا التقليد لان التقليد انما يجوز
بقدر الحاجة ولا حاجة لان العالم
يقدر ان يتامل ليقف على الدليل
فلا حاجة الى التقليد فلا يجوز -
وجه قول ابي حنيفة هو ان لا
يجب التقليد لما انه لا حاجة اليه
فانه يقدر على ان يتامل ليقف على
حكم الحادثة فلا يجب التقليد ولكن
يجوز متى تعارضت الادلة فاشتبهت
عليه الدلائل فيحتاج الى تقليد غيره

سب کا اتفاق ہے - یہ بھی تقلید نہین ہے
کیونکہ اتفاق بھی ایک شرعی دلیل ہے
ایسی ہی علما کی تقلید عوام کے لئے
مسایل فرعیہ مین ہے - یہ بھی فقہا کے
نزدیک واجب اور وہ درحقیقت تقلید
نہین ہے کیونکہ علماء کے اقوال بادلایل
ہوتے ہین اگو وہ اسکو ظاہر نہ کرین
(لہذا یہہ تقلید حقیقۃً ان دلائل کی تقلید ہے)
جایز تقلید یہہ ہے کہ علماء وقت مجتہدین
کی تقلید کرین یہ تقلید امام ابوحنیفہ کے
نزدیک جایز ہے واجب نہین ہے
اور امام محمد و ابو یوسف اس کو جایز ہی
نہین جانتے انکی دلیل عدم جواز پر یہہ ہے
کہ تقلید بقدر حاجت و ضرورت جایز
ہوتی ہے اور عالم خود دلائل مین فکر
و تامل کر سکتا ہے لہذا اسکو تقلید کی
حاجت نہین ہے - امام ابوحنیفہ
اس تقلید کے واجب نہ ہونے پر یہی
دلیل پیش کرتے ہین جو صاحبین

اُن کے فہم نے ان کو بھی سکھایا اور بتایا ہے کہ خیر و برکت سابقین ہی کے اتباع میں ہے۔

وکذا اذا لم یشتبه الدلایل ولم یتعارض یجوز له التقلید لانه لیس بتقلید فی الحقیقة ولا ینبغی لعالم ان یقلد عالما بل یتامل فی الدلایل حتی یقف واما التقلید المذموم فهو تقلید الاباء الجهال للجهال وکذا تقلید الانسان غیره فی مقابلة الادلة فهذا التقلید مذموم لان التقلید عند وضوح الدلایل اللائحة والبراهین الواضحة لایجوز کذا فی کفایة الاصول لمجد الائمة السرخسی رح

(تنبیه الوسنان بتنزیه القرآن مختصراً)
للشیخ اشرف بن طیب بن تقی الدین حسین الحسینی

نے پیش کی ہے اور اس کے جواز پر یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ جب دلایل (آیات واحادیث) مین تعارض ہوتا ہے تو ان مین اشتباہ واقع ہو جاتا ہے لہذا اس اشتباہ کے رفع کرنے کے لئے دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی پڑتی ہے ولایل مین اشتباہ نہو تو بھی تقلید جایز ہے کیونکہ وہ درحقیقت تقلید نہین ہے ہان ایک عالم کو دوسرے عالم کی (یعنے جو مجتہد نہو) تقلید مناسب نہین اسکو چاہئے کہ خود دلایل مین تامل کرے تقلید مذموم یہہ ہے

کہ ایک جاہل دوسرے جاہل کی تقلید کرے یا کوئی اہل علم دلایل کے مقابلہ مین دوسرے اہل علم کی تقلید کرے یہہ تقلید اس لئے بری ہے کہ روشن دلایل اور واضح براہین کے ہوتے تقلید جایز نہین ہے۔ ایسا ہی مجد الائمہ سرخسی کی کی کتاب محیط مین ہے" یہ عبارت مطالب المومنین کہہ کتاب تنبیہ الوسنان مین ہمنے پائی اور باختصار نقل کی ہے +

سوال چہارم - چارون مجتہدین کے مسایل مذہب یکسان کچھ نہ کچھ اصل رکھتے ہین - بے اصل محض کوئی مسئلہ نہین ہے تو پھر تقلید مذہب معین مین کیا نقصان ہے اور اس مین اور تقلید غیر معین مین کیا فرق ہے ؟

الجواب چارون اماموں کے مسائل کا کچھ نہ کچھ اصل رکھنے مین یکسان ہونا ہی بلاوجہ تعیین مذہب معین سے مانع ہے - اور اسمین نقصان یہہ ہے کہ بعض مواقع مین مقلد اپنے مذہب کے بعض مسایل پر عمل نہین کر سکتا اور وہ اپنے اس التزام کے سبب دوسرے مذاہب کے مسایل پر عمل کرنے پر بھی قادر نہین ہوتا اس وجہ

وكان ابن حزم يقول جميع ما استنبطه المجتهدون معدود من الشريعة وان خفي دليله على العوام ومن انكر ذلك فقد نسب الائمة الى الخطاء وانهم يشرعون مالم ياذن به الله وذلك ضلال من قائله عن الطريق والحق انه يجب اعتقاد انهم لولا راوا في ذلك دليلا ما شرعوه ... فان اعتقادنا ان سائر الائمة على هدى من ربهم في جميع اقوالهم وما ثم الا قريب من عين الشريعة واقرب وبعيد وابعد بحسب طول السند وقصره

میزان شعرانی صفحہ ۳۱

* یہ امر کسیکو مستبعد معلوم ہو تو وہ امام شعرانی کی کتاب المنہج المبین فی بیان ادلۃ مذاہب المجتہدین اور میزان کبریٰ کو مطالعہ کرے امام صاحب میزان مین بصفحہ ۳۰ فرماتے ہین - امام ابن حزم فرمایا کرتے جو مسائل مجتہدون نے استنباط کئے ہین وہ شریعت سے شمار کئے جاتے ہین اگرچہ عوام کو انکی دلیل معلوم نہ ہو جو اس امر کا منکر ہے وہ آئمہ کو خطا وار کہتا ہے اور یہہ کہتا ہے کہ ائمہ نے اپنے طرف سے وہ دین نکالا ہے جسکا خدا نے حکم نہیں دیا ایسا کہنا قایل کی گمراہی ہے اور حق نسبت ائمہ یہہ اعتقاد ہے کہ اگر وہ مسائل کی دلیل نہ دیکھتے تو انکو احکام شرع ہر گز نہ ٹھہراتے - اور صفحہ ۳۱ مین فرماتے ہین ہمارا اعتقاد یہہ ہے کہ سبھی امام خدا کی

سے بعض مسایل شریعت کا عمل بالکل اس سے فوت ہو جاتا ہے اور بذریعہ تقلید غیر معین
مین وہ وقوع نہین ہوتا جب مقلد غیر ملتزم ایک مذہب کے کسی مسئلہ پر عمل نہین کر سکتا تو
وہ اس باب مین دوسرے مذہب کے مسئلہ پر عمل کر سکتا ہے اور عمل شریعت بالکل
اس کے ہاتھ سے نہین جاتا - اسی نظر سے امام **شعرانی** نے میزان کبرے مین
بصفحہ ۳۰ کہا ہے لا یکمل للمومن العمل بالشریعۃ کلھا وھو متقلد بمذھبا
واحداً اس جواب سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص ایک مذہب کی تقلید کسی
وجہ خاص سے کرے مثلاً اس مذہب کے مسایل کے دلایل اور ماخذ کو اپنے نزدیک
(گو دوسرے کے نزدیک نہ ہو) قوی یا محتاط پاوے (اور غالباً محدثین اور
اصولیین وغیرہ ائمہ کا انتساب بمذاہب خاصہ صرف اسی وجہ سے ہوا ہے اور امام
طحاوی - مغلطائی - شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی - امام نووی امام قرطبی شیخ
ابن تیمیہ حنبلی حافظ ابن القیم جیسے ائمہ اکابر نے اپنے آپ حنفی شافعی حنبلی مالکی کہلایا ہی
یا ایک مذہب کو اختیار کرنے مین سہولیت مدنظر رکھی یا جملہ کتب و مسایل دیگر مذاہب
اسکو اطلاع نہ ہو اور اس تخصیص کو وہ حکم شرعی نہ سمجھے اور بوقت ضرورت دوسرے مذاہب
کے احکام پر بھی عمل کر لیا کرے اور جن مسایل میں قوت ماخذ و دلایل جانب مخالف
میں پاوے انہین اپنے مذاہب کے اتباع سے دست بردار ہو جاوے (چنانچہ ائمہ مذکور
مین سے وقوع مین آیا ہے) تو ایسے شخص کے لئے تقلید مذہب معین جایز و مبارک ہے
اور اسمین کوئی نقصان نہین ہے اور اسمین اور تقلید غیر معین میں کوئی فرق نہین -

سوال پنجم - ترک بعض احکام شریعت بصورت ترک تقلید اور عمل بالحدیث لازم
آتا ہے جبکہ احادیث مختلفہ سے بعض احادیث پر عمل کیا جاتا ہے اور بعض کا عمل فوت ہوتا ہے

الجواب - جن احادیث کو موازنہ و مقابلہ و تحقیق سے چھوڑا جاتا ہے انکو بظن غالب احادیث
نبوی نہین سمجھا جاتا - لہذا انکے ترک عمل سے ترک عمل احکام شریعت لازم نہین آتا اور بلا وجہ

تقلید مذہب خاص مین چونکہ تحقیق وموازنہ نہین کیا جاتا اور نہ مقلد محض کی یہہ شان ہے کہ وہ تحقیق وموازنہ کرے لہذا اس مین بعض مواقع پر بعض احکام کے ترک عمل مین ترک شریعت کا لازم آنا ایک لازمی امر ہے

سوال ششم - جملہ مذاہب مستند بآیات واحادیث ہین توپہر اہل حدیث کے نزدیک ایمہ اربعہ کے مسایل کیون بے اعتبار ہین +

الجواب جملہ مسایل کسی مذہب* کو کوی اہل علم بے اعتبار نہین کہتا اور جو

---

* حنفی مذہب کی نسبت کسی نادان کو یہہ گمان ہے تو یہہ محض بہتان ہے حنفی مذہب تو مذاہب اہل سنت سے ایک بڑا وسیع مذہب ہے جسکی پیرو کروڑون اہل اسلام چلے آئے ہین جنمین ہزارون علمائے محدثین وفقہا وصدہا اولیا شامل وداخل ہین - ہم اگر کسی چھوٹے مذہب اہل بدعت خارجی معتزلی وغیرہ کو [illegible] بے اعتبار نہین پاتے +

یہہ مذاہب تو اسلامی کہلاتے ہین ہم اگر غیر اسلامی مذاہب ہنود ویہود ونصاری وغیرہ کو بچشم انصاف دیکہتے ہین توان مذاہب کے جملہ مسایل کو بے اعتبار نہین ٹہرا سکتے - بہت سے مسایل ان مین ایسے پائے جاتے ہین جو حق ہین اور مسایل اسلام کے مطابق -

کوی نادان اگر حنفی مذہب کے دس بیس سو دو سو مسایل کو اپنی تحقیق کی روسے مخالف حدیث پاکر اسکے سبہی مسایل کو بے اصل سمجہے تو یہہ اسکی بڑی بے انصافی اور غفلت ہے - وہ یہہ خیال نہین کرتا کہ ان مسایل مخالف حدیث کے مقابلہ مین مسایل موافق کتاب وسنت کی تعداد کس قدر ہے ؟ یہہ سو ہین تو وہ ہزار بلکہ لاکہہ ہین - اور نہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس مخالفت قلیل جزئیہ سے

کہ وہ اہل علم نہیں ہے جاہل بے خبر ہے صرف بعض مسایل اور اسکے دلایل ہر ایک مذہب کو اس کا مخالف بے اعتبار سمجھتا ہے جیسا کہ بعض مسایل اپنے مذہب کو بھی نا قابل اعتبار خیال کرتا ہے اور اس امر سے کسی مجتہد کے مسایل مذہب کو خصوصیت نہیں ہے *

سوال ہفتم - احادیث متعارضہ مین تطبیق و توفیق اور احادیث کے تصحیح و تضعیف میں مجتہدین و فقہا کا اختلاف ہی اس مین غیر مقلد حق پر کس کو سمجھے اور کس فریق کا اتباع کرے - اور اس اتباع مین کیا تقلید لازم آئیگی *

اور کون مذہب حنبلی - مالکی شافعی بخاری وغیرہ خالی و بری ہے *

لہذا کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس جزئی اور قلیل مخالفت کی نظر سے ہم اہل مذہب اور اسکے جملہ مسایل کو مردود کہیں اور اکثری اور کلی موافقت کی نظر سے اس کو قبول نہ کریں اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اس جزئی اور قلیل مخالفت کی نظر سے صرف اسی ایک مذہب کو مردود قرار دین باقی مذاہب اسلامیہ سنیہ کو با وجود اس مخالفت جزی کے مقبول تسلیم کرین *

ہمارے اس بیان مین کوئی شک ظاہر کرے تو ہم سے اِس قسم کی جزئی مخالفت کا دوسری مذاہب کے مسایل مین ثبوت لے - اور جس قدر مسایل مخالفہ کسی مذہب کے وہ پیش کرے اِس سے وہ چند (کم از کم) مسایل موافقہ پورے کرلے -

بالفعل ہم اسکی تفصیل کا سلسلہ ہلانا نہیں چاہتے اور مسایل مذہب امام ابو حنیفہ کی نسبت امام شعرانی کے اقوال ہدیۂ ناظرین کرتے ہین امام **شعرانی میزان کبرے** کے صفحہ ۶۸ مین فرماتے ہین

الجواب اِس صورتِ اختلاف مین صاحب بصیرت دلیل کا اتباع کرے اور جس جانب اختلاف کو دلیل کے نظر سے قوی سمجھے اوسکو حق پر اور جانب مخالف کو خطا پر سمجھے۔ سو بھی بظن غالب نہ بسبیل قطع یقین کیونکہ ایسے امور اجتہادیہ مین یقین کسی جانب نہین ہوتا اور جو عامی فاقد البصیرت ہو وہ جس فریق سے حُسن ظن

فقد بان لك يا اخي ممّا نقلنا عن الائمة الاربعة وغيرهم انّ جميع الائمة المجتهدين دائرون مع الادلة الشرعية حيث دارت وانهم كلهم منزهون عن القول بالرأي في دين الله وان مذاهبهم كلها محررة على الكتاب والسنة كتحرير الذهب والجوهر وان اقوالهم كلها ومذاهبهم كالثوب المنسوج من الكتاب والسنة سداه ولحمته منهما وما بقي لك عذر في التقليد لاي مذهب شئت من مذاهبهم فانها كلها طرق الى الجنة كما سبق بيانه اواخر الفصل قبله وانهم كلهم على هدى من ربهم وانه ما طعن احد في قول من اقوالهم الا لجهله به اما من حيث دليله واما من حيث

ہمنے جو آئمہ اربعہ وغیرہ سے نقل کیا ہی اِس سے تجھے معلوم ہو گیا ہے کہ سبھی مجتہد دلایل شرعیہ کے ساتھ ساتھ پہر رہے ہین اور وہ سبھی دین مین اپنی عقل سے کوئی بات کہنے سی محفوظ ہین۔ اور انکے مذاہب کتاب وسنت سے منقوش ہین جیسے کوئی چیز سونے یا جواہر سے مرصع ہوتی ہے اور اِن کے اقوال ومذاہب گویا ایک کپڑا ہے کہ اسکا تانا بانا کتاب اللہ وسنت ہے اب تجھے کسی مذہب کی تقلید کرنے مین کوئی عذر نہ رہا جس مذہب کی چاہے تو تقلید کرسکتا ہی وہ سب کی سب بہشت کی راہین ہین اور وہ سب ہدایت پر ہین اور جس نے کسی امام کے قول پر طعن کیا تو وہ کیا اس قول کی دلیل سے جاہل ہونیکے سبب طعن کرتا ہی

رکھنا ہو اسں فریق کا اتباع کرے اِس مین تقلید لازم آتی ہے تو آئے ایسے شخص کو ترک تقلید کی کب اجازت ہے - اور اِس وقت مین مطلق تقلید سے مستغنی کون ہے ایسے امور مین خواص کو تقلید مجتہدین سے چارہ نہین تو عوام کس گنتی مین ہین -

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری

وقت مدارکہ علیہ لاسیما الامام الاعظم ابو حنیفہ النعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ الذی اجمع السلف و الخلف علی کثرۃ علمہ وورعہ وعبادتہ ودقۃ مدارکہ واستنباطاتہ کما سیأتی بسطہ فی ہذہ الفصول ان شاء اللہ تعالی وحاشاہ رضی اللہ عنہ من القول فی دین اللہ بالرای الذی لا یشہد لہ ظاہر کتاب ولا سنۃ ومن نسبہ علی ذلک فبینہ وبینہ الموقف الذی یشیب فیہ المولود وسمعت سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ مرۃ یقول یجب علی کل مقلد الادب مع ائمۃ المذاہب کلہم -

وسمع مرۃ بعض الشافعیۃ یقول و فی ہذ الحدیث

یا اس سلئے کہ اِسکا ماخذ (جہان سے وہ لیا گیا ہے) نہایت دقیق ہے خاص کر اقوال امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جن کے علم و پرہیزگاری و عبادت کی کثرت اور اُن کے دلایل اور استنباطون کے دقیق ہونے پر سلف و خلف کا اتفاق ہے جناب ممدوح کو خدا تعالی کے دین مین محض عقل اور راے سے جسپر کتاب و سنت کی شہادت نہ ہو بات کہنی بچائے جو شخص انکو اس تہمت سے متہم کرتا ہے اسمین اور امام اعظم مین وہ مقام (محشر) جسمین بچے بوڑہے ہو جائینگے فیصلہ کریگا - مین نے ایک دفعہ اپنے شیخ علی خواص کو یہہ کہتے سنا کہ ہر ایک مقلد پر (خواہ کسی مجتہد یا محدث کا ہو) سبھی آیمہ مذاہب کا ادب واجب ہے،

انہون نے ایک دفعہ بعض شافعیون کو یہہ کہتے سنا

اس جواب کو تسلیم کرنا اور اس تسلیم کے بعد اپنے تشردات سے باز آنا ہمارے عینی اخوان اہلحدیث کا تو فرض ہی ہے کیونکہ جو کچھہ اس جواب مین بیان ہوا ہے وہ سب اُن کے مسلمات قدیمہ سے ہے اور اُن کے اکابر مذہب سے منقول ہے ہمارے علاتی بھائی مقلدین فقہا بھی اس جواب کو توجہ سے پڑہین اور اسکی تسلیم سے غدر نہ کرین تو اس سے اُن کی انصاف پسندی اور بے تعصبی ظاہر ہو اُن سے ہم یہہ نہین

رد علی ابیحنیفہ فقال قطع الله لسانك مثلك يقول هذه اللفظ انما الادب ان تقول لم يطلع الامام على هذا الحديث وسمعته مرة أخرى يقول من ادرك الامام ابی حنیفة دقيقة لا يكاد يطلع عليها الا اهل الكشف من اكابر الاولياء ۔(میزان ص ۶۰)

وهما وقع لى ان شخصا دخل علىّ وانا اكتب فى مناقب الامام ابی حنیفہ رضى الله عنه فنظر فيها واخرج لى من كمه كراريس وقال لى انظر فى هذه فنظرت فيها فرأيت فيها الرد على الامام ابی حنیفہ رضی الله عنه فقلت ومثلك يفهم كلام الامام حتى يرد عليه فقال انما اخذ

کہ فلان حدیث مین امام ابو حنیفہ کا رد ہے تو وہ بولے خدا تعالے تیری زبان کو کاٹ ڈالے تجھہ سا شخص امام ابو حنیفہ کی جناب مین یہہ لفظ کہہ سکتا ہے ایک دفعہ مینے انکو کہتے سنا کہ امام ابو حنیفہ کے دلایل نہایت دقیق اور مخفی ہوتے مین اُنپر بجز اکابر اولیاء اہل کشف کوئی مطلع نہین ہوتا ۔ اور صفحہ ۶۷ میں فرماتے ہیں ۔ مجھے یہ اتفاق پیش آیا کہ مین امام ابو حنیفہ کی مناقب مین ایک کتاب لکھہ رہا تہا کہ ایک شخص جو عالم کہلاتا میرے پاس آیا اور میری اس تالیف کو اُس نے دیکھا پہر اپنی آستین سے چند اوراق نکالکر کہنے لگا کہ ان اوراق کو تم دیکھو مینے دیکھا تو ان مین امام ابو حنیفہ کی رد کا مضمون پایا پس مینے کہا کہ تجھہ سا آدمی

کہ وہ اپنے مذاہب فقہاء کی (جنکو وہ بدلائل راجح سمجھتے ہین) تقلید چھوڑ کر محدثین کے مقلد ہو جایئن اور حنفی شافعی القاب چھوڑ کر غیر مقلد کہلاویں بلکہ صرف اس قدر درخواست کرتے ہین کہ وہ اس زمانہ کے عاملین بالحدیث کو (جو درصورت

ذالک من مؤلف للفخر الرازی فقلت لمن الفخر الرازی بالنسبة الی الامام ابی حنیفه کطالب العلم اوکاحاد الرعیة مع السلطان الاعظم اوکاحاد النجوم مع الشمس وکما حرم العلماء علی الرعیة الطعن علی امامهم الاعظم الا بدلیل واضح کالشمس فکذالک یحرم علی المقلدین الاعتراض والطعن علی امام الدین الا ببرهان لایحتمل التاویل۔

امام ابو حنیفہ کے قول کو سمجھہ سکتا ہی کہ رد کے درپے ہو۔ وہ بولا یہہ مضمون امام فخر الدین رازی کی تالیف سے اخذ کیا ہے مینے اسکو کہا کہ امام فخرالدین رازی کی امام ابو حنیفہ سے وہ نسبت ہے جیسے ایک ادنی طالب علم کو ایک فاضل سے یا ایک ادنی رعایا کو پادشاہ سے یا ادنے ستارہ کو سورج سے اور جیسے ... رعایا کا طعن آفتاب جیسی روشن دلیل کے بغیر حلال نہین ہے، ویسے ہی دین کے اامون پر مقلدین کا طعن بلا روشن برہان کے جو محتمل تاویل ہو حلال نہین

اور صفحہ ۷۲ میں فرماتے ہین۔ فصل اس بیان مین کہ جو امام ابو حنیفہ کی نسبت

فصل فی بیان ضعف قول من نسب الامام اباحنیفه الی انه یقدم القیاس علی حدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم اعلم ان هذا الکلام صدر من متعصب علی الامام متهور فی دینه غیر متورع فی مقاله غافلا

کہا جاتا ہے کہ وہ قیاس کو حدیث نبوی سے مقدم سمجھتے یہہ ایک ضعیف بات ہے۔ تو جان لے کہ یہہ کلام ایسے شخص سے سرزد ہوا ہی جو امام کی جناب مین تعصب کرتا ہے اپنے دین مین بے پرواہی۔ اپنی گفتگو مین پرہیز گار نہین ہے اور خدا تعالے

اہل علم ہونے کے خود کتاب و سنت سے تمسک کرتے ہیں اور بصورت لاعلمی علماء
وقت سے جو قرآن و حدیث کا شغل رکھتے ہیں خدا اور رسول کا حکم پوچھ کر اس پر عمل

عن قوله تعالی ان السمع والبصر
والفؤاد کل اولئك كان عنه
مسئولا و من قوله ما یلفظ من
قول الا لدیه رقیب عتید و عن قوله
صلعم لمعاذ هل یکب الناس فی النار
علی وجوههم الا حصائد السنتهم وقد
روی الامام ابو جعفر شیزاماری
(نسبة الی قریة من قری بلخ) بسنده
المتصل الی الامام ابی حنیفة انه
کان یقول کذب والله وافتری علینا
من یقول عنا اننا نقدم القیاس علی
النص و هل یحتاج بعد النص الی
قیاس و کان رضی الله عنه یقول
نحن لا نقیس الا عند الضرورة الشدیدة
وذلك اننا ننظر اولا فی دلیل تلك
المسئلة من الکتاب والسنة او اقضیة
الصحابة فان لم نجد دلیلا قسنا
حینئذ مسکوتا عنه علی منطوق -

سے ان اقوال سے غافل ہے "کان آنکھ
اور دل سب ہی سے سوال ہوگا جب کوئی
اپنے منہ سے بات نکالتا ہے تو اُس کے
لکھنے کو فرشتہ منتظر و تیار بیٹھا ہوتا ہے"
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول
سے غافل ہے لوگوں کو آگ میں منہ کے
بل ان کی زبان کی کٹی باتیں ڈالیں گی
امام ابو جعفر شیزاماری نے اپنی مستند
متصل کے ساتھ امام اعظم سے نقل کیا ہے
کہ آپ فرمایا کرتے بخدا جھوٹ بولا اور ہم پر
افترا کیا ہے جس نے کہا ہے کہ ہم قیاس
کو حدیث سے مقدم سمجھتے ہیں کیا حدیث
کے بعد بھی قیاس کی ضرورت رہتی
ہے ؟ (یعنے ہرگز نہیں) اور آپ فرمایا
کرتے ہم بجز ضرورت شدید قیاس نہیں
کرتے ہم پہلے کسی مسئلہ کی دلیل کتاب و سنت
اور صحابہ کے فیصلجات میں دیکھتے ہیں اسمیں
نہیں پاتے تو قیاس کرتے ہیں ایک امر ایسے

عمل کرتے ہین اور اپنے آپ کو کسی خاص مذہب یا امام کیطرف
منسوب نہین کرتے اور حنفی یا شافعی نہین کہلاتے و مع ہذا وہ آئمہ اربعہ اور اُن کے اتباع
علماء و فقہاء کی جناب مین کسی قسم کی بدگمانی* و گستاخی نہین کرتے اور ان کو نہایت
ادب و تعظیم سے یاد کرتے ہین۔ اپنے بہائی سمجہین اور ترک تقلید خاص مذہب کے سبب بیدین
لامذہب وغیرہ قرار دین کیونکہ عبارات منقولہ بالا سے جنہین اُن کے مسلمات بہی موجود ہین

بجامع اتحاد العلة بينهما وفي رواية اخرى
عن الامام انا ناخذ اولاً بالكتاب ثم
بالسنة ثم باقضية الصحابة ونعمل بما
يتفقون فان اختلفوا قسنا حكما
على حكم بجامع العلة بين المسئلتين
حتى يتضح المعنى وفي رواية اخرى
انا نعمل اولاً بكتاب الله ثم بسنة
رسول الله صلعم ثم باحاديث ابي بكر وعمر
وعثمان وعلي رضي الله عنهم وفي رواية اخرى
كان يقول ما جاء نا عن رسول الله صلعم
فعلى الراس والعين بابي هو وامي وليس
لنا مخالفته وما جاء نا عن اصحابه
تخيرنا وما جاء نا عن غيرهم فهم رجال ونحن رجال

کی رو سے آپنے یون فرمایا ہے کہ پہلے ہم
قرآن مین دلیل تلاش کرتے ہین پہر حدیث
مین پہر صحابہ کے فیصلجات مین اور از انجملہ
جو فیصلجات اتفاقی ہون انپر عمل کرتے ہین اہین
اختلاف ہو تو پہر قیاس کرتے ہین ایک روایت
مین آپسے یہ منقول ہے کہ پہلے ہم کتاب اللہ
پر عمل کرتے ہین پہر حدیث رسول پر پہر خلفاء
اربعہ کے اقوال پر ایک روایت مین آپسے منقول ہے کہ جو حدیث
آنحضرت صلعم سے مروی و ثابت ہو وہ ہمارے سر آنکہون پر
اور جو آنحضرت کے اصحاب سے مروی ہو اسکو بہی ہم پسند
کرتے ہین اور جو قول یا فعل تابعین سے مروی ہو
اُسکا ہم مقابلہ کرینگے کیونکہ وہ ایسے لوگ ہین
جیسے کہ ہم ہین۔

* یہ قید اسلیے لگائی گئی ہے کہ جو لوگ مدعیان عمل بالحدیث ترک تقلید ائمہ کیا رخصوصًا امام ابوحنیفہ اور اُنکے
صادق اتباع پر بدگمانی رکہتے ہین اور بُرا کہتے ہین ان کو ہم اور ہمارے اساتذہ کرام مولانا سید نذیر حسین
صاحب مد ظلہ و مولانا محمد اسحاق صاحب قدس سرہ جہوٹے رافضی جانتے اور کہہ چکے ہین۔

صاف ثابت ہے کہ کسی شخص پر کسی ایک مذہب یا امام کی پیروی یا تقلید واجب نہین ہے۔ اور اس تقلید کا تارک فاسق وبیدین کہلانے کا مستحق نہین۔ اور اتباع ظاہر قرآن حدیث بلا تخصیص مذہب سلف کے قول وفعل سے ثابت ہے اور عین سعادت۔ اس سے زیادہ تفصیل شواہد اقوال سلف وخلف اس باب مین کوئی چاہے تو ہمارے ضمیمجات اشاعۃ وغیرہ کو ملاحظہ کرے۔ اس مقام مین ہم چند اقوال علماے مذہب حنفی وغیرہ اور نقل کرتے ہین ٭

تحریر ابن ہمام اور مسلم الثبوت اور انکی شروح مین صاف لکھا ہے کہ واجب وہی حکم ہے جو خدا رسول نے واجب کیا ہے اور خدا رسول نے کسی شخص پر کسی مذہب کا اتباع واجب نہین کیا۔

لا واجب الا ما اوجبه الله ولم يوجب على احد ان يتمذهب بمذهب رجل من الائمة (مسلم)

شرح عین العلم وغیرہ مین ملا علی قاری [illegible] فرمایا ہے کہ خدا تعالی تقدس نے کسی شخص پر یہہ واجب نہین کیا کہ وہ حنفی یا شافعی بنجاوے یا مالکی یا حنبلی ہوجاوے بلکہ علماء ہون تو انپر کتاب وسنت کا اتباع واجب کیا اور عوام بیعلم ہون تو انپر علماء وقت کا اتباع یعنے خواہ کوئی ہو اور کسیقدر رہون

ان الله سبحانه وتعالى ما كلف احدا ان يكون حنفيا او مالكيا او شافعيا او حنبليا او بل كلفهم ان يعملوا بالسنة ان كانوا علماء او يقلدوا العلماء ان كانوا جهلاء ٭ (شرح عين العلم)

طوالع الانوار مین مولانا عابد سندہی مدنی نے فرمایا ہے وجوب تقلید معین پر کوئی دلیل نہین ہے نہ نقلی اور نہ عقلی چنانچہ شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر اور کتاب تحریر مین کہا ہے اور یہی عدم وجوب علماے مالکیہ سے شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے

ووجوب تقليد مجتهد معين لا حجة عليه لا من جهة الشريعة ولا من جهة العقل كما ذكره الشيخ ابن الهمام من الحنفية في فتح القدير وفي كتابه المسمى بتحرير الاصول

وبعدم وجوبه صرح الشيخ ابن عبد السلام
فى مختصر منتهى الاصول من المالكية والمحقق
عضد الدين من الشافعية وذكر ابن امير
الحاج فى التحبير شرح التحرير ان القرون
الماضية من العلماء اجمعوا على انه لا يحل
لحاكم ولا مفت تقليد رجل واحد بحيث
لا يحكم ولا يفتى فى شئ من الاحكام
الا بقوله - انتهى (طوالع الانوار)

مختصر منتہی الاصول مین اور علمائے شافعیہ سے
قاضی عضد نے بتصریح بیان کیا ہے ابن
امیر الحاج نے شرح تحریر مین بیان کیا ہے
کہ پہلے زمانون کے سبھی علماء کا اسپر اتفاق
ہے کہ کسی حاکم یا مفتی کو ایک شخص کی ایسی
تقلید کہ وہ کسی موقع پر بہی بجز اس شخص کے
کسی کے قول پر حکم یا فتوے نہ دے حلال
نہین ہے

یہہ اقوال علماء حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ اونچی آواز سے پکار رہے ہین کہ ایک مذہب کی
تقلید کسی شخص پر واجب نہین اور جو کسی مذہب کا التزام نہ کرے وہ تارک واجب
و فاسق و گنہگار [illegible]
حضرت امام الائمہ جناب **ابو حنیفہ** علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے جو شخص

وكان الامام ابو حنيفة يقول حرام على
من لم يعرف دليلى ان يفتى بكلامى - وكان اذا
افتى يقول هذا راى ابى حنيفة - وهو احسن
ما قدرنا عليه فمن جاء باحسن منه فهو اولى
بالصواب - وكان يقول اياكم وآراء الرجال
ودخل عليه مرة رجل من اهل الكوفة و
الحديث يقرء عنده فقال الرجل دعونا
عن هذه الاحاديث فزجره الامام زجرا
شديدا وقال له لولا السنة ما فهم

میرے قول کی دلیل نہ جانے اسپر حرام ہے
کہ میرے اس قول پر فتوی دے - اور آپ
جب کبھی فتوی دیتے صاف فرماتے کہ یہہ جو
ہمنے فتوی دیا ہے یہ ہماری رائے ہے ہمارے
مقدور مین یہی بہتر ہے اور جو اس سے
بہتر کہے وہ صواب (درست) کہلانیکا زیادہ
مستحق ہے - آپ یہہ بہی فرمایا کرتے "لوگون کی
رائے سے بچو" ایک دفعہ آپ کے پاس حدیث
پڑہی جاتی تہی ایک کوفی آیا اور بولا کہ حدیثون کو

احد نا القرآن -- م
(میزان شعرانی صفحہ ۶۳)

چھوڑ دیا رہنے دو آپنے اسے بہت
دانا۔ اور فرمایا کہ حدیث نہ ہوتی تو ہم میں سے
کوئی قرآن کو نہ سمجھتا

ان اقوال رشد اشتمال حضرت امام اعظم سے صاف ثابت ہے کہ جو شخص حدیث
پر عمل کر سکے اسپر کسی خاص مذہب یا رائے کی پیروی واجب نہین بلکہ پیروان مذہب
خاص پر (اگر وہ صاحب فتوے ہون) واجب ہے کہ وہ حدیث و قرآن کی پیروی کرین
اور جب کسی قول مذہب کو قرآن و حدیث کے موافق نہ پاوین اسپر فتوے نہ دین ۔
امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے منہج مین اور میزان مین شعرانی نے نقل کیا

وکان ولدہ عبد اللہ یقول سالت الامام
احمد عن الرجل یکون فی بلد لا یجد فیہا الا
صاحب الحدیث لا یعرف صحیحہ من سقیمہ
وصاحب الرای فمن یسئل منہما عن دینہ
فقال یسئل صاحب الحدیث ولا یسئل
صاحب الرای وکان کثیرا یقول ضعیف
الحدیث احب الینا من رای الرجال - ولذلک
نقل عن الامام داود وکان رضی اللہ
عنہ یقول انظروا فی امر دینکم فان
التقلید لغیر المعصوم مذموم وفیہ
عمی للبصیرۃ وکان یقول قبیح علی
من اعطی شمعۃ یستضئ بہا ان یطفئہا
ویمشی معتمدا علی غیرہ لیشیروا اللہ

ہے کہ آپکے بیٹے عبداللہ نے آپسے پوچھا کہ
ایک بستی مین دو شخص رہتے ہین ایک
اہل حدیث ہے مگر وہ حدیث کی صحیح یا ضعیف
ہونیکی تمیز نہین کر سکتا دوسرا اہل الرائے
ہے کوئی آدمی (عامی) مسئلہ پوچھے تو کس
سے پوچھے؟ آپنے جواب مین فرمایا کہ اسے
اہل حدیث سے پوچھے نہ اہل الرائے سے اور
آپ اکثر یہ فرمایا کرتے کہ حدیث ضعیف بھی ہو
تو وہ لوگون کی رائے سے مجھے بھلی اور بہت
پیاری لگتی ہے - ایسا ہی امام داؤد سے
منقول ہے اور امام احمد یہی فرمایا کرتے
کہ امر دین مین نظر و فکر سے کام لیا کرو کیونکہ
غیر معصوم کی تقلید مذموم ہے اور اندھا پن

اعلم الی انہ لا ینبغی لمن قدر علی الاجتہاد ان یقلد غیرہ مع قدرتہ علی النظر فی الادلۃ واستخراج ذلک الحکم منہا واللہ اعلم۔ وبلغنا ان شخصًا استشارہ فی تقلید احد من علماء العصر فقال لا تقلدنی ولا تقلد مالکًا ولا الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرہم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ والا فقد صرح العلماء بان التقلید واجب علی العامی لئلا یضل فی دینہ واللہ اعلم (میزان صفحہ ۱۶)

بلغنا ہو مشغول علی من قدر علی استنباط الاحکام من

اور آپ فرمایا کرتے جس شخص کو خدا تعالےٰ روشنی کے لئے مشعل عطا کرے وہ اُسکو بجھا کر دوسرے کی بھروسہ پر چلے تو یہ امر بد ہے (امام شعرانی فرماتے ہین) اسمین یہ اشارہ ہے کہ جس کو خدا تعالےٰ دلائل مین نظر کرنے اور اُن سے احکام نکالنے کی طاقت دے وہ دوسرے کی تقلید نہ کرے ہمکو یہہ بھی روایت امام احمد بن حنبل سے پہنچی ہے۔ کہ آپ سے کسی شخص نے اپنے زمانہ کے بعض علماء کی تقلید کرنیکا مشورہ چاہا تو آپنے فرمایا کہ نہ میری تقلید کرو نہ امام مالک کی نہ امام اوزاعی کی نہ امام نخعی کی اور نہ کسی اور کی اور وہان سے احکام لو جہان سے انہون نے لئے ہے۔ مین (شعرانی) کہتا ہون یہہ قول بھی اس شخص کے حق مین ہے جو کتاب و سنت سے احکام استنباط کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور جو شخص عامی ہو اسپر علما کی تقلید واجب ہے تاکہ وہ اپنے دین مین بہک نہ جائے“۔

امام احمد بن حنبل نے تو ان اقوال مین صاف فیصلہ فرما دیا ہے کہ جس شخص کو حدیث و قرآن مین بصیرت حاصل ہو اُسکے حق مین ترک تقلید نہ صرف جایز بلکہ ضروری ہے اور اپنے مشعل کو چھوڑ کر دوسرے کی روشنی مین چلنا اپنے آپ کو اندھا بنانا ہے۔

امام احمد صاحب نے جو یہہ فرمایا ہے کہ حدیث ضعیف بھی ہو تو

وہ رائے سے عمل میں مقدم ہے وبناءً علیہ مفتی اہلحدیث (گو صحیح وضعیف مین امتیاز نہ رکھتا ہو) مفتی اہل الرائے سے استفتا و اقتدا کا زیادہ مستحق ہے۔ اِس سے ہمکو دلی اتفاق ہے اور بیشک حدیث نبوی کا بھی حق و رتبہ ہے کہ اسکی صحت معلوم نہ بھی ہو تو وہ اس رائے سے جسکی سند صریح قرآن وحدیث سے نہ ملے اولی بالقبول و اقدم ہے۔

اور اسکی وجہ یہہ ہے کہ حدیث نامعلوم الصّحۃ درصورت ثبوت صحت (جسکی وہ محتمل ہے) معصوم کا کلام ہوگا اور رائے درصورت قوت و تحقق شروط صحت (عدم معارضہ نص و تعلیل حکم و عدم تخصیص اصل وغیرہ شروط صحت) غیر معصوم کا ایک خیال ہے جسمین اس صحت کے بعد بھی یہ احتمال ہے کہ وہ مقصود شارع نہ ہو۔

مضمون سابق مین بصفحہ (۲۹۸) جو اندھا دُھند (بلاتحقیقِ صحت) حدیث پر عمل کرنے والون پر لے دے ہوئی ہے وہ ہمارے اس خیال و مقال کے مخالف نہین ہے جو ہان کہا گیا ہے وہ بے تمیز عاملین بالحدیث کی اِن لن ترانیون پر کیا گیا ہے کہ ہم مقلد نہین محقق ہین اور مُقلدین فقہا بلا استثنا ایسے تیسے (کافر مشرک تارک عمل بالحدیث وغیرہ) ہین اور جو یہان بیان ہوا ہے وہ ان سعادتمند اہل حدیث کے حق مین ہے جو ایسے فضول اور بیجا دعوے نہین کرتے اور عمل بالحدیث کے وقت جہانتک ممکن ہو تحقیق سے کام لیتے ہین تحقیق سے رہ جاتے ہیں تو کسی عالم محدث کی (جیسا میسر آوے) تقلید کر لیتے ہین اور اِس تقلید کے ساتھ نہ محقق ہونے کا دعوی کرتے ہین نہ مقلدین فُقہا کو

بُرا کہتے ہین بلکہ اس خیال سے کہ ہم بھی ایسے ہی مقلد مین ائمہ حدیث ہین جیسیکہ وہ مقلدین ایمہ فقہا ہین انکو اپنے بہائی خیال کرتے ہین ایسے عاملین بالحدیث کو (گو پوری تحقیق و تمیز نرکہتے ہون) ہم ہدایت و نجات پر سمجھتے ہین اور آئندہ اس عمل بالحدیث کو تقلید فقہا پر ترجیح دیتے ہین و معہذا ان مقلدین فقہا ، کو (جو تقلید پر نہین اڑتے اور حدیث صحیح کا جسکی صحت الفاظ و معانی انکو واضح طور پر معلوم ہو معارضہ نہین کرتے - عمل بالحدیث کو وہ سعادت عظمی سمجھتے ہین مگر یہہ عمل وہ بوساطت و تقلید فقہا بجالاتے ہین انکی نسبت وہ یہہ اعتقاد رکہتے ہین کہ وہ تحقیق و تنقید حدیث مین اُن سے بڑہکر تھی لہذا اتباع سُنت و عمل بالحدیث ان ہی کی پیروی مین ہے - مگر اس اعتقاد مین وہ اس غلو کو نہین پہنچے کہ انکو معصوم و مُبری از خطا سمجہہ لین اور حدیث صحیح و صریح سے مخالفت کیوقت بہی اِنکی تقلید سے دست بردار نہ ہون) نیز ہدایت و نجات سے خالی نہین جانتے -

ان دونو فریق کو ہمنے اِسلئے ہدایت و نجات پر تسلیم کیا اور بظاہر گویا اجتماع النقیضین کو جایز رکھا کہ فریقین [illegible] ہر ایک فی الجملہ مقلد ہے اور فی الجملہ تارک تقلید - اور فی الجملہ عامل بالحدیث ہے - اور فی الجملہ تارک عمل بالحدیث - اور ہر ایک کے عمل و اعتقاد کا اثر قرون ثلاثہ مین پایا جاتا ہے اور ہر ایک کے لیئے سلف صالحین مین امام و مقتدا موجود ہین - فریق عامل بالحدیث کے سلف تو امام احمد بن حنبل ہین اور فریق مقلد کے سلف امام شعبی و ابراہیم وغیرہ تابعی ہین چنانچہ حاشیہ صفحہ (۳۲۵) مین حجۃ اللہ البالغہ سے منقول ہو چکا ہے - ہمارے اس خیال و مقال سے فریقین اتفاق کرین تو امید ہے کہ ان کے اکثر باہمی جھگڑے طے ہو جائین اور روز افزون فسادات مسدود - مگر افسوس صد افسوس ! کہ فریقین کے اکثر اشخاص جادۂ اعتدال سے منحرف ہین لہذا وہ بجائے اتفاق ہمارے اِس مقال و خیال سے سخت اختلاف کرینگے اور ہمکو اخبارون اور مجلسون مین بُرا بہلا کہین گے ولیکن ہم برملا کہتے ہین کہ ہم فریقین کی خوشی یا ناخوشی کی کچہہ پروا نہین کرتے اور جس امر کو حق سمجھتے ہین

اسکے اظہار مین کسی سے نہین ڈرتے - شروع زمانہ مضامین نویسی سے اسوقت تک ہماری یہی روش چلی آئی ہے اور ایسی ہی آیندہ رہیگی انشاء اللہ تعالے - لوگون کی تسلیم و عدم تسلیم کے خیال پر اول تو ہم اس شعر عربی پر عمل کرتے ہیں

فقل ما یفیض الوقت من غیر سامع فی الدھر من یرجی لہ الفوز ظافرا

اور اگر کوئی ہماری بات کو ماننے والا نظر نہ آوے تو اس شعر فارسی پر کاربند ہوتے ہین -

حافظ وظیفۂ تو دعا کردن است وبس در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اصول و مسایل اسلام

پر

شہادت غیر اقوام

[illegible]

اسلام کے اصول و امہات مسایل اس خوبی پر مبنی ہین کہ اقوام غیر بھی اُن کی تعریف مین طیب اللسان ہین - اور اُن اصول و مسایل کی پابندی اس شائستگی و خوش اسلوبی پر محتوی ہے کہ اعیان مذاہب دیگر اسکی تعریف مین عذب البیان اہل اسلام کی ثروت و حشمت ایک مدت سے مفقود ہے - اور اُن کی شوکت و سلطنت اکثر حصہ دنیا مین نامَوجود - افلاس و ناداری اُن پر غالب ہے، اور فقر و مفلسی

+ اکثر اہل اسلام کا یہی حال ہے بعض جو اس حالت سے محفوظ ہین وہ بحکم "الشاذ کالمعدوم" قومی عاد و ضرورت کی لحاظ سے لایق اعتبار و شمار نہین ہین ہندوستان مین جو چار چھ اسلامی مجلسین اور کمیٹیان قایم ہین وہ ہنوز کان لم یکن ہین - وہ ان اغراض حمایت اسلام و اعانت اہل اسلام کیلئے قایم کی گئی ہین عشر عشیر کو بھی پورا نہین کرتین جسکی تفصیل ہم ایک مستقل مضمون درج رسالہ کرنا چاہتے ہین) لہذا ہمارا یہہ دعوی عام بنظر غالب افراد قوم بے محل و مبالغہ نہین ہے +

اونکی متعاقب وطالب اکثر اون مین نان شبینہ کے محتاج ہین اور یہہ وہ گروہ اقوام سے احتیاج - لہذا وہ کسی غیر کی جو اُن کے مذہب مین داخل ہو دستگیری نہین کر سکتے - اور جب کوئی آسودہ عیسائی یا مرفہ الحال ہندو (مثلاً) مشرف باسلام ہوتا ہے تو وہ اُسکی مدارات ومواساۃ سے عاجز ہوجاتے ہین ٭

وہ محاسن وفضایلِ اسلام اقوام غیر پر ظاہر کرنا چاہتے ہین تو اس اظہار کے وسایل ایسی مضمون کی کتابون کا غیر زبانون مین ترجمہ کرانا اور ان کو چھپوا کر تمام ملکون مین پھیلانا) نہین پاتے وہ اعتراضات مخالفین کا جواب دینا چاہتے ہین تو گھر گھر بھیک مانگ کر بھی اسکے مصارف طبع واشاعت بہم نہین پہونچا سکتے ٭

انکی مقابلہ مین اقوام غیر کی دولت وحشمت وشوکت وثروت روز افزون ترقی پر ہے - وہ اس ذریعہ سے اپنے مذاہب کی اشاعت کے وسایل آسانی سے قایم کر رہے ہین - ہر ملک وشہر مین اُنکی مشن ومذہبی سوسائٹیان موجود ہین لاکھون روپیہ مذہبی اشاعت اور اہل مذہب کی امداد کے لئے جمع ہین -

جابجا اون کے مذہبی اسکول قایم ہین - شہر بہ شہر ودِہ بدِہ اون کے مذہب کی منادی کرنے والے پھر رہے ہین - اُن کے مذہب کتب واخبارات ورسایل تمام ملکون مین شایع ہوتے ہین اُن کے مذہب مین داخل وشامل ہونے والون کی اسقدر مدارات ہوتی ہے جس سے وہ اپنی پچھلی سوشیل حالت کو بھول جاتے ہین - اور پھر اوسکی طرف رجوع کرنے کی جرأت نہین کر سکتے - ع ٭ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا ٭ با این ہمہ تفاوت اہل اسلام کا عدد (نمبر شمار) یوماً فیوماً ترقی پر ہے اور اس ترقی مین انکو غیرون سے پیش قدمی حاصل ہے تو اسکی وجہ بجز اسکے اور کچھ نہین ہے کہ اس مذہب (اسلام) کے اصول وامہات مسایل اس خوبی وخوش اسلوبی اور عقلی وروحانی شایستگی پر

مبنی ہین کہ اسکے مقابلہ مین اہل اسلام کا نمبر بڑھانے والے اہل مذاہب غیر کی ثروت وحشمت و دولت و آسایش کو ہیچ سمجھتے ہین اور اونکے دنیاوی لذایذ و حظوظ کی کچھ پروا نہین کرتے۔

وہ اہل اسلام کے مٹی کے پیالہ کو غیرون کے چاندی سونے کے برتنون سے بہتر سمجھتے ہین ان کے ٹوٹے پھٹے بورئے کو اُن کے اطلسی فرش اور زرین سیتہ کرسیون پر ترجیح دیتے ہین۔ اِن کی روکھی پھیکی نان جوی کو اُن کے مرغن نان وکباب و جیلی و مٹن چاپ سے افضل جانتے ہین۔

اِنکی مسکنت و مذلت کو اُنکی دولت و عزت سے زیادہ عزیز رکھتے ہین۔ اور اسلام سے مخاطب ہو کر یہ کہتے ہین۔ ع ذُل تو عزت است و غمت بہ ز شادی است" ۔ اور اقوام غیر کے اوج و عروج دنیاوی کی نسبت یہ کہتے اور اسپر خوش ہوتے ہین ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ" (آل عمران ۱۰۶)

اِس بیان [illegible] اہل اسلام کی [illegible] دوسری قومون کی نسبت برتری یہ ہے (۲) اِس ترقی کا سبب صرف اصول اسلام کی عمدگی ہے اِن دو امر کی صحت ایسی ثابت و مبرہن ہے کہ اعیان اقوام غیر اسکی اعتراف و اظہار مین سرگرم ہین۔ وہ اپنے اخوان مذہب کو اسپر رشک دلاتے ہین اور بر ملا عام مجلسون اور اخبارون مین یہہ سناتے ہین کہ تمہارے حریف اہل اسلام عمدگی اصول مذہب کے سبب ترقی مذہب کے میدان مین تم پر سبقت لے گئے ہین اور تم اپنے روکھے پھیکے خارج از عقل و قیاس اصول مذہب قرار دینے کے سبب اس ترقی کے میدان مین رہ چکے ہو۔ تم اپنے مذہب کے اصول کو اصول مذہب اسلام کے مانند شایستہ و عام پسند بناؤ۔ ورنہ ترقی مذہب کے دعوے سے دست بردار ہو جاؤ۔ وغیرہ وغیرہ۔

اِس امر کی تصدیق کے لئے ہم ذیل مین چار مضامین یوروپ کے عیسائی

فاضلون کے تراجم نقل کرتے ہین - از انجملہ دو مضمون پادری ایزک ٹیلر صاحب کے ہین ان مین سے **مضمون اول** ایک لکچر ہے جسمین اوہنون نے اہل اسلام کا اصول مذہب کے سبب ترقی مین سبقت لے جانا بیان کیا ہے اور دوسرا انکا ایک خط ہے جس مین اس بیان کا سرکاری اور مشنری رپورٹون کے دستاویز سے کافی ثبوت دیا ہے - جبکہ یوروپ مین اون کے پہلے مضمون سے شور و غل مچ گیا تھا +

تیسرا مضمون رسالہ ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو لنڈن کا ایک مضمون ہے جسمین راقم مضمون نے بڑے زور و شور سے اصول اسلام کا عمدہ و قابل فہم ہونا - اور اصول مذہب عیسائی کا ناقابل فہم و قبول ہونا ثابت کیا ہے -

چوتھا مضمون - ہمارے ملک مین مشہور و معروف فاضل ڈاکٹر لاٹینر صاحب کا لکچر ہے جسمین اوہنون نے اصول و مسایل اسلام کے عمدگی اور ان مسائل کے پابند مسلمانون کی [illegible] ظاہر کر کے [illegible] عیسائیون کو ترغیب دلائی ہے کہ وہ عمدگی اصول اسلام کو تسلیم کرین اور مسلمانون کی تکریم کرین اور اسکو اپنے مذہب کی عزت سمجھین -

پادری ایزک ٹیلر صاحب کا لکچر

۱۷ - اکتوبر کو والورہمپٹن واقع ملک انگلستان کے چرچ کانگرس (یعنے مجلس مذاکرہ مقاصد کلیسیا) مین جسکی دو ہزار پانچسو چھپّن ممبر تھے کئی ہزار باشندگان انگلستان کے روبرو پادری ایزک ٹیلر نے یہہ تقریر کی - شیوع مذہب کے اعتبار سے دنیا کے ایک بہت بڑے حصے پر اسلام کو

عیسائی مذہب سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی (سامعین کے کان کھڑے ہوئے) عیسائی مذہب کے مقابلہ مین مذہب اسلام کو بُت پرستون ہی نے زیادہ قبول نہین کیا بلکہ بعض ممالک مین خاص عیسائی مذہب فی الواقع اُٹھتا اور اوسکے بدلے مذہب اسلام قایم ہوتا جاتا ہے۔ اور یہہ تو ایک مشہور بات ہے۔ کہ مسلم اقوام کے لئے قابو کرنی کی جو تدبیرین کی گئین۔ اُن مین ناکامی حاصل ہوئی ہم بالعوض اِسکے کہ فتح پاتے اور کچھ اَور آگے بڑھتے شکست حاصل کرتے اور پیچھے ہٹتے جاتے ہین۔ مذہب اسلام مراقا (مراکو) سے جاوؔا اور زنجبار سے چین تک تو پھیل چکا۔ اور اب افریقہ مین نشیب کے پانی کی طرح پھیلتا جاتا ہے۔ دریاے کونگو اور دریائے زلیمبزی کے کنارہ کی تمام آبادی مسلمان ہوتی جاتی ہے عجبد کا علاقہ جو ریگستان مین سب سے زیادہ قوی ملک ہے وہان کے لوگ اب ہماری آنکھون کے سامنے مسلمان ہو گئے۔ ہندوستان مین مغربی تہذیب جو ہندو مذہب کی جڑہ اُکھارتی جاتی ہے وہ صرف مذہب اسلام کے لئے راستہ صاف کر رہی ہے۔ ہندوستان کے ساڑھے بائیس کروڑ باشندون مین پانچ کروڑ آدمی ابھی سے مسلمان ہو چکے ہین۔ اور افریقہ کی آبادی مین نصف سے زیادہ مسلمان ہین۔ یہہ اُن مسلمانون کا ذکر کیا گیا ہے جنہون نے کسی مذہب کے اختیار کرنے کی حالت مین پہلے پہل مذہب اسلام ہی کو قبول کیا۔ اون لوگون کا ذکر نہین جو دوسرے مذاہب کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے۔ جو شخص مذہب اسلام قبول کرتا ہے وُہ ہمیشہ کے لئے اُسی مذہب کا ہو رہتا ہے۔ اور اُسکی گرفت بڑی مستحکم رہتی ہے۔ عیسائی مذہب کی گرفت ایسی مستحکم نہین ہے۔ افریقہ کے لامذہب صحرائی باشندے جب ایک دفعہ مذہب اسلام قبول کر لیتے ہین تو وہ پھر نہ اپنی بُت پرستی پر عود کرتے ہین۔ اور نہ عیسائی ہو جاتے ہین۔ گو اعلےٰ درجہ کی اقوام کے لئے یہہ مذہب بالکل ناموزون ہے۔ لیکن صحرائی اقوام کو مُہذب بنانے اور اُنکو مذہبی عروج پر پہنچانے کے لئے یہہ مذہب انتہا درجہ تک مناسب اور موزون ہے*

* پادری صاحب نے یہہ بات اصول اسلام سے پوری واقفیت ہونیکے سبب لکھی ہے ۔ ایڈیٹر

عیسائی مذہب کا ممبر حد سے زیادہ چڑھا اور بہت ہی بڑھا ہوا ہے - لیکن اسلام نے دنیا
کے مہذب بنانے مین عیسائی مذہب سے زیادہ کام کیا (نعرہ تحقیر) ہم اسکی تمثیل مین بعض عملی
نتائج جو انگلش افسرون اور سیاحون اور سوداگرون وغیرہ نے مذہب اسلام کی نسبت
اپنے عملی تجربہ سے پیدا کئے ہین اونکو پیش کرتے ہین - جسوقت افریقہ کے حبشی یعنے
صحرائی باشندے مسلمان ہوجاتے ہین تو اونکی بت پرستی اور ارواح خبیثہ کی پرستش
اور طرح طرح کے سست اعتقادیان اور آدم خوری اور انسان کی قربانی اور بچہ کشی
اور جادو اور طلسم کے اعتقادات یہہ سب عادتین فوراً چھوٹ جاتی ہین دیسی باشندے
کپڑا پہننے لگتے ہین اور میلے کچیلے رہنے کے بدلے صفائی اختیار کرتے اور اپنی ذاتی قدر
ومنزلت سمجھنے لگتے ہین - مہمان نوازی تو گویا اونکا ایک فرض مذہبی ہوجاتا ہے شراب خوری
قطعاً موقوف ہوجاتی ہے - قماربازی سے ممتنع کردیئے جاتے ہین - بیحجابی کے ساتھ ناچنے
کودنے اور علانیہ زن و مرد کے ہم صحبت ہونے کی عادتین چھوٹ جاتی ہین - عورات
کی عصمت کا ایک [illegible] ہین - کاہلی کے بدلے محنت و مشقت
کرنے لگتے ہین - مطلق العنانی کے بدلے قانون اور حکم حاکم کی پابندی کرنے لگتے ہین
اور کشت وخون اور ایذا رسانی حیوانات کو چھوڑ کر سنجیدگی اختیار کرنے لگتے ہین - اور
بردہ فروشی سے ممتنع کرائے جاتے ہین - انسانی ہمدردی اور نیکی اور برادرانہ اخوت
آپسمین پیدا ہوجاتی ہے - کثیر الازدواجی اور غلامی کا دستور مفید اور محدود ہوجاتا ہے
اور اونکی متعلقہ خرابیون کا تدارک ہوجاتا ہے - مذہب اسلام مین سب سے بڑھکر یہہ بات
ہی کہ یہہ جماعت دنیابھر مین سب سے زیادہ محتاط اور پرہیزگار اشراف ہے - اور یورپ
کی تجارت کو جسقدر ترقی ہوتی جاتی ہے - اوسیقدر لوگون مین شراب خوری
اور بری اور ذلیل کامون کے وسایل بڑھتے جاتے ہین - مذہب اسلام کی تہذیب
ادنے درجہ کی نہین ہے - اوسمین لکھنا پڑھنا پوشاک ولباس کی صفائی - جسم کی

طہارت۔ سچائی۔ اور پاس آبرو۔ یہہ تمام باتین پائی جاتی ہین۔ منہیات کی امتناع اور تہذیب کی اشاعت کے اعتبار سے مذہب اسلام کی ترقیان حیرت انگیز ہین ہمنے لکہوکہا اور کروڑہا روپیہ اور بیشمار جانین افریقہ مین تلف کرادین اور اسکے معاوضہ مین بہت کم ایسی باتین ہونگی جنکو ہم پیش کرسکین۔ تو عیسائیون کا شمار ہزارون مین کیا جاسکتا ہے اور مسلمین کا حساب لاکہون کے ذریعہ سے لگ سکیگا۔ یہہ بڑے بیڈہب واقعات ہین جنکا جواب دینا بہت مشکل ہے اور انسے تجاہل کرنا سخت جہالت ہے۔ پس ہمکو سب کے پہلے یہہ امر تسلیم کرلینا لازم ہے کہ اسلام مخالف مذہب عیسائی نہین ہے بلکہ اسلام نیم نصرانیت یعنے ایک ناقص* درجہ کا عیسائی مذہب ہے (نعرہ تحقیر) مذہب اسلام مذاہب حضرت ابراہیم وحضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہم السلام کے تین سوتون کا ایک دریا ہے۔ مذہب یہود اِسّے خارج ہے۔ مذہب اسلام عام جہان مین پہیلا ہوا ہے۔ مذہب یہود کی طرح وہ کسی ایک [illegible] بلکہ تمام عالم مین پہیلا ہوا ہے۔ اہل اسلام چار انبیاے عظم کو تسلیم کرتے ہین یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ۔ اور حضرت محمد رسول اللہ (حبیب اللہ) مذہب اسلام مین حضرت عیسیٰ کا مرتبہ سب سے افضل ہے اور گو تعلیمات محمدی اور تعلیم سنیٹ پال مین فرق ہے۔ لیکن تعلیم محمدی عیسائی مذہب کے مخالف** نہین ہے مذہب اسلام مذاہب یہود ونصاری کے بین بین ہے۔ مذہب یہود سے مذہب اسلام افضل ہے کیونکہ اسمین مذہب عیسیٰ کے معجزات اور مسیحائی کی تصدیق کی گئی ہے۔ یہہ اصلاح یافتہ مذہب یہود جو افریقہ اور ایشیا مین اسقدر پہیل گیا تو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ افریقہ اور شام کے علما نے عیسائی کی جگہہ علم مابعد الطبیعۃ کے مصنوعی مسایل قایم کئے۔ اونہون نے کوشش کی کہ تجرد کے بدلے تاہل کو رواج دین۔ اوس زمانہ مین تقدس حاصل کرنے کے لئے خلوت نشینی اور ترک دنیا کا رواج تہا۔ پیر وفقیر لوگ

* یہہ یادرہے صاحب کا خیال ہے۔ اور حقیقت مین اسلام اصلی عیسائیت کی تکمیل ہے ** یعنے اصلی مذہب عیسائی کی۔ کیونکہ موجودہ مذہب عیسائی تعلیم محمدی کے مخالف ہے

خاک نشینی کرتے تھے - عام باشندے دراصل مخلوق پرست تھے بتون پیرون اور فقیرون
اور فرشتون کی پرستش کرتے تھے - اسلام نے اس طوفان بے تمیزی اور سست
اعتقادی کو نیست و نابود کردیا - زہاد خشک سے یہہ ایک سخت مقابلہ تہا اور تجرد کے بدلے
تاہل کا قایم کرنا بہت بڑی قوت کا کام تہا - اسلام نے مذہب کا اصل اصول خدا کی وحدانیت
اور عظمت قرار دی فقیری اور خانہ نشینی کو اوٹہا کر اوس نے جوانمردی قایم کی - غلامون
کو آیندہ ترقی کی امید دلائی انسان مین باہمی اخوت قایم کی - اور فطرت انسانی کی ضروریات کو تسلیم کیا عیسائی مذہب کے
اعلی صفات یعنی کسر نفسی صفائی قلب عفو تقصیرات اور نفس کشی - یہہ صفات مذہب اسلام کی نہین ہین؟ عیسائی مذہب کے
باریک خیالات ایسے نہین ہین جو دیسی اقوام کی سمجہہ مین آسکین - مذہب اسلام
مین جو ادنی درجہ کی صفتین پائی جاتی ہین اونکو ادنی درجہ کی اقوام سمجہہ سکتی ہین
مثلاً اعتدال - صفائی - عفت - انصاف - حلم - بہادری - احسان - مہمان نوازی -
راستی وغیرہ - ان لوگون کو یہہ بہت اچہی طرح سے سکہایا جاسکتا ہے - کہ چار ضروری
صفتون کی پابندی کرو اور سات کبیرہ گناہون سے پرہیز رکہو - عیسائیون مین انسان
کی باہمی اخوت کا خیال حد سے زیادہ اعلے درجہ کا ہے لیکن صرف خیال ہی خیال ہے اور
اسلام مین عملی طور پر اخوت کا برتاؤ ہوتا ہے کہ تمام مسلمان ہر صحبت مین یکسان سمجہے
جاتے ہین - یہہ اسلام مین ایک ایسی چاشنی ہے جسکو دیکہکر منہ مین پانی چہوٹنے لگتا ہے
جو شخص مسلمان ہوتا ہے وہ فوراً جماعت مین داخل کرلیا جاتا ہے - اور پندرہ کروڑ بہائیون
مین ایک بہائی اولیجاتا ہے - عیسائیون مین جو شخص نیا داخل ہوتا ہے وہ سوشیل حیثیت
مین برابر نہین سمجہا جاتا - لیکن مسلمان درحقیقت نومسلم کو بہائی سمجہتے ہین ہم لوگ
گرجا گہرون* مین تو جا کر بیشک ایک دوسرے کے بہائی بنجاتے ہین - لیکن روزمرہ
کے طرز معاشرت مین اوسکا برتاؤ کچہہ بہی نہین ہوتا (قہقہہ) قرآن مجید مین بیشک
ایک بہشت کا وعدہ کیا گیا ہے لیکن مسلمانون کو باہمی اخوت سے دنیا ہی بہشت

* یورپ مین ایسا ہوگا - ہندوستان مین تو دیسیون کا گرجا ہی علیحدہ ہے - کیا مقدور ہے کہ یورپین گرجا
مین ایسی عیسائی گہسپاوین - ایڈیٹر

ہو جاتی ہے۔ یہودی جو دنیا کی تمام اقوام سے زیادہ اعلے مذہبی خیالات سمجھنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ وہ دو ہزار برس تک تعلیم پانے کے بعد اِس قابل ہوئے کہ عیسائی مذہب کی اعلی تعلیمات حاصل کر سکین۔ پس ایسی حالت مین کیا ہم اُمید کر سکتے ہین کہ حبشی اقوام جو بالکل ہی ادنی درجہ کی حالت مین ہین اور مدتون سے وحشیانہ اور خونخوارانہ برتاؤ کرتے آئے ہین وہ یکبارگی عیسائی مذہب کے اعلے درجہ کے اخلاق کو قبول کر سکین گے۔ جسکے لئے تاریخ عبرانی مین کے انبیا اور شجاعان وقت بھی قرار واقعی موزون نہ تھے۔ مذہب اسلام کی تعلیمات ایسی اعلے اور باریک نہین ہین۔ یہ ایک ایسا فرقہ ہے جو اہل افریقہ کو اعلے مذہب کی تعلیم کے لئے تیار کر سکتا ہے۔ کلیسائی انگلستان اہل افریقہ پر کوئی پایدار اثر پیدا نہ کر سکا۔ مذہب اسلام اپنی ہیبت اور رکتی فوج اپنے ڈھول دمامہ (قہقہہ) اور کلیسائی روم اپنے کالے نشان کو لیکر حبشی اقوام کے نشیبتان مین اُتر سکتا ہے۔ لیکن کلیسائے انگلستان اپنے اکتالیس احکام کو لیکر افریقہ کے بلاد واقع خط استوا مین کئی پشت تک اپنا گرجا گھر قائم نہین کر سکتا۔ اہل افریقہ عیسائی بنانے مین عملی طور کی دو دقتین بہت بھاری ہین۔ ایک کثیر الازدواجی اور دوسری بردہ فروشی حضرت محمدؐ نے مثل حضرت موسیٰ عم کے اِن دونو باتون کی قطعی ممانعت نہین کی کیونکہ یہہ امر بالکل ناممکن تہا بلکہ اِس امر کی کوشش کی کہ جہانتک ممکن ہو اُن خرابیون کی اصلاح کیجاے۔ غلامی فرقہ اسلام کا جزو نہین ہے۔ حضرت محمدؐ نے مثل حضرت موسیٰؑ اور سنیٹ پال کے ضروری حد تک اُسکو جایز رکہا۔ اہل اسلام نے اُسمین بہت کمی کر دی۔ امریکہ کی وحشی اقوام مین جسقدر اِسکا برتاؤ ہوتا ہے۔ اہل اسلام مین اُس سے کہین کم ہوتا ہے کثیر الازواجی ایک اَور بھی دقت طلب مسئلہ ہے۔ حضرت موسیٰ نے اُس کی ممانعت نہین کی۔ حضرت داؤد عم کے وقت مین اُسکا رواج رہا۔ انجیل مقدس مین گو صراحتاً اُسکی امتناع نہین ہے لیکن معناً یہی بات پائی جاتی ہے۔ حضرت محمدؐ نے

اختیار کثیر الازواجی کو محدود کر دیا اور مسلمانون کے مُہذّب ممالک یعنی ٹرکی واقع یورپ اور الجیرس اور مصر مین بطور قاعدہ کلیّہ اسکی پابندی ہوتی ہے۔ زیادہ تعلیم یافتہ مُسلمانون کی یہہ رائے ہے کہ اَب وہ وقت قریب آگیا ہے کہ اسکے دستور کا تدارک کیا جائے یا موقوف کر دیا جائے۔ کیونکہ موجودہ زمانہ کی حالت کے اعتبار سے موزون نہین ہے۔ بشپ لاہور نے منجملہ اور اشخاص کے بڑی مردانگی کے ساتھہ اِس امر کی مخالفت کی کہ کثیر الازواج اشخاص عیسائی مذہب مین قبول کئے جا دین۔ یہہ امر خلاف انصاف اور باعث ظلم ہے کہ کوئی شخص عیسائی مذہب کے قبول کرنے کے بعد کسی بی بی کو جسکے ساتھہ اُس نے شرع اسلامیہ کے موجب جایز طور پر شادی کی ہو چھوڑ دے۔ کیا یہہ بھی لڑکون کی سوتیلی مائین ہین جو بالکل ذلیل حالت سے چھوڑ دیجائین۔ جو شخص عیسائی مذہب کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ وہ کبھی اِس ظالمانہ فعل کو جو بالکل فطرت کے خلاف ہے قبول [illegible] کرنے لگا [illegible] کے مضار ہین وہان مفاد بھی ہین۔ کثیر الازواجی نے دخترکشی کو موقوف کرا دیا۔ اور ہر ایک عورت کیلئے ایک قانونی محافظ پیدا کر دیا۔ مسلمان ملکون مین کثیر الازواجی کی وجہ سے کسبِ* بالکل نہین ہوتا ہے اور اِس بُرائی سے عیسائی مذہب کے لئے اُس سے زیادہ باعث ننگ ہے جو اسلام کے لئے کثیر الازواجی قرار پاسکتی ہے۔ اسلامیہ ممالک مین محدود درجہ کی کثیر الازواجی کی خرابیان عورتون کے لئے باعث ندامت اور مردون کے لئے موجب نقصان اُسقدر ہرگز نہین ہے جسقدر عیسائی شہرون کی علانیہ اوباشی جو اہل اسلام مین نام کو بھی نہین ستم ڈھاتی ہے۔ اوباش انگلش مستحق اِس امر کے نہین ہین کہ کثیر الازوج اہل اسلام کی عیب جوئی کرسکین (سُنو سُنو) اُنپے بھائیون کی آنکھہ کا تنکا بتانے کی قبل ہمکو اپنی اندھی آنکھ دیکھ لینی چاہیے (یعنے خودرا فضیحت و دیگرا نصیحت) ممالک اسلام کی یہہ چار خرابیان یعنے کثیر الازواجی۔ غلامی۔ بیشمار کنیزون کا حرم بنا کر رکھنا اور کثرت

* یعنی بدکاری +

طلاق - یہ خرابیان صرف اہل اسلام سے مخصوص نہین ہین - اگر فی الحال نہین تو ہمین
لوگون کی یادداشت مین یہ سب خرابیان نہایت ہی شدید حالتون سے ممالک متحدہ امریکہ
مین پائی جاتی تہین - یہ ملک برائے نام عیسائی اور انگلش قوم سے آباد ہے اگر عیسائی
مشنین افریقہ مین کچھ کارروائی کرنے والے ہین تو انکو لازم ہے کہ اپنے طریقے بدل دین
واعظین یورپ اہلِ آفریقہ کو کبھی عیسائی نہ کرسکین گے - اِسکی بارہا آزمایش ہوئی اور
ہر مرتبہ ناکامی ہوئی - اول تو وہان کی مہلک آب وہوا سے بہاری مشکل ہے - دوسرے
سوشیل اختلاف انتہا درجہ تک بڑہا ہوا ہے - افریقیہ کے صحرائی باشندے صرف اسی
طریق سے عیسائی کیئے جاسکتے ہین کہ ممالک متحدہ امریکہ کے صحرائی باشندے جو عیسائی
ہوگئے ہین متعدد کثیر یہان طلب کئے جائین - اہل اسلام کے بارہ مین ہم یہ سوال کرتے
ہین کہ انکو اسلام پر ہم باہر سے حملہ کیون کرین اندر ہی سے نہ کرین؟ بالعوض اسکے کہ ہم
حضرت محمد اور اہل اسلام کی مخالفت کرین - ہم اپنی کارروائی کو اس امر کا اظہار کرکے
کیون نہ شروع کرین کہ عیسائی مذہب اور اسلام کے مابین کن کن باتون کی مطابقت
ہے - بجائے اسکے کہ مذہب اسلام اور عیسائی مذہب کے مابین کن کن باتون کا اختلاف
ہے - پس ہم کہتے ہین کہ ہمکو یاد رکھنا چاہیے کہ بعض باتون مین مسلمانون کا اخلاق ہمارے
اخلاق بڑہا ہوا ہے - خدا کی مرضی پر شاکر رہنا پرہیزگاری - خیرات - راستی باہمی اخوت
ان سب باتون مین اہل اسلام ایک ایسی نظیر قایم کرتے ہین جسکی اگر ہم تقلید کرین تو
ہمارے لیئے بہت بہتر ہو - اسلام نے شرابخوری - قمار بازی - اور زناکاری - ان تینون
برائیون کو جنہون نے عیسائی ملکون کو بالکل ذلیل وخوار کر رکھا ہے یکقلم موقوف کردیا -
جن مشرقی یا جنوبی اقوام پر عیسائی مذہب گرفت حاصل کرسکا - اسلام اُن سے بہت
قریب قرابت رکھتا ہے - قبطیون اور اہل ابیسینیا مین بالکل سُست اعتقادی پہیلی ہوئی
ہے - اوسکے بدلے اسلام کا قایم ہوجانا نہایت ہی افضل بات ہے - اہل اسلام کو ناقص

عیسائی سمجھ لینا چاہئے* - پس بجائے اوس مذہب کی بیخکنی کے بدلے ہمکو لازم ہے کہ اوس مذہب کی تکمیل کرین اور کیا عجب ہے کہ ہم اسلام کو عیسائی کرلین - پس اسی طور پر ہم دیکھتے ہین کہ خدا کی تجویز کو درجہ انصرام پر پہنچانے کے لئے حضرت محمد حضرت عیسیٰ کے لئے راستہ نکالنے آئے تھے - (افرو تحسین) - (رفیق ہند)

پادری صاحب کا خط بنام ایڈیٹر اخبار لنڈن ٹائمس

جناب من

مین نے با تو رہملٹن کے چرچ کانگرس مین جو سپیچ دی تھی اوسپر لوگون مین بڑا جوش وخروش پیدا ہوا ہے اور بڑی گرما گرمی سے مباحثے ہو رہے ہین - تحریرات اور تقریرات کے ذریعہ سے مجھپر اسی بات کا بہت زور ڈالا گیا ہے کہ جو امور مین نے اپنی تقریر مین بیان کیے گئے تھے اُنکے قوے دلائل پیش ہون - کیونکہ اس ملک کے لوگ سمجھتے ہین کہ میرے بیانات سے عیسائیون کو سخت وحشت ہوئی اور وہ سمجھتے ہین کہ اسمین عیسائی مذہب کی ذلت متصور ہے - چونکہ یہہ امر ناممکن ہے کہ مین ان لاتعداد مضامین اخبار اور مراسلات کا ایک چیٹھی مین جواب دون - اس لئے مین چاہتا ہون کہ آپکے اخبار کی ذریعہ سے اس امر کا اظہار کرون کہ جو امور مین نے اپنے سپیچ مین بیان کئے تھے وہ کس سند اور دلیل پر مبنی ہین -

میرا پہلا بیان جسپر اعتراض کیا گیا ہے یہہ تھا کہ بحیثیت اشاعت مذہبی ایشیا اور افریقہ مین اسلام کو عیسائی مذہب کی نسبت زیادہ کامیابی حاصل ہوئی اور لوگون نے مسلمانون کو عیسائی بنانے کی جو کوششین کین اُنمین ناکامی ہوئی -

مین پہلے ہندوستان سے ابتدا کرتا ہون کیونکہ وہانکے آبادی کا حساب بہت صحیح معلوم ہوسکتا ہے - ہند مین ۱۸۷۱ء سے لیکر ۱۸۸۱ء تک دس برس کے اندر ۹۲ لاکھ ۹۳ ہزار ۲۶ آدمی اہل اسلام کی آبادی کے متعلق زیادہ ہو گئے اس سے

* پادری صاحب کا یہ کہنا اصول اسلام پر واقف ہو نیکی بھی ہے *

معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کی آبادی مین ۲۵ فیصدی کا اضافہ ہوا۔ لیکن امورات کی بہ نسبت ولادتون کی زیادتی اور اسی قسم کی بعض دوسری باتون کا لحاظ کرکے یہہ امر بہت اچھی طرح سے کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان مین ہر سال ۶ لاکھہ عیسائی اور دوسرے مذاہب کے لوگ مسلمان ہوتے ہین۔ مسلمانون مین تنخواہ دار تنخواہ دار مشنری مقرر نہین اور نہ مشنریون کا کوئی خاص انتظام ہے۔ ایسی حالت مین ضرور ہے کہ یا تو اسقدر لوگ خاص خاص لوگون کی ذاتی[*] کوششون سے مذہب اسلام قبول کرتے ہین۔ یا اس مذہب کی خوبیون کو دیکھکر انکو اسلام کی جانب کشش ہوتی ہے۔

اسلام کی ترقی کی تو یہہ کیفیت ہے۔ اب اوسکے مقابلہ مین مذہب عیسائی کی کیفیت دیکھنا چاہئے۔ کہ باوصف اس تمام رعب اور سطوت کے جو عیسائی مذہب کے لوگون کی حکمرانی سے مقصود ہے۔ اور لکھوکہا روپیہ مشنریون کے ذریعہ سے غیر عیسائی آبادی کو عیسائی بنانے کے لئے صرف کیا جاتا ہے [illegible] آدمی مسلمان ہوتے [illegible] ان مین سے دس کے مقابلہ مین ایک آدمی بھی مشکل سے عیسائی ہوتا ہے۔ اور یہہ بات بھی احاطہ مدراس کے ہمسایہ جنوبی حد پر اضلاع ٹراونکور اور ٹرونی مین پائی جاتی ہے۔ جہان قدیم زمانہ کی صحرائی اقوام کی آبادی ہے۔ اور جہان عیسائی مذہبنے ایک نہایت ہی قدیم زمانہ سے مضبوط جڑہ پکڑلی ہے۔ لیکن ساتھہ اِسکے یہہ بات بھی ہے کہ ہندوستان مین جن لوگون نے عیسائی مذہب اختیار کیا اونمین ایک چوتھائی کے قریب یوریشین یا یوریشین نسل کے لوگ ہین اور احاطہ مین جہان عیسائی زیادہ ہین پانچ عیسائیون مین چار رومن کیتھلک ہین اور احاطہ بمبئی مین قریب قریب نصف عیسائی اس مذہب کے پائے جاتے ہین۔

یہہ حیرت انگیز نتیجہ شاید اس وجہ سے پیدا ہوا کہ اس ملک مین پہلے پرتگال کے عیسائی مقام گوا مین اکثر مقیم ہوئے اور زادہ تر اوسیوت مشنریون کے ذریعہ سے اس مقام مین

[*] ذاتی کوشش کرنے والے یہان مین ۴ یہہ جواہر ہے اصول اسلام کی خوبیون ہے۔

عیسائیون کو زیادہ ترقی ہوئی۔ لیکن اگر شمالی ہند اور وسط ہند کی کیفیت دیکھی جائے جہان اسلام مضبوط جڑہ پکڑے ہوئے ہو اور جہان قریب قریب پانچ لاکھہ ہر سال آدمی مسلمان ہوتے ہین تو معلوم ہو کہ در اصل ان ممالک مین کوئی بہی عیسائی نہین ہوتا۔ ہندوستان مین اس وقت جو مشنری جماعتین قایم ہین۔ اُنکی کارگذاریون کی تفصیل مین بڑا طول عمل ہوگا۔ اِسلئے ہم صرف چرچ مشن سوسائٹی کا ذکر کرتے ہین۔ جو سب سے زیادہ زبردست اور سب سے زیادہ کارگذار ہے۔ اس جماعت کی آخری رپورٹ کے موافق پارسال کل شمالی اور وسط ہند یعنی ممالک پنجاب و سندہ و بمبئی و بنگالہ و صوبجات ممالک مغربی و شمالی اور ممالک متوسط مین جنکی مجموعی آبادی ۲۲ کروڑ ہے ۸۴۱ مشنریون اور دیسی ایجنٹون نے جو ۴۸ ہزار ۲ سو ۹۸ پونڈ ۱۹ شلنگ ۱ پنس (یا پانچ لاکھہ روپیہ) کی صرف سے اس سال مقرر ہے۔ سال بہر مین صرف ۲۹۔ آدمی عیسائی ہوئی۔ اور یہہ بہی اس صورت مین کہ جو نابالغ اشخاص عیسائی ہوئے۔ اگر وہ بعد سنّ بلوغ اس مذہب پر قایم رہین۔

ہندوستان کے مسلمانون کی تعداد ساڑہے پانچ کروڑ ہے۔ اور وہ ۲۹۷ آدمی جو سال گذشتہ مین عیسائی ہوئے انمین صرف (۱۰۰) آدمی مسلمان ظاہر کیے گئے ہین حالانکہ اُنمین سے بہی اکثرون کی نسبت شبہ ہے۔ مثلاً ایک شخص جو عیسائی کیا گیا تہا وہ رپورٹ کی تیاری کے وقت قید خانہ مین تہا دوسرا آدمی قیدی کی زوجہ ہے۔ تیسرا شخص ایک مسلمان عورت تہی جسنے کسی وجہ سے اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کرنا چاہی۔ اور وہ چاہتا تہا کہ یہہ عورت ہمارے ساتہہ رہے۔ ہندوستان کے قانون کے موجب عورت کو اپنا مذہب عیسائی قرار دینے سے طلاق مل گئی اور عورت کا سابق مین ہی ایک عیسائی کے ساتہہ عقد ہو گیا تہا۔ لیکن اگر انگلستان مین یہہ قاعدہ ہوتا تو جو عورتین اپنے شوہرون سے رضامند نہو تین انکو صرف غیر مذہب اختیار کرلینے سے طلاق ملجاتا

تو انگلستان کی عدالت طلاق مین کبھی اِسقدر مقدمات دائر نہوتے - پس تعجب کی بات تو یہہ ہے کہ مسلمان عورتین ایسے امر کی ترغیب و تحریص پانے کی حالت مین بہی عیسائی کیون نہین ہو جاتین -

یہہ ممکن ہے کہ منجملہ اِن ۲۲۷ نو عیسائیون کے جنکو چرچ مشن سوسائیٹی نے عیسائی کیا ہے ستر سے زیادہ مسلمان ہون - لیکن رپورٹ مین صرف اِسقدر تعداد بیان کی گئی ہے - اِس لئے ہم ہندوستان کا ذکر چھوڑ کر اُن ممالک کا ذکر کرتے ہین جہان صرف مسلمانون ہی کی آبادی پائی جاتی ہے - منکرین مذہب اسلام کی آبادی نہین ہے مشنریون کی کارروائیون کے چار بڑے بہاری میدان یہہ ہین یعنے ایران ملک فلسطین ملک عرب اور ملک مصر اِن ممالک مین ۱۰۹ مشنری اور دیسی ایجنٹ لاکہہ ڈیڑ لاکہہ روپیہ کے صرف سے مقرر ہین لیکن چوبار سال صرف ایک آدمی بالغ عیسائی ہوا - اگر [illegible] عیسائی ہوا ایک مسلمان لڑکی ہے جو یروشلم کے یتیم خانہ مین رہتی تھی اور اوسکے عیسائی کر لینے کی خاص وجہ یہہ ہے جو رپورٹ مذکورہ بالا مین اِس عبارت سے بیان کی گئی ہے اُس لڑکی پر بڑی آسانی سے اثر پڑا اور اوسکے واسطے ضرور ہے کہ آیندہ اِس کی بخوبی نگہداشت کیجائے" فلسطین مین جو لوگ عیسائی نہین ہوئے اُوسکی وجہ اِس امر سے بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے کہ "جو لوگ ابتک عیسائی نہین ہوئے اور منکر یا مسلمان نہین اُنپر ہمارا کیا اثر پڑتا ہے" اِس مد مین ایک یونانی پادری ببیل کے جلسون مین شریک ہوا تہا مین نہین کہہ سکتا کہ یونانی پادری ببیل کے جلسون مین کیون داخل ہوتے ہین - لیکن چونکہ اون کو منکر نہ مسلمان خیال کرتے ہین اِسوجہ سے وہ اِس انوکہی مد مین داخل کیے گئے +

چرچ مشن سوسائیٹی کے لوگ منکرون کو عیسائی بنانے کے لئے بہیجے گئے ہین

لیکن فلسطین ایران عرب اور مصر مین منکر یعنے کافر لوگ نہین ہین بلکہ مسلمان اور مشرقی عیسائی ہین - اور چونکہ اسکا کوئی نتیجہ نہ پیدا ہوا تو مین کہہ سکتا ہون کہ یہ لاکہہ ڈیڑہ لاکہہ روپیہ ہرسال بیکار برباد کیا جاتا ہے - اگر اور کام مین لگایا جاتا تو زیادہ فائدہ ہوتا ✤

کل مصر اور عرب مین عیسائی مذہب قبول کرنیوالون دیسی باشندون کی تعداد ۱۹ بیان کی گئی ہے - لیکن اس امر کا اظہار نہین کیا گیا کہ ان ممالک مین جو چار دیسی واعظ مقرر ہین ان کی اہل وعیال تو اسمین شامل نہین کرلئے گئے ہین -

مشرقی ممالک مین دوسرے مقامات پر جو مشنین روانہ ہوئے ہین - انکی نتائج بھی ایسے نہین پیدا ہوئے ہین جن سے کچھہ حوصلہ بڑہے - مثلاً سیلون مین پارسال ۳۷۴ - ایجنٹون نے جو ایک لاکہہ ۲۰ ہزار کے صرف سے مقرر ہین ۲۰۷ - آدمی عیسائی کیئے [illegible] - آدمی عیسائی کیئے جنوبی چین مین ۱۴۸ - ایجنٹون نے اسّی ہزار روپیہ صرف کرکے ۲۹۷ - آدمی عیسائی کیئے - جاپان اور برٹش علاقجات چین مین البتہ کسیقدر اچھے نتائج پیدا ہوئے اور ٹنول مین بیشک بہت اچھا نتیجہ ظہور مین آیا -

اس چٹھی مین تو صرف اسی بیان پر اکتفا کرتا ہون - دوسری آئندہ چٹھی[*] مین بیان کرونگا کہ ملک افریقہ مین عیسائی مذہب اور اسلام کو ایک دوسرے کے مقابلہ مین کہانتک کامیابی حاصل ہوئی ✤

(رفیق ہند)

راقم
ایزک ٹیلر

ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو لنڈن کا مضمون

عیسائیت اور اسلام

[*] وہ چٹھی ہمنے کسی اخبار مین نہین دیکھی خدا جانے وہ شایع نہین ہوئی یا ہماری نظر سے نہین گذری ✤

اس امر کی وجہ معلوم کرنی چندان مشکل نہین ہے کہ پروٹسٹنٹ مشنریون کی کوشش
اہل اسلام کی بہ نسبت کیون کم کامیاب ہوتی ہے۔ قطع نظر ہمارے مشنریون کے طرز وعظ
اور اور امور اتفاقیہ کے یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ اسکی وجہ زیادہ تر خود اصول مذہب
ہین۔ گو اس بات کے کہنے کے لئے جرأت درکار ہے لیکن حقیقت یہہ ہے کہ ہم صرف اسوجہ سے
ناکامیاب ہوتے ہین کہ ہم ایک ایسا روکھا پھیکا اور خشک مذہب پیش کرتے ہین کہ
جو نہ تو کچھ خیالی لطف پیدا کرسکتا ہے۔ اور نہ عقل مین آسکتا ہے نیک باتین جو اس عالم
مین ظہور مین آتے ہین وحشی قومین انکو ایک معمولی اور طبعی امور سمجھتی ہین مگر برائیون
کو مثلاً فساد اور خرابی۔ کڑک اور بجلی۔ بیماری اور اور ہر قسم کی آفتون کو وہ ایک ایسی قوتون
سے منسوب کرتی ہین جو مافوق الطبیعت ہین مثلاً ارواح خبیثہ اور شیاطین۔ چنانچہ
سب سے پہلے پرستش کے جس طریق نے دنیا مین رواج پایا وہ ان ضرر رسان قوتون کا
خوش کرنا ہے اور [illegible]
سے ایسے چڑہاوے اُنکی نذر کرتے ہین جو اون لوگون کے نزدیک نہایت مرغوب
اور پسندیدہ ہین اور یہہ وہ اس امید سے کرتے ہین کہ وہ قوتین اس طرح پر خوش
ہو جائینگی تو باقی چیزین اونہین کے پاس رہنے دینگے اور اسی کا نام قربانی٭ ہے جو
ایک ایسی رسم ہی جو بہت سے مذہبون مین جاری ہے اور جس سے آج کے دن تک
بھی ہم پیچھا نہین چھوڑا سکے۔ لیکن اس مین کچھ شک نہین ہے کہ اُون ضرر رسان
قوتون کے خوش کرنیکا یہہ طریقہ سب سے زیادہ متبذل قسم پرستش کی ہے مگر
جب لوگ زیادہ مہذب ہو جاتے ہین تو یہہ خیال کرنے لگتے ہین کہ امور خیر کے
وقوع اور ظہور کا باعث بھی کچھہ اعلےٰ تر قوتین ہین۔ پس وہ عالی رتبہ اور نیک
دیوتاؤن کی پرستش کرنے لگتے ہین اور بدون سے ڈرتے رہنے کو بھی ترک
نہین کرتے۔ ہمکو معلوم ہے کہ آریا قومون نے انواع و اقسام کے دیوتاؤنکی پرستش

٭ اسلام مین جو قربانی کا حکم ہے وہ اس اصول پر مبنی نہین ہے بلکہ اس اصول پر ہے کہ مساکین کو بھی گوشت کھانا نصیب ہو٭

قایم کی ہتی اور اوس کی نسبت طرح طرح کے مذہبی افسانے بنا رہے تھے جو نسل انسانی
کی بہت سی شاخون مین مختلف صورتون مین مروج رہی ہے اور بہت ترقی پا گئی
ہے اور ایسی نہین ہے کہ لوگ اوسکی جانب راغب ہون - لیکن جسقدر انسان عقل
اور علم مین ترقی کرتا ہے اوسیقدر ان چیزون کی عجوبگی اوسکی نظر مین نہین جچتی چنانچہ
جون جون لوگون کے خیالات ترقی پاتے گئے دُون وُون اہل روما اور اہل ہند وغیرہ
قومون کا اعتقاد جو وہ اپنے دیوتاؤن کی نسبت رکھتے تھے چپ چاپ زوال
پکڑتا گیا - کم ترقی یافتہ قومین اگر اپنے اولڈ فیشن کے اعتقادات کو خود ہی نہین چھوڑ
دیتین تو بہی تو اُن کے لئے سخت مشکل ہے کہ اپنے ان اعتقادات کو غیر مذہبون کے
سرگرم واعظون کے حملون سے بچا سکین - نیا مذہب قایم کرنے کی بہ نسبت پُرانے
مذہبون مین رخنہ ڈالدینا بہت آسان ہے - رومن کیتھلک لوگون نے پُرانے ایرین
دیوتاؤن کے مجموعہ [illegible] کے دیوتاؤن سے
بدلکر ایک نئے انداز پر مرتب کیا اور اوسپر ایسا گہرا رنگ چڑہا دیا جسکو ہم اصل عیسائیت
کہہ سکتے ہین اور وہ راہبون اور پادریون اور پوپ وغیرہ کے ایک عجیب غریب سلسلہ کی
مدد سے ایک ایسا مذہب پیش کرتے ہین جو ایسا نہین ہے کہ اون لوگون کو جو ترقی کی
ایک متوسط حد سے آگے نہین بڑہے اپنی جانب مایل نہ کرسکے اور جو فی الجملہ آسانی سے ایسے
مذہب کو قبول کرلیتے ہین جو بہت کچھ انہین کے عقیدون کی ایک اصلاح یافتہ صورت
ہے اور اس مین کچھ شک نہین کہ عیسائیت بحیثیت پشت پناہ ہونے رومن کیتھلک
طریقہ کے اُسکو متوہمانہ مذہب سے مقابلہ کرنے کی ایک بڑی طاقت دیتی ہے - مگر برخلاف
اسکے اسلام اُن لوگون کے لئے جو توہمات کے چھوڑنے پر آمادہ ہون ایک ایسا عقیدہ
پیش کرتا ہے جو عقل کے نہایت موافق ہے - چنانچہ اس عالم کون وفساد کے ایک ہی
طور کے قانون کے تابع ہونے سے مذہب اسلام وحدانیت ذات باری اور اوسکے

تنہا احکم الحاکمین ہونے کو ظاہر کرتا ہے اور اون سب قسم کی پرستشون کے معدوم
کردینے سے جو انسانی مشتہیات وجذبات کی مناسبت سے ایک ایک دیوتا ٹھہرا لیا
گیا ہے اُسکے اپنی صفات ومنسوبات مین سب سے برتر ہونے کا اعتراف کیا گیا ہے اور
نہ صرف مورتون اور تصویرون کا ہی امتناع کیا گیا ہے - بلکہ گانے بجانے اور راہبون اور
پادریون کے سلسلہ کو بھی ملیا میٹ کردیا گیا ہے اور بجز ایک سیدھی سادھی معقول پرستش
کے جو ایک سیدھے سادے مکان کے اندر یا باہر عمل مین آسکتی ہے اور کچھ باقی نہین رکھا گیا ہے۔ نیز پاکیزگی
پاکبازی کا حکم دیا گیا ہے شراب کا امتناع ہے - تمام انسانون کے برابر ہونے کا وعظ
ایک پسندیدہ صورت مین کیا گیا ہے اور دنیا مین نیک عمل کرنے کے اجر کا وعدہ عالم آخرت
مین ایک قابل فہم بہشت کے ساتھ دیا گیا ہے - پس ایک ایسا مذہب ایسے لوگون سے جو
کوئی مذہب نہین رکھتے بہت جلد مقبولیت حاصل کرلیتا ہے - مگر جب ہم پروٹسٹنٹ طریقہ
کی طرف متوجہ ہوتے ہین تو اوس مین کوئی ایسی بات نہین پاتے جو لوگون کے دلون
کو اپنی طرف کھینچے ہے [illegible] معلوم
ہوتی ہے تہین اصلاح تو کی لیکن ایسے درجہ تک نہین کی جو اوسکو اصل عیسائیت یا کسی
ایسی حد تک پہونچا دیتی جو عقل کے موافق ہو کیونکہ ہمارے مذہب کے موجودہ اصول
مبہم اور ناقابل فہم ہین بلکہ شاید اس مین بہ نسبت رومن کیتھلک طریقہ کے عیسائیت
بھی کم ہے کیونکہ جس قدر اُسمین اعمال حسنہ کے بجالانے اور اپنے لئے عالم آخرت مین اپنی
ذاتی کوشش سے بہتری کا سامان مہیا کرنے پر زور دیا گیا ہے اس مین اُسقدر
نہین ہے بلکہ زیادہ تر مسیح کی قربانی اور کفارہ ہی کو ذریعہ نجات قرار دیا گیا ہے -
اور اس امر پر یقین رکھنے کی تلقین کی گئی ہے کہ خواہ ہم نیک عمل کرین خواہ بد ہر حالت
مین گنہگار اور تقصیر وار ہین اور یہ کہ ہماری نجات صرف مسیح کے خون سے دھوئے
جانے پر منحصر ہے - مین خیال کرتا ہون کہ میرا یہ کہنا کچھ خلاف حقیقت نہوگا کہ مسیح کے

خون سے نجات پانے کا مسئلہ تمام پروٹسٹنٹ فرقون کے مذہب کی اصل و بنیاد ہے
ہی- اور یہہ کہ اِسی مسئلہ پر تمام فرقے بطور اپنے اصول دین کے زور دیتے ہین لیکن ہمکو
اب ذرا یہہ دیکھنا چاہئے کہ جب یہہ عقیدہ غیر مذہب والون کے سامنے پیش کیا جاتا ہی
تو کیا نتیجہ پیدا کرتا ہے (یہہ نتیجہ پیدا کرتا ہے) کہ سب پہلے ہمارا مسئلہ تثلیث - وحدنیت
الٰہی کے معقول مسئلہ کو بالکل مٹا دیتا ہے- اور تعجب یہہ ہے کہ خدا کی وحدانیت
کے اقرار کے ساتھ ہم ایک بالکل نا قابل فہم مسئلہ تین مساوی خداؤن کا بھی
قرار دیتے ہین جو حقیقت مین دیکھو تو آریا قوم کا وہی پُرانا ترگنون کا مسئلہ ہے جو
کسیطرح بھی اِس لایق نہین ہے کہ ہمارے مذہب مین کہپ سکے- اس تثلیث کے تین
خداؤن مین سے ایک خدا کی نسبت ہمنے قابل فہم طور پر کچھ بھی قرار نہین دیا
کہ اوسکا نام کیا ہے- پس ہم یہہ اُمید نہین کرسکتے کہ ایک اِس قسم کا مسئلہ اپنے
لئے اون لوگون کی قبولیت حاصل کریگا جن سے ہم یہہ خواہش کرتے ہین کہ وہ اپنی
بہت سے خداؤن کے وجود کو ہم کو چھوڑ کر ہمارا مذہب قبول کرلین اور ہم اِسپر
ہی بس نہین کرتے بلکہ اون لوگون سے یہہ بھی منوانا چاہتے ہین کہ وہ مسیح جسکا دنیا
مین پیدا ہونا ایک صحیح تاریخی واقع ہے نہ صرف نبی اور خدا کا پیغمبر تہا بلکہ خود خداوند
عالم تہا اور ہم زور دیتے ہین کہ جو لوگ ہمارے مذہب مین آئین ضرور ہی کہ وہ اس
مسیح کی پرستش اوسکو خاص خداوند تعالیٰ سمجھکر کرین جو ایک نہایت ہی حیرت انگیز
مسئلہ ہے- کچھ شک نہین ہے کہ آریا قوم کے لوگ ایسی عجیب و غریب باتون کے
عادی ہین جیسے دوم درجہ کے خداؤن کا انسانون کی بھلائی کے لئے اوتار بنکر
دنیا مین آنا- مگر جس حد کو ہم پہونچے ہین اوسکو وہ بھی نہین پہونچے پس ہمارے
اِس مسئلہ کے قبول کرنے کے لئے ایک بہت ہی بڑا ایمان درکار ہے۔
ہمارا اِس سے بھی مشکل تر مسئلہ انسان کے کسی حالت مین بھی گناہ سے نہ بچ سکنے

* یعنی ایسا مسیح جسکو عقل و فہم سے کوئی تعلق نہو۔

اور قربانی کے ذریعہ سے اُسکے کفارہ کے ہونے کا ہے اور قبل اسکے کہ ہم اُسکی نسبت کچھ کہین ہمکو یہہ یاد رکھنا ضرور ہے کہ قربانی کا خیال بالکل وہی پُرانی اور وحشیانہ بہیٹ پوجا ہی جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین اور جسکا مدعا اُن مافوق الطبیعت شریر قوتون کا خوش کرنا تہا جو دنیا مین آفتین اور مصیبتین پیدا کرتی ہین اور یہہ قطعاً ناممکن ہے کہ بہیٹ پوجا کے اس خیال کو اُس خداوند تعالی کی جو رحیم و رحمان ہے کسی قسم کی قابل فہم پرستش کے ساتہہ مطابق کیا جاے اور اس بنا پر یہہ کل مسئلہ ایک بعید درجہ کا مبہم اور ایسا ہی جو اپنی تردید آپ ہی کرتا ہے اور بحالیکہ بعض انسان ایسے ہین کہ جنکو کسی کفارہ کی ضرورت نہین مثلاً شیر خوار بچے اسلئے کہا جاسکتا ہے کہ ہمنے ایک نہایت ہی عجیب افسانہ انسان کے ہر حالت مین محتاج کفارہ ہونیکا اور نہایت ہی دقیق مسئلہ پہلے انسان سے گناہ کے سرزد ہونے اور اُس کی وجہ سے کل نسل انسانی کے مستوجب سزا ہونے کا ایجاد کیا ہے۔ اگر ہم مسیح کی طرز زندگی کی بطور ایک حسن نمونہ کے تعریف و توصیف کرین تو بجا اور درست ہے مگر ہم تو بجاے اسکی زندگی کے اسکی صلیبی موت کو اپنے مذہب کا اصل اصول ٹہیرائے ہوئے ہین۔ خاص لفظ "صلیبی" ہی گویا ہمارا اعتقاد نامہ ہی جو یہہ ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے مذہب کا لب لباب صرف صلیب کو باعث نجات اعتقاد ظاہر کرنا ہے اور صرف قربانی اور مسیح کے خون کا بہنا اور اوسکی موت یہی ایک بات ہے کہ جس پر نہایت زور دیکر ہم لوگون سے یہہ منوانا چاہتے ہین کہ صرف یہی ایک ذریعہ نجات کا ہے۔ ہمکو مسیح سے محبت رکہنا اس وجہ سے واجب نہین ہے کہ اُسنے اپنی زندگی ہماری بہتری مین صرف کی بلکہ اس لئے واجب ہے کہ ہمارے لئے اپنی جان قربان کر ڈالی۔

علاوہ ان اعتراضون کے جو ہر ایک ایسی تعلیم کی رو سے جو کسی قسم کی معقولیت کا دعوی کرتی ہو اس خونی قربانی کی نسبت جو ایک رحیم اور رحمان خدا کے لئے عمل مین آئیے

عاید ہوتے ہین خود اس قربانی کے خیال مین اُسکی ایک ایسی تردید موجود ہے کہ جس کو رفع کرنا ناممکن ہے کیونکہ انسان کو زندگی بہت پیاری ہے اور خواہ اسکو کیسا ہی قوی اعتقاد معاد کی نسبت کیون نہو تو بہی بنی نوع انسان کے کسی بہلائی کے کام مین اپنی جان قربان کرڈالنا ہمیشہ ایک نہایت ہی قابل احترام اور دلیرون کا کام سمجہا گیا ہے اور بیشک ایسا ہی سمجہا جانے کے لایق ہے پس اگر مسیح نے الحقیقت خدا تہا اور وہ اُس بات کو جانتا تہا جو اُس نے ہمکو سکہائی ہے تو اوسکا اپنی جان دیدینا ہرگز قربانی نہین کہا جاسکتا بلکہ صرف یہہ کہا جاسکتا ہے کہ یہہ ایک تکلیف دہ کام کا انجام بخیر تہا اور ایک اُسی آسمانی حالت کیطرف بازگشت ہتی جس سے اُسنے نزول کیا تہا +

الغرض پروٹسٹنٹ لوگون نے گو اپنے مذہب کے زیادہ دلچسپ توہمات کی اصلاح کی مگر اُن عجیب وغریب اور ناقابل فہم بلکہ ناقابل قبول مذہبی مسئلون کو باقی رکہہ لیا جو اخیر زمانہ کے [illegible] کا ایجاد [illegible] ہوچکا ہے ہین کہ وہ لوگ جو ہمارے مذہب مین آئین اس عجیب وغریب مسئلہ کو نہ صرف عیسائیت کا ضمیمہ سمجہکر مانین بلکہ خاص اسیکو عیسائیت سمجہین اور ہم ان مسایل کو لوگون کے سامنے نہ ایسے سرگرم واعظون کی زبان کے ذریعہ سے پیش کرتے ہین جو اُن مسکینانہ نکوئیون پر عمل کرتے ہون جن کی کتاب مقدس تعلیم کرتی ہے اور غریبون اور مظلومون کو تسلی دیتے ہون بلکہ ایسے مشنریون کے وسیلہ سے پیش کرتے ہین جنکو ہر طرح کا آرام حاصل ہے اور عمدہ تنخواہین پاتے اور لوگون سے اس امر کے خواہشمند ہوتے ہین کہ وہ ہمارے حال کی اوس سوسئیٹی مین داخل ہون جس مین ذات کا امتیاز نہایت ہی ہے اور انسان کا اعزاز واقتدار صرف اوسکی دولتمندی پر منحصر ہے پس کیا یہہ کچھہ تعجب کی بات ہے کہ اس قسم کی تعلیم سیدہی سادہی ہے اور مفلس اور تعلیم یافتہ لوگون کو کم مرغوب ہو اور تعلیم یافتہ ہندو اوسکو بالکل قبول نکرے - رسوم ودستورات کے معاملہ مین بہی

ہم مسلمانون سے اب تک بہت پیچہے ہین - ہم لوگون مین ایک روز افزون میلان آرایشی وزیبایشی پرستش اور گانے بجانے اور رنگین کہڑکیون (گرجا کی کہڑکیان مراد مین) وغیرہ اور ایسی رسوم کی طرف ہے جو خداوند تعالی کے اُس اعلے درجہ کے تصور سے جس کا اظہار مسلمان اپنی سادہ طرز عبادت مین کرتے ہین موافقت نہین رکہتا - ہم انسان کی مرغوبات رشوت کے طور پر دیگر لوگون کو اپنے عبادت خانون مین بلانے کی کوشش کرتی ہین اور اسمین فی الجملہ کامیابی بہی ہوتی ہے لیکن اگر ہم اسکو بہ تعمق نظر دیکہیں تو یہہ طریقہ ایک معقول طور کی پرستش الہی کے کسیطرح موافق نہین ہے - حق یہہ ہے کہ اگر ہم اور لوگون کو عیسائی بنانا اور اُنکی اصلاح کرنا چاہتے ہین تو ہمکو پہلے خود اپنی اصلاح کرنی چاہئے اور یہہ اصلاح کا کام اُس حد سے بہت زیادہ بڑہکر کرنا چاہئے جہان کہ اس وقت ہوا تہا جسکو "ریفارمیشن" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے - اوّل ہمکو اپنے بشپون سے پادریون سے منسٹریون اور عام عیسائی لوگون کو عیسائیت سکہانی چاہئے پہر البتہ ہم کافرون کو عیسائی بنانے کی امید کر سکتے ہین - اس بات کے کہنے کی کچہ ضرورت نہین ہے کہ جن مسایل مذہبی کی نسبت ہمکو اعتراض ہے اون مین سے کسی ایک مسئلہ کو بہی سیدہا سادہا آدمی مسیح کی زندگی کے ان حالات سے جو اناجیل ثلاثہ مین مذکور ہین نہین سیکھ سکتا کیونکہ ان مین اسکو یہہ بتایا جاتا ہے کہ "صرف ایک ہی خدا ہے جو رحیم اور رحمان ہے اور جسکا حکم دنیا کے لئے یہہ ہے کہ انسان محبت و بہی خواہی کے مسئلہ پر عمل کرے جو کل مسایل کا اصل اصول ہے اور یہہ کہ اپنی بُری خواہشون کو روکے اور اپنے بنی نوع سے مہربانی سے پیش آئے" اور انسان کا مذہب حق یہی ہے - باوجود ان تمام خوبیون کے جو اسلام نے عیسائیت سے اخذ کر لی ہین ہمارا عیسائی مذہب اوس صورت مین کہ جس کی تلقین اُسکے شروع مین کی گئی تہی اب بہی اپنے عجز و فروتنی اور ملائمت اور بہی خواہی اور خیر اندیشی

مین اسلام سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے اور خود مسیح ایک محبوب ترین نمونہ ان خوبیون کا ہے اور ان معنون کے لحاظ سے مسیح سے محبت کرنا بیشک ایک پسندیدہ اور ایسا خیال ہے جو انسان کے لئے موجب شرف ہے اور جبکہ ہم "مسیح کی محبت" کے مسئلہ پر بڑا زور دیتے مین تو اگر اُس محبت سے صرف یہی مراد ہوتی جو ہمنے بیان کی ہے تو بہت ہی خوب ہوتا مگر غضب تو یہ ہے کہ اُس سے یہ مراد سمجھی جاتی ہے کہ ہمکو اُس سے اِس لئے محبت کرنی چاہئے کہ اُسنے ہماری خاطر اپنی جان قربان کر ڈالی +

مسیح کا سچا مذہب ایک ایسے زمانہ مین اُتارا گیا جو طرح طرح کے مذہبون اور فلسفون سے معمور تھا اور جو نہین اسکا مالک دنیا سے سدھارا ہر قسم کی لغویات اور مزخرفات سے اسکو منڈھ دیا گیا اور وہ لغو باتین روز بروز یہانتک بڑھتی چلی گئین کہ اسکا بالکل ستیاناس ہو گیا۔ جب اتھاناس لس نے ایری ئیس پر فتح پائی تو بہت سی باطل پرستیان اور توہمات [illegible] ہو گئے یہانتک کہ عیسائیت ایک ایسا ذلیل توہم بنگئی کہ اگر اُس کو اُسکا بانی دیکھتا تو پہچان نہ سکتا۔ اسلام اصلاح یافتہ عیسائیت کی شکل مین اور اُسکی خرابیون کی نسبت اعتراض اور ایک زیادہ پاک مذہب کی صورت مین جو پُرانے پاک نمونون پر مبنی تھا اور جو قدیمی اصول حقہ کی طرف بازگشت تھی دنیا مین آیا۔ اگرچہ یہہ اُس عیسائیت کی طرف جیسیکہ وہ ابتدا مین تھی ایک کامل بازگشت نہ تھی کیونکہ اوس نے مسیح کی فروتنی صلح پسندی اور عجز وانکسار کو پورا پورا اختیار نہین کیا اور وہ شاید اسی وجہ سے ہماری ناقص فطرت کے لئے زیادہ تر باعث میل ورغبت ہوا لیکن جیسا کہ ہمنے پہلے ہی بیان کیا ہے اسلام مین بمقابلہ اُس زمانہ کے سخت توہمات کی پوری پوری معقولیت موجود تھی اسلئے اوسکو ایک بڑی کامیابی کا حاصل ہونا کچھ تعجب کی بات نہین ہے اور جن لوگون نے اسکو قبول کیا انمین بہت سے پہلے ہی ایک قسم کی حد سے گذرے ہوئے پروٹسٹنٹ عیسائی تھے۔

* یہہ راقم مضمون کا خیال ہے جو اصول اسلام اور آنحضرت کے حالات زندگی پورے معلوم نہین +

مثلاً بعض ایشیائی فرقے اور ایشیا کے رہنے والے اہل یورپ اور گو اب ہم اس امر کا اعتراف نکرین مگر ہے یون ہی کہ اسلام نے اس زمانہ کے تقریبًا کل مہذب کریسچن دنیا اور کل عیسائی ایشیا و افریقہ کو نگل گیا اور اپنے مین جذب کر لیا اور وہ خراب شدہ مذہب جسکو غلطی سے عیسائیت کہا جاتا تہا یونانیون اور رومیون کے اُس گئے گذرے بقیہ کے علاوہ جو قسطنطنیہ اور روما مین موجود تہا صرف یورپ کے وحشیون یعنی قوم گاتیہ اور روسیون وغیرہ کے پاس رہگیا جو اپنی کم عقلی کی وجہ سے اس قابل تہے کہ بتوہمانہ اعمال و افعال بجالائین اور اپنی قوم کے سردارون کے کہنے سے ایک لخت غول کے غول عیسائی ہوجائین جب مسلمانون نے سلطنت متحدہ یونان و روم کے مہذب ملکون پر قبضہ کیا تو وہ اس سلطنت کی تہذیب و شائستگی اور علوم و فنون کے بہی وارث ہوگئے اور یہی وجہ تہی کہ ادہنون نے دنیا کو نہ صرف ایک بہتر مذہب ہی عطا کیا بلکہ اُس کے ساتہ قوانین اور علوم او لٹریچر سے بھی [illegible] تھے اور اس طرح پر اسلام کے دنیا مین قایم ہونیکے بعد ایک ہزار برس سے زیادہ عرصہ تک ہر بات مسلمانون کی مسلسل ترقی کا باعث رہی اور وہ اب بہی دنیا کے کم تہذیب یافتہ حصون خصوصًا افریقہ مین ترقی کر رہے ہین۔ یہہ ٹہیک ٹہیک کہنا بہت مشکل ہے کہ اسلام کیا ہے کیونکہ وہ ہمارے مذہب کی طرح جو تمامہ اناجیل ثلاثہ مین منحصر ہے صاف اور واضح طور پر ایک مختصر دایرہ کے اندر محدود نہین اس لئے غیر مذاہب کے لوگ اسکا اندازہ صرف اوسکے نتیجون سے کر سکتی ہین چنانچہ اس کی عام حالت تو بیان ہو چکی ہے اور کچہ شک نہین ہے کہ وہ لوگون کی طرز زندگی اور اون کے چال چلن کے ظاہرا شائستہ اور معزز بنانے مین بہت موثر معلوم ہوتا ہے اور ایک بہت بڑی خوبی اُسمین یہہ ہے کہ اوسمین نہ تو کچہ مشکل مسئلے ہین اور نہ وہ شرعی

سے لوگون کو ایسے اعتقادات پر مجبور کرتا ہے جو عقل اور ہر ایک انسان کی معمولی سمجھ کے برخلاف ہون اور اسی وجہ سے مسلمانون مین اپنے مذہب سے پہر جانے کا میلان بہت ہی کم ہے اور یہہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مذہب اسلام کے پیرو اُسکی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کرنے مین کچھ شرم نہین کرتے (یعنے اوس مین کوئی ایسی بات نہین ہے جو اُنکے لئے موجب شرم ہو) بلکہ مرد اور سیر ویسا ہی علانیہ طور سے اعتقاد رکھتے ہین جیسیکہ ہماری عورتین عیسائیت کی نسبت پختہ اعتقاد رکھتے ہین - جو اخلاق اسلام نے تعلیم کئے ہین وہ عمدہ ہین اور جو لوگ اسلام قبول کرتے ہین انکا اُس برتاؤ کی بہ نسبت جو ہم عیسائی ہونے والون کے ساتھہ کرتے ہین بہت بڑھکر برادرانہ اور مساوی طور پر خیر مقدم کیا جاتا ہے - کہا جاتا ہے کہ اسلام مین عیسائیت کی سی فروتنی اور عجز و انکسار نہین ہے لیکن یہہ خیال کرنا ایک بہت ہی بڑی غلطی ہے کہ وہ لوگون کو مسلمان بنانے والے مذہب کے اعتبار سے ایک جابر اور ایذا رسان مذہب ہے بلکہ برخلاف اسکے عیسائیون کی بہ نسبت مسلمانون نے ہمیشہ بہت زیادہ تحمل اور بردباری سے کام لیا ہے کیونکہ انہون نے نہ تو لوگون کو ستا ستا کر اُن سے اپنا مذہب قبلوایا ہے اور نہ اون لوگونکو جو مذہب کے اعتبار سے اُن سے مختلف ہون زندہ آگ سے جلاد الا ہے* اور باوجودیکہ عیسائی سلطنتون نے اپنی کل رعایا کو انکا مذہب قبول کرنے پر مجبور کیا اور اسطرحپر متحد مذہب والی قومین بنا لین مگر مسلمان ہمیشہ اپنی رعایا کو آزادانہ اپنے مذہب پر قایم رہنے کی اجازت دیتے رہے بلکہ حال کے زمانہ مین بہی ترکون اور مغلون نے کم ہمتی سے اپنے درمیان غیر مسلم آبادی کو قایم رکہا ہے +

عیسائیون کے مقابلہ مین مسلمانون کے بظاہر زیادہ شایستہ ہونیکا سبب غالبًا شراب کی ممانعت ہے حالانکہ ہمارے عیسائی آبادیون کی کم درجہ کی قومون کے اسقدر بڑے حصہ کی خرابی اور ذلت کا سبب شراب ہی ہے اور ہمارے ہان شراب کی صرف

* ایک عدالت مذہبی جسکا نام انکویزیشن تہا اُسکے حکم اور فتوی سے ۱۴۸۱ء سے جو چند عرصہ تک قایم رہی چونتیس ہزار چو بیس آدمی جلائے یا قتل کئے گئے تہے کیونکہ وہ اوس زمانہ کے موجودہ رومن کیتہلک مذہب کے پابند نہ تہے یا بت پرست یا یہودی یا مسلمان تہے - مترجم +

مخالفت کا ہونا ہی نہین بلکہ ہم اوسکو اپنی سکرمنیٹ (عشاء ربانی) مین استعمال کرکے ایک طرح سے متبرک بھی بناتے ہین اور شراب کو مسیح کا خون سمجھکر استعمال کرنا (جسکو ہم ایک غیر معمولی رُوحانی نکوئی قرار دیتے ہین) نہ صرف ایک بہت ذلیل قسم کا توہم ہے بلکہ استعمال شراب کے مسئلہ کی نسبت کچھ کہنے کی دقت کو بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے - یہہ نہین کہا جاسکتا کہ مسلمان شراب نہین پیتے مگر وہ فی الحقیقت شاذ و نادر ہی اِسکا استعمال کرتے ہین اور یہہ بھی نہین کہا جاسکتا کہ اونمین ایسے بدکار لوگ نہین ہین جو بہت سی برائیون مین مبتلا ہین خصوصًا وحشی خصائل نیم مسلم قومون مین لیکن حیثیت مجموعی کے لحاظ سے مہذب مسلمان ملکون کے لوگ بمقابلہ عیسائیون کی آبادی کے ظاہرا زیادہ تر معقولیت اور شائستگی اور عمدہ چال چلن رکھتے ہین - مسلمانون مین جو بُرائیان ہین وہ زیادہ تر اِن زمانون کی بُرائیان ہین جنہین اسلام نے پختگی بگڑی اور ہماری جو خوبیان مین وہ بنسبت ہمارے مذہب کے ہمارے زمانہ کی خوبیان ہین - اِسلام کی نسبت جو عمومًا ایک بُرا خیال پھیلا ہوا ہے وہ غالبًا زیادہ تر اِس خیال کی وجہ سے ہے کہ وہ تعدد ازدواج کا جواب دِہ ہے مگر اس بات کو کہانتک بار بار کہا جائے کہ نہ تو تعداد ازواج خصوصیت کے ساتھہ ایک اسلامی قاعدہ ہے اور نہ ایک جورو پر قناعت کرنا بالتخصیص ایک عیسائی قانون ہے بلکہ یہہ دونون رسمین ان مذہبون سے بہت پُرانی ہین - ازدواج کا معاملہ قدیم سے دو طریقون مین پر منحصر رہا ہے یعنے ایک تو معاہدہ کے طور پر جو مابین شوہر اور زوجہ کے ہوتا ہے شادی کا ہونا دوسرا - صرف چند رسوم مذہبی کے ساتھہ شادی کا عمل مین آنا اور اوسکا ناقابل الافتراق سمجھا جانا - پس اگر کوئی شخص اپنی جورو کی کسی حالت مین بھی قطع تعلق کا مجاز نہو تو وہ دوسری عورت کے ساتھہ شادی کرنے پر عمومًا کم مائل ہوتا ہے اور مذکورہ بالا طریقون مین سے مذہبی رسوم کے ساتھہ ازدواج کا

عمل مین آنا ایک نہایت پُرانا آریا قوم کے لوگون کا طریقہ ہے اور ہم نہین جانتے کہ
اس کی ابتدا کب سے ہے - یہہ طریقہ تمام قدیم آریا ملکون مین جاری تہا اور ہندؤن
مین تو موت بہی اسکو قطع نہین کرسکتی (یعنے بیوہ ازدواج ثانی کی مجاز نہین) اور معاہدہ
کے طور پر ازدواج کا ہونا جیسیکہ ہمکو معلوم ہے کل بنی سام یعنے یہودیون اور عربون
وغیرہ مین مروج تہا اور یہہ ظاہر ہے کہ جو امر کسی معاہدہ کے ساتہہ قرار پاتا ہے وہ کسی
دوسرے معاہدہ کے ساتہہ زائل بہی ہوسکتا ہے پس معاہدہ کے ساتہہ جو ازدواج
عمل مین آتا ہے اُسمین طلاق کے لئے بہت بڑی سہولیتین ہوتی ہین اور ہر ایک
شخص کو اختیار ہوتا ہے کہ اپنی پہلی جورون کو چہوڑ کر نئی بیویان کرے اور ایشیائی
ملکون مین مرد کو ایک ہی وقت مین معاہدہ کی شادی کے طور پر کئی بیویان کرنیکا
اختیار رہا ہے گو یہہ معاملہ شاذ و نادر وقوع مین آتا ہے - مہذب ممالک اسلامیہ مین
جو یہہ طریقہ جاری ہے کہ زوجہ مہر کی ایک معقول رقم کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہی
اور نیز یہہ کہ کتخدا عورتون کی جایداد شرعاً شوہر سے علیحدہ خود عورت کی ملکیت تصور
کیجاتی ہے اِس نے مسلمانون کے لئے طلاق کی سہولتون کو بہت کچھ کم کردیا ہی
ہمکو معلوم ہے کہ اخیر زمانہ کے رومیون مین معاہدہ کے طور پر ازدواج کا طریقہ مذہبی
رسوم کے ساتہہ شادی کے طریقہ پر غالب تہا بلکہ ازدواج کا رومن لا (یعنے رومیون کا
مختص القوم قانون ازدواج) ہی ہوگیا تہا اور طلاق کے لئے اسقدر آسانی تہی کہ وہ عملاً
ایشیائی طریقہ تعدد ازدواج کے برابر ہی سا تہا محمدن لا (یعنے اسلامی قانون ازدواج)
بہت کچھ وہی "رومن لا" ہے اور چونکہ عربون کے قدیم اور ادنکی بہ نسبت رومیون کی
کسیقدر قریب العہد قانون دونون بالاتفاق ازدواج کو صرف ایک معاہدہ قرار دیتے
تہے اس لئے یہہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ یہہ طریقہ ممالک اسلامیہ مین جاری ہوگیا
مگر حقیقتاً مذہب سے اُسکو کچھ تعلق نہین ہے بلکہ فی الواقع "رومن لا" بہت سی عیسائی

ملکون مین بہی دخل پا گیا ہے چنانچہ زمانہ حال مین امریکہ اور اور ملکون مین طلاق
کے معاملہ مین آسانی ہونے کے لئے زور دے رہے ہین جو قدیم مذہبی طور پر
شادی کے طریقہ بالکل برخلاف ہے - ہم یہان اس بحث مین پڑنا نہین چاہتے
کہ فی الحقیقت مسیح نے مذہبی طور پر شادی کے طریقہ کو واجب قرار دیا ہے یا نہین
لیکن اس مین شک نہین کہ کیتھلک چرچ نے کسی وجہ سے ہمیشہ اس طریقہ کو اختیار
کیا ہے - یہ کہنا ایک اپنی اپنی رائے ہے کہ یہہ طریقہ اچھا ہے مگر جیسا کہ مین نے
ابہی بیان کیا ہے زمانہ حال کے عیسائی ملکون مین اس طریقہ پر قایم رہنا
مشکل ثابت ہوا ہے جہانتک کہ صرف ایک عورت سے شادی کا کرنا اور طلاق
کی ممانعت ایک عمدہ بات کہی جا سکتی ہے بیشک اسکا فخر قدیم عیسائیون یعنے
کیتھلک چرچ کو حاصل ہے لیکن یہہ طریقہ اچھا ہو یا برا مگر اتنی بات ضرور ہے کہ عیسائی
چرچون کا ازدواج کا منتخب [illegible] اون کی ترقی [illegible] ہے کیونکہ
معاہرہ کے طور پر بیاہ کا طریقہ بہت سی ایسی قومون کی عادت اور مذاق کے
موافق ہے جو ایرین نہین ہین اور وہ ایک ایسے مذہب کو جو اوس قسم کے طریقہ کو
باقاعدہ بنا کر او سکو قانونی لباس پہنا دے بہ نسبت ایک ایسے مذہب کے زیادہ پسند
کرتے ہین جو اونکو ایک ہی جورو پر مقید رکہے اور نہایت سخت طور سے جکڑ دے +
تہذیب و شائستگی اور حکومت اور اختیار کے لحاظ سے جو تفوق مسلمانون کو
بہت سی صدیون تک حاصل رہا ہے وہ اب اون کے ہاتہہ سے نکل گیا ہے اور وہ
اب بالکل عیسائی قومون کا حصہ ہے اور ہندوستان اور ملکون کے نقشون سے
ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانون کی تعداد مین اب اونکی ابتدای زمانہ کی اسی سرعت کے
ساتہہ ترقی رک گئی ہے مگر باوجود اس ہر قسم کی فوقیت کے جو پروٹسٹنٹ عیسائیون
کو بلحاظ ایک فرمانروا قوم ہونے کے حاصل ہے وہ پہر بہی کچہہ نہین کر سکتے -

ہندؤن کا عظیم الشان گروہ ابتک اپنے پرانے دستورات پر قایم ہے اور اون مین سے
جن لوگون نے تعلیم پاکر اپنے پرانے اعتقادات کو چہوڑ دیا ہے وہ مسلمانون اور
عیسائیون دونون کے مذہب کی طرف ملتفت نہین ہوتے۔ پس عیسائیت اور اسلام
کی ترقی کا اگر کچھ مقابلہ کیا جاسکتا ہے تو صرف اُنہین سیدہی سادہی قومون کے
معاملہ مین ممکن ہے جو اپنے اعتقادات مین زیادہ استحکام نہین رکھتین اور اونمین
اگر دیکہا جائے تو بے شبہ غلبہ مسلمانون ہی کو حاصل ہے۔ افریقہ کی قومون کی عادات
وخیالات مین کوئی بات ایسی نہین ہے جو خصوصیت کے ساتھ اسلام کے مؤید ہو بلکہ
اس کے برخلاف وہ پرجوش طبیعت کے لوگ ہین اور جب کوئی قوم ایک بار اس
مسئلہ کو کامل طور پر مان لے تو مسیح مصلوب کی محبت اور کفارہ کے مسئلہ مین ایک
خاص بات ہے جو اونکے معتقدون کے دلمین ایک خاص طور کی تاثیر پیدا کرتی
ہی چنانچہ اس قسم کی طبیعت والے عیسائیون مین امریکہ کے حبشی سب سے بڑہکر ہین

وہ لوگ خانگی غلامی سے نکلکر مذہبی غلامی مین پڑنا اور رومن کیتھلک مذہب
سے کسی قسم کا تعلق رکہنا نہین چاہتے۔ وہ مذہب مین بہت کچھ ظاہری ازادی کا
اظہار کرتے ہین اور اپنے خانگی تعلقات مین ابتک بہی بہت بے قیدی ظاہر کرتی
ہین۔ ہم یہہ نہین کہہ سکتے کہ اگر اُن کو مسلمان بنایا جاتا تو اونکی کیا حالت ہوتی
مگر عیسائی ہوکر تو جیسا کہ ہم دیکھتے ہین اپنے عقیدون مین وہ نہایت ہی پکے اور
دلی یقین رکہنے والے ہین۔ یہہ بات تسلیم شدہ معلوم ہوتی ہے کہ افریقہ مین
مسلمانون کو بہت زیادہ اور ہمکو بہت کم کامیابی حاصل ہے اور باوجودیکہ
مسلمان واعظون کو کہین سے کسی قسم کی مدد نہین پہونچتی وہ افریقہ کے مشرقی
اور درمیانی حصون مین لوگون کو غول کے غول مسلمان بناتے ہین اور ہم سے
وہان کچھ بھی نہین بن پڑتا اور جنوبی افریقہ مین بہی باآنکہ وہان ہمکو حکومت حاصل

ہونے کی وجہ سے ہر طرح کی فوقیت حاصل ہے اور فراخ دلی کے ساتھہ شہریون کے
ذریعہ سے بڑی بڑی کوششین کی جاتی ہین تاہم ہماری ترقی کی رفتار سست
اور مشتبہ ہے - الغرض ہم اس مضمون کو جیسا کہ ہمنے شروع مین کہا ہے اس قول
پر ختم کرتے ہین کہ عیسائی اسوقت تک کافرون کو عیسائی نہین بنا سکینگے جبتک کہ
خود اپنے کو عیسائی نہ بنائین - اگر ہم کسیطرح اس عیسائیت کی طرف رجوع کر سکین جو
مسیح نے سکھائی تھی تو اسلام کو کامیابی کا کوئی موقع نہین رہیگا[*] مگر جبتک ہم اپنی
ان مخصوص مسایل والے مذہب کا جو کسی انسان کی سمجھ مین نہین آسکتے وعظ کرتے
رہینگے اوسوقت تک میدان مسابقت مین ہمکو سبقت کی امید بالکل رکھنی نہین چاہئے
(علیگڈھ گزٹ)

ڈاکٹر لائیٹنر صاحب کا لکچر جو مذہب اسلام پر ۶ - نومبر ۱۸۸۶ء کو اتوار کے روز دوپہر کے پیچھے سوتھ پلیس چیپل فنسبری سکویر مین بزبان انگریزی انہونے دیا تہا - اور وہ رسالہ ڈپلومیٹک فلائی شیٹس مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۸۷ء مین شائع ہوا

(اس ترجمہ مین ہمارا اسقدر تصرف ہوا ہے کہ لکچرار نے انحضرت صلعم کا نام محمد لیا تہا - ہمنے بجائے نام لفظ آنحضرت صلعم لکھدیا ہے)

لکچرار نے بیان کیا " میرے تجارب مذہب اسلام کی نسبت ۱۸۴۵ء مین شروع ہوئے -
قسطنطنیہ میں ایک مسجد کے مکتب مین مینے عربی زبان پڑہی - جہان پر مینے قرآن مجید کی
بڑی بڑی سورتین حفظ کین مین نے مسلمانونکو کیا سُنی اور کیا شیعہ اور کیا اہلحدیث

[*] اگر کسی طرح عیسائی اُس عیسائیت کی طرف رجوع کر سکین جو حضرت مسیح نے سکھائی تہی جس کا ذکر اس آرٹیکل مین ہے - تو اسلام کو بجاے نقصان کے بڑی کامیابی ہوگی کیونکہ وہ عیسائیت بالکل اسلام کے مطابق ہوگی کما قال اللہ تعالی یا اہل الکتٰب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ - یہ خیال کرنا کہ اصلی عیسائیت اور اسلام باہم مختلف ہین محض غلطی ہے
ایڈیٹر

ہندوستان مین و دیگر مقامات مین دیکھا - اور کوشش کی کہ اُنکی مقدس علم ادب
کو حاصل کر دن - عربی جانے بغیر ناممکن ہے کہ کوئی شخص مسلمانون کے دلون مین
اپنی عزت کا سکہ جما دے لیکن علم عربی سے بہتر کچھہ اور چیز ہے اور وہ مواسات ہی
بڑے بڑے فاضلون اور عالمون کی نظیرین موجود ہین جو عدم مواسات کے باعث اس
مذہب پر اپنی اپنی رائے قایم کرنے مین بھٹک گئے - مجھے امید ہے کہ مین اُس مواساۃ
یعنے بنی نوع کی ہمدردی کو جو مختلف مذاہب کے اندر ہونی چاہیے ترقی اور تقویت
دونگا ہربرٹ سپنسر کا مقولہ ہے کہ "جسقدر ہم صداقت کو زیادہ محبوب جانینگے اور ظفر کو کم
اوسیقدر ہم اِس بات کے جاننے کے زیادہ شایق ہونگے کہ ہمارے مخالفین کے جو
خیالات ہین اونکا سبب کیا ہے" اِس مقولہ سے بڑھکر یہ مضمون تبتی لامہ کی یہ رائے
ہے کہ کہنا تو بجاے خود اِس بات کا خیال بھی نکرنا چاہیے* کہ ہمارا اپنا مذہب اور لوگون
کے مذہب سے بہتر اور افضل ہے -

یہہ مذہب محمد کا اختراع نہین ہے

مذہب محمدی کوئی ایسا مذہب نہین ہے جسے آنحضرت صلعم نے اپنے دل سے
گھڑ لیا ہو کیونکہ آنحضرت صلعم کا مقولہ تھا کہ مین اپنے سے پہلے انبیاؑ کے دین کی
تبلیغ کرتا ہون - احکام الٰہی کے موافق عمل کرنا - اوس طمانیت اور سکون کو جو تمام
دانائی سے فایق اور سابق ہو حاصل کرنیکی غرض سے اپنی روزمرہ کی زیست مین اللہ
کو حاضر اور اپنے ساتھہ جاننا - رضا الٰہی کے لئے سر تسلیم جھکانا - یہی مذہب محمدی -
یا اگر نہایت ہی درست اور صحیح لفظ بولین تو اسلام ہے - ایک امر مین تو یہہ دین یہودیت
اور عیسائیت دونو کے موافق ہے اور ایک امر مین ناموافق - احکام الٰہی کے

* یہہ کہنا اس معنے کر صحیح ہے کہ کوئی شخص اپنے ذاتی عمل و اعتقاد کو بہتر نہ سمجھے نہ اس معنے کر کہ اپنے مذہب کے اصول و ہدایات کو بہتر نہ جانے - یہی معنے قایل کے مراد مین تو اہل اسلام کو اس سے اتفاق نہین +

موافق عمل کرنا تو وہی ہے جسکی تعلیم پہلے مذاہب کے نبیون نے کی اور اس باب مین وہ سب کے سب محمدی تھے۔ لیکن وہ طریقہ جنکی بنیاد آنحضرت صلعم نے ڈالی کچھ تو (مذاہب اولی) کے عمدہ عمدہ باتون کا انتخاب ہے۔ اور کچھ بلاواسطہ منبع خیر کل کی طرف سے وحی ہے اگر ہم وحی کو تسلیم کرین۔ یہودی مذہب جیسے آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا وہ خصوصًا روایتی زبانی طریق تھا جو یونانی اور بدھ مذہب کے طریقون سے الگ تھا۔ آنحضرت صلعم نے یہہ سمجھا کہ یہہ یہود مجھے اپنا مسیحا مان لین گے۔ لیکن یہودیون کے اس اعتقاد نے کہ ''ہم ہی برگزیدہ و پسندیدہ خدا ہین'' اون کو اسلام قبول کرنے سے روک لیا۔ آنحضرت صلعم کا یہہ عندیہ نہین تھا کہ اپنے مذہب کے فواید کو اپنے ہی لوگون مین محدود رکھین بلکہ یہہ تھا کہ تمام جہان مین اون فواید کو پھیلائین۔ جس دین کی آپ نے تعلیم کی وہ دین یہودیت تو تھا مگر اسمین اپنے یہہ زیادتی کی تھی کہ غیر قومون کو بھی اوس دین مین شامل کرلیا تھا [illegible] سے نکال دیگئی تھین ؛

عملی مذہب

جس بات کی ہم منادی کرتے ہین وہ مسلمان عملی طور پر کررہے ہین۔ مثلاً اگر اوس وعظ کا عمل جو مسیح ؑ نے پہاڑی پر کیا تھا دیکھا جاوے تو وہ ایک معمولی عیسائی کی نسبت ایک مسلمان مین زیادہ نظر آتا ہے۔ جمہور مسلمان سُنّی فرقہ کے ہین جنکا رہنما ایک ایسے ہو سکتا ہے جو رضاے عام سے منتخب کیا ہوا ہو بعض وقت اونکے واعظین اور پیشوا اختیار کرلیتے ہین لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہین کہ بطور پیشہ خدام دین بنجاتے ہین۔ انمین اس بات کا وجود بھی نہین کہ پوپ بھی کوئی چیز ہوا کرتا ہے۔ ایک عام مسلمان بخوشی کہدیتا ہے کہ مرضی مولی پر توکل کرکے مین خود اوس دین کا وکیل ہون جسکے وکیل آنحضرت صلعم تھے۔

شیعی لوگ رسول خدا صلعم کے گدی نشینون کی نسبت موروثی اصل بیان کرتے اور اہین معصوم سمجھتے ہین - آنحضرت صلعم نے خود کوئی ایسا دعوے نہین کیا کیونکہ ایک دفعہ آپ کو وحی سے عتاب ہوا تہا اسلئے کہ آپ نے ایک فقیر سے روگردانی کرکے ایک نامی گرامی آدمی کی طرف توجہ کرلی تہی اور آپ نے اوس وحی کو لوگون مین شائع کیا (العزہ تحسین مرحبا !) ڈاکٹر لائیٹنر نے پہر نامی گرامی شیخ الاسلام روم کے اوس خط کو جو اوس نے ایک نومسلم شخص ہین کی طرف لکہا تہا اور جو رسالہ ڈپلومیٹک فلائی شیٹس مورخہ ۱۶ - اکتوبر ۱۸۸۳ء مین شائع ہوچکا ہے پڑہا اور اوسکی نہایت ہی تعریف کرکے کہا کہ یہہ ایسی حقایق کا خزینہ ہے جو بہت ہی کم مشہور بلکہ نامعلوم ہین اوس خط سے مین بالکل متفق الرائے ہون مگر اس فقرہ سے کہ جبدن سے تمنے اسلام قبول کیا اوسیدن سے تمہارے گناہ محو ہوگئے مگر اس فقرہ کی لفظی یا ظاہری معنی نہین سمجہے جاسکتے کیونکہ مذہب اسلام کے روسے گناہ محو ہوتے ہین [illegible] کا تسلیم ورضا کے بہتر ہے - مین تیرا ایکو عالم ظاہر نہین کرتا مگر حق آزادی ہر مسلمان کو کسی کی رائے سے خلاف کرنے کی حاصل ہے اوس آزادی کی نظر سے مین اعتراض کرتا ہون کہ یہہ فقرہ بظاہر معنی صحیح نہین اور اس قول خداوندی کی گناہ سے بچو اور اپنے تئین راستی کی طرف لگاؤ - مخالف ہے شاید اسمین مترجم خط سے غلطی ہوگئی ہو +

محمدی طریقے - یا شعار

اونکی دینی کتابون مین **طہارت** کی ہدایات لکھی ہین اور وہ اسطرح بیان کرتے ہین " طہارت ایمان سے دوسرے درجہ پر ہے " پہلے ہی مسلمان سے جو تمہین ملجاوے تم محمدی طریقے سیکھ سکتے ہو - یہہ ایک ایسی بات ہے کہ ہر ایک عیسائی کی نسبت نہین کہی جاسکتی اونکی **زکوۃ** جو صرف مالی عبادت ہے یہہ ہے کہ غریبون کے واسطے - غلامون کی آزادی کے لئے اور کئی ایک اور ایسے ہی امور کے لئے

اپنے تمام مال کے ۱/۴۰ (چالیسوین) حصہ سے کم نہ دینا انکو صرف وہی مال دینے کا
اذن ہے جو اونکے ملک مین بوجہ حلال آیا ہو۔ اسکا کچھہ اجر نہین ملنے کا کہ حرام
کما کر زکوٰۃ وغیرہ دیجاوے۔ (دل ڈہا کر جو کعبہ بنایا تو کیا ہوا) (نعرہ تحسین)
حج مکہ رشتہ اتحاد کے لئے بڑا ضروری ہے اور نیز اسلئے کہ تمام حجاج کی اوس
پاک زبان یعنے عربی کے ذریعہ سے عموماً تہذیب کی اشاعت کے لئے تحریک ہو
اور اوس زبان کی ویسی قدر و منزلت ہے جیسی کہ لاطینی زبان کی اوسوقت
تہی جبکہ تمام یورپ مین علماء کی یہہ زبان ہتی روزہ بیشک زہد ہے فرائض گہری
وطہارت کے بجالانیسے وہ تمام ضروریات بہی پوری ہوجاتی ہین جو حفظان
صحت کے لئے ضروری ہین۔ یہہ فرائض حقیقت مین مومنون کو کوئی ایسی تکلیف
کے لئے مقرر نہین کئے گئے جو اونکی طاقت سے باہر ہو۔

(امین) غنی آدمی ایسا سمجہا جاتا ہے کہ گویا وہ غریبون کا بالطبع محافظ اور نگہبان
ہے۔ اور مسکین لوگ امیرون کے دسترخوان پر بیٹھکر کہاتے ہین۔ زکوٰۃ کا ... حاجتمند
کو دیا جاتا ہے۔ اور سخاوت اہل اسلام بلا واسطہ ہوتی ہے۔ یورپ کے سسٹم جیسی بیچ در بیچ
ذریعہ سے نہین ہوتی۔ اگر اس قسم کے طریقے اور جگہہ نہین مرعی رکہے جاتے تو کوئی
فرقہ مثل نہلسٹ وسوشلسٹ پیدا نہوتا۔ ہر ایک مشرقی مذہبی پہلو سے اگر دیکہا جاوے
تو یہہ دینے والے کا فرض ہوتا ہے کہ لینے والے کا ممنون بنے کیونکہ اوسیکے وجہ سے
دینے والا فیاضی کو عمل مین لاسکتا ہے۔ (نعرہ تحسین) نوکرون کا وہی کہانا جو
اونکے آقاؤن کا ہوتا ہے مسجد کے اندر نمازیون کے درمیان کامل مساوات ہوتی
ہے۔ وہان عیسائی گرجون کی طرح حفظ مراتب مقامات کا نام و نشان تک نہین پایا جاتا ہے

نکاح

عقد نکاح مین دو گواہون کی شہادت کی ضرورت ہوتی ہے۔ خاوند اپنی بیوی

+ انجمن غریبون کے انتظام کا قانون +

سے حسن معاشرت کرے لیکن دوسرے ملک میں اپنے ساتھہ لیجانے لئے اوسی مجبور نہین کرسکتا۔ مگر اِس دوسری حالتمین اوسپر فرض ہے کہ اوسکا نان ونفقہ بہم پہونچاتا رہے۔ جب میان بی بی مین کوئی جہگڑا پڑے تو اوسوقت حکم ثالث منتخب کیئے جاسکتے ہین اور اگر میان بیوی مین بجز صورت عناد اور کسی طرح پر موافقت نہ ہوسکے تو اوسوقت طلاق دیجاتی ہے۔ طلاق آسانی سے نہین ہوسکتی جیسا کہ بعض نے سمجھہ رکہا ہے۔ نکاح کے وقت کسیقدر مہر معین کیا جاتا ہے جو بوقت طلاق بیوی کو دیا جاتا ہے۔ نکاح کی نسبت عیسائیون اور ہندوؤن کا خیال کہ یہہ روحانی ہوتا ہے مسلمانون کے خیال نکاح سے علگ تو علے ہی لیکن عملاً مسلمانون کی زیست خانہ داری مین علے العموم کمال درجہ کی محبت۔ پاکیزگی اور امن ہے نکاح کو عقد سمجھا جاوے خواہ روحانیت۔ استحکام وہی ہے جو بہت حالتون مین پایدار ہوتا ہی اور [illegible] ہی بہت تھوڑا عرصہ ہوا ہے مینے مسلمانون کے ساتھہ رہکر اونکی نسبت یوروپ والون مین بدرجہا بہتر مقدمات طلاق سنے ہین بہت سے مسلمانون کی زندگی ہمہین نمونہ دیتی ہے (جسکی اقتدا ہمہین کرنی چاہیئے) بہت سے مسلمان صرف ایک بیوی رکہتے ہین اور ہماری طرح اوسے وہ کافی سمجھتے ہین۔ آنحضرت صلعم ایسے لوگون کے درمیان آئے جہان کثیر الازدواجی کی کوئی حد نہین تہی اور جہان لڑکیان اکثر جان سے ماری جاتی تہین۔ آپ نے اوس (رسم بد) کے موقوف کرنیکی کوشش کی۔ آپنے ہدایت کی کہ ایک سے زیادہ بیویان کرو پر اس شرط پر کہ ان سب بیوبون سے مساوی عدل اور مساوی محبت کیساتھہ برتاؤ کرو۔ اِس طرح آپنے اوس حالت کی جسمین اہلِ زندگی بسر کرتے ہین بڑی اصلاح کی*

دیکھو اشاعۃ السنہ نمبر (۸) جلد (۱۰) * دیکھو اشاعۃ السنہ نمبر (۸) جلد (۱۰)

کیا آپ عیاش تہے

قریبًا تمام یوروپین مصنفین نے عنوان بالا کا ذکر کیا ہے اور مین (لیکچرار) اس کا امتحان کرتا ہون۔ حقیقت یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے باوجودیکہ بہت سے ترغیبات ورغایب[1] موجود تہین بڑے درجہ کی عصمت کو ملحوظ و مرعی رکہا اور یہہ آپ کے لئے بڑے فخر کی بات ہے۔ مشرکین عرب کے درمیان رہکر آپ نے ۲۵ برس کی عمر مین (جو پورے شباب کا زمانہ ہوتا ہے اور جسمین بیحد ترغیبات نفسانی اور رغایت شہوانی چارون طرف سے گہیرے رہتی ہین) ایک چالیس سال کی عورت سے (جو یوروپ مین ۵۰ سالہ عورت کے برابر ہوتی ہے) شادی کی۔ آپ [illegible] ہی ایکی محسن تہی اور یہہ پہلی عورت تہی جو آپ پر ایمان لائی۔ اس نکاح کے تمام عرصہ مین جو ۲۰ سال ہے آپ نے کوئی دوسری بیوی نہین کی۔ جب آپ کی عمر پچپن ۵۵ سال ہوئی تو آپ نے بیوی پر بیوی کی۔ ایسے شخص کی نسبت جو اتنی بڑی عمر (۵۵ سال) تک خود ضبطی دکہا چکا ہو اسکے بہت سے نکاحون کے لئے ضرور کوئی نہ کوئی ایسے سبب[2] ہونے چاہئین جو اون اسباب کے مغایر ہون جو آپ کی نسبت بیان کئے جاتے ہین۔ جن عورتون سے آپ نے

---

[1] رسم و رواج ملک و قوم۔ شرف خاندان۔ شباب۔ بعد فتح مالک زر و دولت وغیرہ وغیرہ +

[2] ان اسباب کی تفصیل اشاعۃ السنہ نمبر (۹) جلد (۱۰) مین موجود ہے جسکا اجمال غریب بیوہ بیمددی مواساۃ اصدقا مدارات اعداد وغیرہ وغیرہ +

شادی کی اور جو اکثر آپکے آزار رسیدہ اور مصیبت زدہ متبعین کی بیوگان تہیں
دہ ہلاک ہو جاتین - اگر پیغمبر صاحب انہین اپنے کفایت شعار گہرانے مین داخل نکر لیتے
لکچرار نے اس خیال کی کہ پیغمبر خدا صلعم کا ان نکاحون سے شہوت رانی کا منشا تہا
نہایت ہی تردید کی اور کہا کہ اگر عیسائی سچی مواسات اور خیر خواہی مین ترقی کرتے
تو اور مذاہب کی نسبت اونکی کچھ اور ہی رای ہوتی اور نیز انہون نے اسبات کی
کوشش کی ہوتی کہ اون مذاہب کو اونکے اصلی ماخذون سے سیکھتے ❊

محمدی سوسائیٹی اور کمالات

مجرد رہنا مسلمانون مین شاذ ہے - زناکاری کے لئے مرد اور عورت دونوکو
برابر سزا ملتی ہے - مجرم زنا کو علے الاعلان سّو درّے لگائے جاتے ہین - اُن
شہرون یا گاؤن مین یہان [illegible] شراب خانہ نہین
ہوتا اور نہ ہی کوئی قمار خانہ یا بدمعاشش خانہ ہوتا ہے - اور نہ اون کا
یہ خیال ہوتا ہے کہ کنچنیون کے پیشہ کو جائز رکہین - مختصر یون ہے کہ بعض ایسی جسمانی
اور اخلاقی برائیان ہین کہ جنکا مسلمانون کو علم ہی نہین - مین نے مدرسہ یا کالج
مین نوجوان مسلمانون کو دیکہا ہے اونکی گفتگو بہت سے انگریز نوجوان کی گفتگو
سے بدرجہا پاکیزہ ہے دیسی منکوحہ عورت انگریزی منکوحہ عورت کی نسبت بہتر حالت
مین ہوتی ہے پہر کیون یہ عورتین (عیسائی مسین لیڈیان) مسلمان عورتون
کو عیسائی بنانے کی کوشش کرتی مین ؟ آزادی - عدل اور مساوات جنہین تربیت
ملی ہوئی ہو - یہہ ایسی باتین ہین کہ جنکی اونکے ہان بڑی قدر ہوتی ہے - قرآن
(مجید) کے ترجمہ کرنیمین بڑی وسعت ہے جو تمام ممالک اور تمام زبانون کی مناسب
ہے - اسکے ترجمہ کے لئے ایک قانون مقرر کیا گیا تہا کہ جملہ شرطیہ کو دوسرے جملہ پر

جو غیر شرطیہ ہو ترجیح دیجاوے - آنحضرت صلعم نے سو ہا ان کو بہی پرستش کرنیوالون
مین شامل کیا ہے کیونکہ فرمایا ہے وہ لوگ جو اللہ اور پچہلے دن پر ایمان رکہتے
ہین اُنکو نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غم کہائینگے - نیز اونکے مذہبی جنگون یعنے
جہاد کا منشا جسے لوگون نے بہت ہی اُلٹا سمجہا ہے یہہ ہے کہ مساجد اور صوامع
ا ور بیعی (گرجے) محفوظ رہین - جہاد صرف اپنے بچاؤ کے لئے کیا جاتا ہے - کیا
یہہ جہاد اوس حالت سے جسمین ہم صدہا سال کے بعد پہونچے ہین عمدہ تر حالت نہین
ہے - بہت سے مسلمان گرجون کے لئے چندہ دیتے ہین لیکن کتنے عیسائی ہین
جو مسجدون چندہ دیتے ہین ؟ مذہب یہودی عیسائی اور محمدی مذاہب آپسمین
بہینین ہین جن سب کا اصل ایک ہے - اور ایک دن ایسا آئیگا کہ عیسائی آنحضرت
صلعم کی بہی تعظیم وتکریم کرینکے وجہ سے مسیح کی اور بہی زیادہ عزت کرینگے -
(بہت ہی تحسین [illegible] ذریعہ سے
ہمارے بیان کی پوری تصدیق ہوئی - اور یہہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچے کہ اہل
اسلام کا نمبر شمار اقوام غیر کی نسبت ترقی پر ہے - اور اس ترقی کا سبب صرف
اصول اسلام کی خوبی اور ہدایات وتعلیمات اسلام کی خوش اسلوبی ہے - اوسیکا
اثبات اس مضمون مین مقصود تہا -

اب ہم اس مضمون کے نتائج کی طرف اہل اسلام کو توجہ دلاتے ہین جو اس مضمون
کی تحریر سے پیش نظر ہین +

ناظرین پر مخفی نہین ہے کہ اہل اسلام دو قسم ہین - عوام - خواص - پہر اس
کے لحاظ نتائج تین نوع ہین (۱) رؤساء - جو ظاہری دولت دنیاوی سے
ممتاز ہین (۲) علماء جنکو دولت علم سے اعزاز و امتیاز حاصل ہے (۳)
طلباء جو تحصیل وسایل دولت دنیاوی یا اخروی مین سرگرم ہین - مگر یہہ دولت

سر دست ہاتھ مین نہین رکھتے یعنے اصول و مسایل اسلام پوری واقف نہین ہین
عوام اور طلباء کو (خصوصًا وہ طلباء جو تحصیل علوم دنیاوی مین مصروف ہین۔
علی الخصوص وہ جو مشن سکولون مین پڑھتے ہین) اس مضمون یا اسکے مقصود سے
یہہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ اصول و مسایل اسلام پر انکا اجمالی ایمان و تقلیدی اسلام
صحیح ہے۔ اور بعض مسایل اسلام پر مخالفین (خصوصًا پادریون) کی نکتہ چینی غلط
ہے اور حسد و ناواقفی یا عناد و خودغرضی پر مبنی ہے اور اسلام اُن کی نکتہ چینی کا
محل ہرگز نہین ہوسکتا۔ وہ اس کا محل ہوتا تو اقوام غیر کے اعیان سرکار جو حسد و
عناد و خودغرضی و فساد سے مبرا ہین) آپنے اسقدر تعریف و ثنا اور اپنے اصول
و مسایل پر شہادت و توافق آرا کیونکر حاصل کرتا۔

علمای اولا الابصار اس مضمون کو انصاف و توجہ سے پڑھین گے تو امید ہے اس
سے یہہ نتیجہ نکالین کہ اصول و مسایل اسلام کی خوبیون کا اظہار اور اقوام غیر
مین اُن کا اشتہار۔ اُن کی باہمی اختلافی فروعی مسایل مین بحث و تکرار
سے ہزار درجہ بہتر ہے (اگر اس تکرار سے کوئی فساد پیدا نہ ہو صرف ہدایت کا
نتیجہ نکلے) کیونکہ اس تکرار سے ہدایت ہوئی تو صرف بعض فروعی مسایل مین ہوگی اور
اس ہدایت کے برابر ہرگز نہین ہوسکتی جو اصول اسلام کے محاسن کے اظہار سے
متوقع ہے۔ یہہ اسلئے کہ ایک شخص کا کفر سے اسلام مین آنا ہزار مسلمان کے کسی
اختلافی فروعی مسئلہ کے کسی جانب اختلاف کی طرف ہدایت پانے سے بہتر ہے
اور اگر اس باہمی تکرار سے ہدایت پیدا نہوئی (چنانچہ اکثر وقوع مین آتا ہے اور
رات دن مشاہدہ کیا جاتا ہے) تو بہتری اسی اظہار محاسن اسلام مین منحصر ہے
اور باہمی تکرار اس سے خالی ہے۔ کیونکہ اس اظہار محاسن اسلام سے ہزارون اشخاص
مذاہب غیر کا داخل اسلام ہونا متوقع ہے اور اس تکرار سے پہلے کے ہوئے ہوائی مسلمان